دروس المساجد

خطبا اور مبلغین کے لئے نادر تحفہ

تالیف
محمد عظیم حاصل پوری

مکتبہ اسلامیہ

دروس المساجد

خطبا اور مبلغین کے لئے نادر تحفہ

جلد دوم

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ
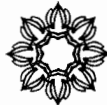
www.KitaboSunnat.com

کتاب .... دروس المساجد

جلد .... دوم

تالیف .... الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر .... محمد سرور عاصم

اشاعت 2014ء

قیمت ....

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37244973-042 فیکس: 37232369-042

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 2631204, 2641204-041

e-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

اپنے آپ کو پاک رکھو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((طَهِّرُوا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ)) [1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جسموں کو پاک وصاف رکھا کرو، اللہ تعالیٰ (تمہارے باطن کو بھی) صاف کر دے گا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوعباس ہے، آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ اُمّ الفضل لبابۃ الکبری اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، آپ ﷺ نے انہیں کتاب وسنت کے علم وفقاہت کی دعا دی تھی: ''اے اللہ! اسے قرآن وسنت کا علم عطا فرما۔'' تیرا سال صحبتِ رسول پائی۔ آپ کو وسعت علمی کی بنا پر ''البحر'' اور ''الحبر'' کہا جاتا تھا۔ تقریباً سولہ برس کی عمر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن بن گئے تھے۔ آپ فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو چار عبداللہ نامی صحابی ہیں (جنہیں عبادلہ اربعہ کہا جاتا ہے) ان میں سے ایک ہیں اور بکثرت احادیث بیان کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے (۱۶۶۰) احادیث روایت کیں۔ [2]

ایک مشہور تابعی اور اپنے وقت کے بہت بڑے امام حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] مجمع الزوائد(۱ /۲۲۶)؛الطبرانی فی الاوسط(۱۷۰۷٤)، اسناده حسن۔
[2] الاصابة فی تمییز الصحابة(ت/٤٧٨٣)؛ الاستیعاب(ت/١٦٠٦)

مَارَاَيْتُ فِيْ مَجْلِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَاطِلًا قَطُّ.❶

''میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں کبھی کوئی فضول بات یا کام ہوتے نہیں دیکھا۔''

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا، جہاں کہیں بھی پڑاؤ ڈالا تو آدھی رات کے بعد سے وہ عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ فرماتے ہیں، مجھ سے ایوب نے پوچھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ (میں نے کہا:) کہ جب اس آیت پر پہنچے:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾❷

''اور موت کی بے یقینی برحق خبر لے کر آ گئی۔''

تو ترتیل سے پڑھتے اور روتے روتے انہیں ہچکیاں آنے لگتیں۔❸

عظیم تابعی حضرت امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ تَعْظِيْمًا لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.❹

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حرمات کا سختی سے خیال کرنے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

٦٨ھ میں انتقال فرما کر طائف میں مدفون ہوئے۔❺

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی اس میں درسِ توحید کے بعد اولین ہدایت یہ ہے کہ طہارت کا کامل اہتمام کیجئے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾❻

---

❶ سير اعلام النبلاء: ٣٥١/٣؛ تاريخ ذهبى: ١٥٧/٥۔

❷ ٥٠/ق: ١٩۔ ❸ حلية الاولياء (١/ ٤٣) سنده صحيح۔

❹ حلية الاولياء(٣٢٩/١)، سير اعلام النبلاء(٣٥١/٣)

❺ الاستيعاب(ت/١٦٠٦) ❻ ٧٤/المدثر: ٤۔

''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر۔''

② دین اسلام میں طہارت کی تمام اقسام (اعتقادی طہارت، اخلاقی طہارت، جسمانی طہارت وغیرہ) کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں شریعت اسلامیہ کے مطابق پاک صاف رہنے والوں کی بڑی تعریف کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [1]

''یقیناً اللہ خوب توبہ کرنے والوں اور بہت پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

اس کے برعکس گندگی ونجاست کی تمام اقسام اللہ، رسول ﷺ، ملائکہ اور سلیم الفطرت لوگوں کے ہاں سخت ناپسندیدہ ہیں۔

③ رسول پاک ﷺ خود تو طہارت ونظافت کی بے نظیر مثال تھے ہی۔ امت کو بھی آپ نے طہارت کی انتہائی تاکید فرمائی اور طرح طرح سے اس کی اہمیت واضح فرما کر پاک وصاف رہنے کی ترغیب دی۔ ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ۔ أَوْ تَمْلَأُ۔ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا)) [2]

''پاکیزگی نصف ایمان ہے (یعنی اجروثواب میں آدھے ایمان کے برابر ہے) اور الحمدللہ، کہنا میزان کو بھر دیتا ہے (یعنی بہت وزنی عمل ہے جس کے اجروثواب سے میزان اعمال بھاری ہو جائے گی) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا، یہ آسمان وزمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور نماز روشنی ہے (جس سے اسے

---

[1] ۲/البقرة: ۲۲۲۔ [2] صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء (۲۲۳)، مسند أحمد(۱۲۸۲۸، ۱۲۸۳٤)۔

دنیا میں حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور آخرت میں پل صراط سے گزرتے وقت بھی یہ روشنی مومن کے کام آئے گی) اور صدقہ دلیل ہے (اس بات پر کہ اس کا ادا کرنے والا مومن ہے) صبر روشنی ہے، قرآن تیرے لیے حجت (دلیل) ہے (اگر اس پر عمل کیا جائے بصورت دیگر) تیرے خلاف دلیل ہے۔ ہر ایک صبح صبح اپنے کاموں میں نکلنے والا ہے اور وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے، پس اسے (عذاب سے آزاد) کرنے والا ہے یا اس کو (اللہ کی رحمت سے محروم کر کے) ہلاک کرنے والا ہے۔"

④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین چیزیں ایمان میں سے ہیں:

① أَنْ يَّحْتَلِمَ الرَّجُلُ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ فَيَقُوْمَ فَيَغْتَسِلَ لَا يَرَاهُ إِلَّا اللّٰهُ.

"سرد رات میں آدمی محتلم ہوا، پس اٹھ کر اس نے غسل کیا جبکہ اسے اللہ کے علاوہ کوئی دیکھ نہیں رہا تھا۔"

② وَالصَّوْمُ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ.

"سخت گرمی (لمبے دنوں) کے روزے۔"

③ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْأَرْضِ الْفَلَاةِ لَا يَرَاهُ إِلَّا اللّٰهُ. [1]

"گھنے جنگل میں آدمی کا نماز پڑھنا جبکہ اللہ کے علاوہ کوئی اسے دیکھ نہ رہا ہو۔"

⑤ اہل قباء کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۱۰۸﴾ [2]

"اس میں ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ ایسے بندوں سے محبت رکھتا ہے جو خوب پاک وصاف رہتے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ مذکورہ آیت اہل قباء کے بارے نازل ہوئی ہے" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قباء کے لوگ

---

[1] البیهقی فی الشعب الایمان (۳/۲۲)(۲۷۵۷) [2] ۹/التوبة:۱۰۸۔

(ڈھیلوں سے استنجے کے بعد) پانی سے طہارت حاصل کیا کرتے تھے اور اسی بنا پر یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی۔[1]

⑥ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے:

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ: ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ: ((رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي.

اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرے لیے ہلاکت ہو واپس جا، اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔'' تو وہ تھوڑی دور ہی جا کر لوٹ آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہلاکت ہو تیرے لیے۔ لوٹ جا اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔'' وہ تھوڑی دور جا کر لوٹا پھر آ کر عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں۔''

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ چوتھی دفعہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے کس بارے میں پاک کروں؟'' اس نے عرض کیا: زنا سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا یہ دیوانہ ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ وہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اس نے شراب پی ہے؟'' تو ایک آدمی نے اٹھ کر اس کے منہ کو سونگھا اور اس سے شراب کی بدبو نہ پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو نے زنا کیا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا اور لوگ اس کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یہ ہلاک ہو گیا اور اس کے گناہ نے اسے گھیر لیا اور دوسرے کہنے والے نے کہا کہ ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی الاستنجاء بالماء، ح: ٤٤۔

وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رکھ کر عرض کیا مجھے پتھروں سے قتل کر دیں۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم دو دن یا تین دن اسی بات پر ٹھہرے رہے یعنی اختلاف رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا: ''ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے بخشش مانگو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) قَالَ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي.

''انہوں نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر اس کو امت میں تقسیم کر دیا جاتا تو ان سب کے لیے کافی ہو جاتی۔'' پھر ایک عورت جو قبیلہ غامد سے تھی جو کہ ازد کی شاخ ہے آپ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کر دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے ہلاکت ہو، واپس ہو جا، اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر'' اس نے عرض کیا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ مجھے واپس کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جیسا کہ آپ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو واپس کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہے؟'' اس نے عرض کیا: وہ زنا کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ہے۔ آپ نے پوچھا: کیا تم؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے اس سے فرمایا: ''وضع حمل تک جو تیرے پیٹ میں ہے انتظار کرو۔'' ایک انصاری آدمی نے اس کی کفالت کی ذمہ داری لی یہاں تک کہ وضع حمل ہو گیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غامدیہ نے وضع حمل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا: ''ہم اس وقت اسے رجم نہیں کریں گے کیونکہ ہم اسکے بچے کو چھوٹا چھوڑیں گے تو اسے دودھ کون پلائے گا؟'' انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اس کی رضاعت میرے ذمہ ہے پھر اسے رجم کر دیا گیا۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم، الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی (١٦٩٥)

قضائے حاجت کے آداب

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ:
((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))
"اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول ہیں، خادمِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں، جن میں سے ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) متفق علیہ ہیں۔ بخاری میں ان کی روایت کردہ کل احادیث ۸۳۵ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ (اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انس آپ کا خادم ہے، اس کے لیے دعا کریں۔ تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:
((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) [2]
"اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔"

---

[1] البخاري، الصلاة، باب ما يقول عند الخلاء (١٤٢)

[2] صحيح بخاري، الدعوات، باب الدعاء بكثرةِ المال مع البركة (٦٣٧٨) (٦٣٧٩) (٦٣٨١)؛ مسلم (٦٣٧٢)؛ الترمذي (٣٨٢٩)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور میرے ساتھ میری والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''اے اللہ! اس کو مال واولاد کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔''

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے درازئ عمر اور مال واولاد میں برکت کی دعا کی تھی۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔ اولاد میں برکت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد اور پوتے پوتیوں کی تعداد سو سے زائد ہے اور مال میں برکت کا اثر یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کے باغات سال میں ایک مرتبہ پھل دیا کرتے تھے جبکہ آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔

۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [2]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① قضائے حاجت کے لیے فضا وصحرا میں جائیں یا لیٹرین میں سب سے پہلے دعا پڑھیں اور مذکورہ دعا سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیٹرین میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولادِ آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔'' [3]

② حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهٗ قَبْلَ أَنْ

---

[1] صحيح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة فى النافلة والصلاة على حصير (١٤٩٩)؛ الترمذى (٣٨٢٩)

[2] تهذيب الكمال (٣/٣٦٤)؛ تهذيب التهذيب (١/ ٣٢٩، ٣٣٠)

[3] صحيح الجامع الصغير (٣٦١١)

يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.[1]

''نبی ﷺ نے پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا پس آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال قبل آپ ﷺ کو قبلہ کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔''

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرنا منع ہے البتہ یہ ممانعت فضا میں ہے عمارتوں میں نہیں جیسا کہ مروان اصفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے قبلے کی جانب سواری بٹھائی پھر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟

تو انہوں نے کہا کیوں نہیں اس عمل سے صرف فضا میں منع کیا گیا ہے اور جب تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی اوٹ حائل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[2]

③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہڈی اور لید کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔[3]

نیز صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی لمبی حدیث ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی جنوں سے ملاقات کا تذکرہ ہے، اس میں آپ ﷺ نے ہڈی کو جنوں کا زادراہ اور گوبر (لید) کو ان کے جانوروں کا چارہ قرار دیا ہے اور اس کے بعد فرمایا: ''تم ان دونوں سے استنجا نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔''[4]

④ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدٌ بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حَمَمَةٍ.[5]

---

[1] صحیح ابوداود للالبانی، الطهارة، باب الرخصة فی استقبال القبلة عند قضاء الحاجة (١٥) الترمذی(٩) ابن ماجه(٣٢٠)

[2] صحیح ابوداود للالبانی، الطهارة، باب الرخصة فی ذلك (٨)

[3] سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب النهی عن الاستطابة بالعظم: ٣٩؛ مسلم، کتاب الصلاة۔ ٦٨٢۔ [4] مسلم، کتاب الصلاة: ٤٥٠؛ ترمذی: ١٨٠۔

[5] صحیح الجامع الصغیر:٦٨٢٦۔

''بے شک نبی اکرم ﷺ نے ہڈی، گوبر اور کوئلے کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

⑤ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِہٖ۔ ❶

''بے شک نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے، اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ کے ساتھ چھونے سے اور داہنے ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

⑥ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّہٗ نَھٰی عَنْ اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ۔ ❷

''بے شک نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

⑦ اگر قضائے حاجت کے لیے باہر کھیت وغیرہ جانے کا ارادہ ہو تو ایسی جگہ جایا جائے جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑتی ہو یعنی دور نکل جائے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو بہت دور چلے جاتے۔ ❸

⑧ دورانِ قضائے حاجت باتیں نہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوران قضائے حاجت دو شخص باہم گفت و شنید نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوتے ہیں۔'' ❹

⑨ کوئلے، گوبر اور ہڈی نیز قابل احترام اشیا اور خوراک میں سے کسی چیز سے استنجا نہیں

---

❶ صحیح مسلم، الطهارة، باب النهی عن الاستنجاء بالیمین: ۲۹۴۔

❷ سنن ابن ماجه، الطهارة وسننها، باب النهی عن البول فی الماء الراکد: ۳۳۷؛ مسلم، الطهارة: ۴۲۳۔ ❸ صحیح ابی داود للالبانی، الطهارة: ۱۔

❹ سلسله احادیث الصحیحه: ۳۱۲۰۔

کرنا چاہیے۔" "بے شک نبی ﷺ نے ہڈی، گوبر اور کوئلے کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔" ❶

⑩ غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے اور نہانے کی جگہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ❷

⑪ قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں البتہ تین ڈھیلے (پتھر) استعمال کرنا ضروری ہے۔ نیل الاوطار: ۱ /۱۳۸۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ❸

ڈھیلے کی بجائے پانی سے استنجا کرنا بہتر ہے اگر ڈھیلوں کے بعد پانی استعمال کر لیا جائے تو یہ بہت بہتر ہے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا میں داخل ہوتے تو میں اور میرا ہم عمر ایک لڑکا پانی کا ایک برتن اور ایک چھوٹا سا نیزہ (تا کہ نیزے سے ڈھیلے اکھاڑے جائیں) لے کر ہمراہ جاتے پھر اس پانی سے آپ ﷺ استنجا فرماتے۔ ❹

⑫ قضائے حاجت کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا سے باہر نکلتے تو کہتے ((غُفْرَانَكَ)) (اے اللہ!) تیری بخشش مطلوب ہے۔ ❺

---

❶ صحیح الجامع الصغیر:٦٨١٦۔

❷ صحیح ابوداود للالبانی، الطھارۃ: ٢١۔ ❸ صحیح مسلم، الطھارۃ:٢٦٢۔

❹ صحیح بخاری، الوضو: ١٥٠۔

❺ ابوداود، الطھارۃ:٣٠، صحیح۔

مسواک اللہ اور فرشتوں کے قرب کا ذریعہ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَسْتَكْ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَرَأَ فِي صَلَاتِهِ، وَضَعَ مَلَكٌ فَاهُ عَلَى فِيهِ)) [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھے تو مسواک کرے، کیونکہ تم میں سے کوئی ایک جب اپنی نماز میں قراءت کرتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما! آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی، قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ کا نام نسیبہ تھا، عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اس وقت عمر ۱۸۔۱۹ سال تھی۔ ان سے (۵۴۰) احادیث مروی ہیں، ۱۹ غزوات میں شرکت فرمائی، غزوۂ احد میں باپ بیٹا دونوں شریک ہوئے، اور باپ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے بڑے فرمانبردار تھے، انہوں نے وصیت کی تھی: ''بیٹا جابر! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کل غزوۂ احد میں مَیں سب سے پہلا شہید ہوں گا۔ میرے بعد میری بیٹیوں (اپنی بہنوں) کا خیال رکھنا۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے باپ کی وصیت کی خاطر بہنوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے ایک عمر رسیدہ عورت سے شادی کی۔ [2]

جنگ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی شہید ہو گئے۔ نو بہنیں تھیں اور کافی قرض بھی

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ۷۲۰؛ الصحيحة: ۱۲۱۳۔
[2] سير الصحابه: ۳/ ۲۵۶۔

چھوڑ گئے تھے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس سوائے چند کھجوروں کے ادا کرنے کا کچھ اور سامان نہیں ہے۔ صرف کھجوروں کی پیداوار سے یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ نخلستان میں تشریف لے چلیے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے قرض دار مجھ پر سختی نہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا اس کے گرد چکر لگا کر دُعا کی اور اسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنے اپنے قرض لیتے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں یہ برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرض داروں کو دی گئی تھیں اتنی ہی بچ رہیں۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے جابر! پڑھ میں نے عرض کیا:

مَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں اے اللہ کے رسول!؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١﴾ پڑھو۔''

میں نے ان دونوں کو پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو پڑھتے رہنا، تم ان جیسی (سورتیں) ہرگز نہ پاؤ گے۔'' [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں مسئلہ تو مجھے معلوم ہے لیکن جو الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے تھے وہ میں بھول گیا تو وہی الفاظ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی زبان سے سننے کے لیے ملک شام کے دارالخلافہ دمشق میں پہنچے اس کے لیے منڈی سے جا کر سواری خریدی اور سفر شروع کیا، صعوبتوں والا خطرناک سفر تھا، راستے میں بھوک پیاس

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ:٣٥٨٠۔

[2] النسائی، الاستعاذۃ، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین:٥٤٤٣۔

برداشت کی درختوں کے پتوں پر گزارہ کیا وہاں پہنچ کر ان کے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ میں جابر ہوں آپکی خدمت میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔ انہوں نے تعجب سے کہا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ! کہا: جی ہاں۔! وہ جلدی سے باہر تشریف لائے معانقہ کیا بڑے خوش ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ نے اتنا لمبا سفر کس غرض سے کیا۔؟

فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے میں وہ الفاظ یاد ہیں جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیے تھے۔

"فَخَشِيْتُ اَنْ اَمُوْتَ قَبْلَ اَنْ اَسْمَعَهَا"

"مجھے ڈر سا لگا کہ کہیں درست الفاظ سننے سے پہلے مجھے موت نہ آجائے۔"

انہوں نے جب الفاظ سنائے تو کہنے لگے اجازت دیجیے اب میں واپس چلتا ہوں انہوں نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے اتنا لمبا سفر کیا ہے آپ کو کھانے اور آرام کی ضرورت ہے اور اس کے بعد واپس جانا ہی ہے، کہتے ہیں: اگر میں کھانے اور آرام کرنے میں یہاں وقت ضائع کروں تو یہ میرے اپنے مشن کے منافی ہے۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب میرے والد صاحب احد کی جنگ میں شہید کر دیے گئے تو میں ان کے چہرے سے بار بار کپڑا ہٹا کر دیدار کرتا اور روتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے ایسا کرنے سے روکتے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بالکل منع نہیں کیا۔ یہ منظر دیکھ کر میری پھوپھی (فاطمہ) بھی رونے لگیں۔ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

((تَبْكِيْنَ اَوْلَا تَبْكِيْنَ، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ)) [2]

"تم لوگ روؤ یا چپ رہو، جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں فرشتے تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔"

---

[1] فتح الباری: ۱/ ۱۵۹؛ سنن دارمی: ۱/ ۶۹۔ [2] صحیح بخاری، الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت...... الخ: ۱۲۴۴۔

۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر پا کر انتقال فرما گئے۔ [1]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① مسواک طہارت، پاکی اور نظافت کے لیے اہم کردار ادا کرتی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) [2]

''مسواک منہ کو صاف کرنے کا آلہ اور رب کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔''

② مسواک کر کے بندہ نماز پڑھے تو فرشتے منہ سے منہ لگا کر قراءت سنتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَسَوَّكَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَامَ الْمَلَكُ خَلْفَهُ، فَتَسَمَّعَ لِقِرَاءَتِهِ فَيَدْنُو مِنْهُ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ فَمَا يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ، إِلَّا صَارَ فِي جَوْفِ الْمَلَكِ، فَطَهِّرُوا أَفْوَاهَكُمْ لِلْقُرْآنِ)) [3]

''بلاشبہ آدمی جب مسواک کرتا ہے اور پھر نماز ادا کرتا ہے تو اس کے پیچھے فرشتہ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی قراءت سنتا ہے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہوتا ہے حتی کہ وہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے پھر قرآن کا جو حصہ بھی اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے پیٹ میں بھر جاتا ہے لہٰذا تم قرآن کے لیے اپنے منہ پاک و صاف رکھا کرو۔''

نیز ابن ماجہ میں یہ لفظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] اسد الغابہ: ۲/ ۳۶۶۔ [2] صحيح البخاری، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم(رواه معلقا) [3] صحيح الترغيب والترهيب، الطهارة، باب الترغيب فی السواك وما جاء فی فضله: ۲۱۵، حسن صحيح۔

((إِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ)) [1]

"بلاشبہ تمہارے منہ قرآن کے لیے راستے ہیں لہٰذا تم انہیں مسواک کے ذریعے پاکیزہ رکھا کرو۔"

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالسِّوَاكُ وَالطِّيْبُ))

"تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔" [2]

④ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت اس طرح مسواک فرض کر دیتا جیسے میں نے ان پر وضو فرض کیا ہے۔" [3]

⑤ شریح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

"میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ جب گھر داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسواک کرتے تھے۔" [4]

⑥ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

"اللہ کے نبی ﷺ مسواک کرتے تھے پھر وہ مسواک مجھے دھونے کے لیے دے دیتے تو میں اُس کے ساتھ خود مسواک کرنا شروع کر دیتی اور پھر اسے دھو کر آپ کو لوٹا دیتی (یعنی اجازت لے کر دوسرے کی مسواک استعمال کی جا سکتی ہے)۔" [5]

⑦ مسواک کو دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

---

[1] ابن ماجه، الطهارة، باب السواك: ٢٩١، الصحيحة: ١٢١٣، صحيح۔

[2] صحيح الجامع الصغير: ٣٠٢٨، الصحيحة: ١٧٩٦۔

[3] صحيح الترغيب، الطهارة: ٢٠٨۔

[4] صحيح مسلم، الطهارة: ٢٥٣۔ [5] صحيح، ابى داود، الطهارة: ٤٢۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب استطاعت اپنے تمام کاموں مثلاً وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ امام مسلم بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ مسواک بھی دائیں ہاتھ سے پسند فرماتے تھے۔'' [1]

[1] صحیح، سنن ابی داود للالبانی، اللباس:٤١٤٠۔

صفیں ملاؤ، اللہ تمہارے دل ملائے گا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صفیں ملانے (یعنی خلا کو پر کرنے) والوں کو اللہ (اپنے ساتھ) ملا لیتا ہے اور صفیں کاٹنے والوں کو اللہ (اپنے سے) کاٹ دیتا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ابھی چھوٹے بچے تھے جب انہوں نے اپنے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ آپ مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ (یعنی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ روایات منقول ہیں)، ان میں سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں، جن کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔ جبکہ دوسرے نمبر پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ جن سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک سو ستر (۱۷۰) احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں۔

آپ ہر معاملے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرتے، جس جس مقام پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنا ثابت ہوتا وہیں نماز ادا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دعا کی وہیں کھڑے ہو کر دعا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر دعا کی وہیں بیٹھ کر دعا کرتے۔ بلکہ انہیں یہاں تک یاد تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی نے بیٹھنے سے قبل دو چکر لگائے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے اتر کر دو رکعت

---

[1] أبو داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٦٦٦؛ نسائي: ٨٢٠، صحيح۔

نماز ادا کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ آتے۔ اپنی اونٹنی کو عمداً دو چکر لگواتے اور پھر اتر کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ متبع رسول کا لقب پایا۔ ❶

حضرت نافع رحمہ اللہ تابعی کہتے ہیں کہ:

''ایک دن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستے میں تھا یعنی ہم دونوں کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی اور فوراً اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں نیز راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف ہو لیے تاکہ اس آواز سے اپنے آپ کو بچا سکیں پھر اس راستے سے ہٹنے کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا: نافع کیا تم بھی کچھ سن رہے ہو؟ یعنی بانسری کی جو آواز آرہی تھی وہ اب بھی جاری ہے یا بند ہوگئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں اب وہ آواز بند ہوگئی ہے، انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور پھر بیان کیا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا جو اس وقت میں نے کیا ہے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔'' ❷

۷۳ ہجری میں (۸۴) سال کی عمر پاکر مکہ مکرمہ کے قریب ''فخ'' کے مقام پر وفات پائی۔ اور مکہ کی وادی محصب میں مدفون ہوئے۔ ❸

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① صفیں درست کرنا نماز کا حصہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) وَفِي

---

❶ تهذيب التهذيب: ٥ /٢٨٧، ٢٨٨؛ الاصابة: ت/٤٨٣٦۔

❷ مسند احمد: ٢ /٣٨ (٤٩٦٥)؛ ابوداد، الادب، باب كراهية الغناء والزمر: ٤٩٢٤؛ ابن حبان: ٢٠١٣؛ اسناده حسن صحيح عند الالبانی۔

❸ الاصابة: ت/٤٨٣٦؛ تجريد أسماء الصحابة: ١ /٣٢٥۔

رِوَایَۃٍ:((مِنْ تَمَامِ الصَّلَاۃِ)) [1]

"اپنی صفیں سیدھی کرو، بلاشبہ صفیں درست کرنا نماز کا حصہ ہے۔" اور ایک دوسری روایت میں ہے: "یہ نماز کی تکمیل ہے۔"

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَقِیْمُو الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا بِأَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ)) [2]

"صفیں سیدھی کرو، ایک دوسرے کے ساتھ کندھے برابر کرو، خلا کو پر کرو، (صفیں درست کروانے والو!) اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے (بیچ میں) خالی جگہ مت چھوڑو۔"

③ سینے اور کندھے برابر کرو، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف تک چلتے اور ہمارے (نمازیوں کے) سینے اور کندھے ہاتھ سے برابر کرتے تھے۔" [3]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صفیں درست کرنے کے لیے آدمی مقرر کیے ہوئے تھے اور جب تک صفیں درست کرنے کی اطلاع نہ دی جاتی، آپ نماز شروع نہیں کرتے تھے۔ [4]

④ صفیں درست کرنے کی فضیلت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَقِیْمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلَاۃِ، فَإِنَّ إِقَامَۃَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاۃِ)) [5]

"نماز میں صفیں درست کرو، بلاشبہ صفیں سیدھی کرنا نماز کا حسن ہے۔"

⑤ فرشتے صفیں ملانے والوں پر درود بھیجتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاری، الأذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة: ۷۲۳؛ مسلم: ٤٣٣۔

[2] أبو داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٦٦٦، صحيح۔

[3] أبو داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ٦٦٤؛ نسائی: ۸۱۲، صحيح۔

[4] ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی اقامة الصفوف، تعليقًا بعد الحديث: ۲۲۷۔

[5] بخاری، الأذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة: ۷۲۲؛ مسلم: ٤٣٥۔

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والوں پر درود بھیجتے ہیں اور جو شخص صف کے خلا کو پر کرتا ہے اللہ اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔'' ❶

⑥ صفیں درست نہ کرنے کی سزا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)) ❷

''تم ضرور بضرور اپنی صفیں درست کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلافات پیدا کردے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو، انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ بکری کے بچے کی طرح صفوں کی خالی جگہوں میں گھس جاتا ہے (اور نماز خراب کرتا ہے)۔'' ❸

⑦ صفیں درست کرنے کا طریقہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا:

''سب سے پہلے پہلی صف مکمل کرو، پھر اس سے پیچھے والی (آخر تک) اور اگر کوئی کمی ہے تو وہ صرف آخری صف میں ہونی چاہیے۔'' ❹

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ ہماری صفیں اس طرح سیدھی اور برابر کرتے جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔'' ❺

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب اقامة الصفوف: ۹۹۵، صحيح۔

❷ بخاری، الأذان، باب تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها: ۷۱۷؛ مسلم: ۴۳۶۔ ❸ أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۶۶۷؛ نسائی: ۸۱۶، صحيح۔

❹ أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۶۷۱، صحيح۔ ❺ أبوداود، الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۶۶۳؛ نسائی: ۸۱۱؛ ترمذی: ۲۲۷، صحيح۔

''جب نبی اکرم ﷺ ہمیں صفیں درست کرنے کا حکم دیتے تو ہم اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ ہر نمازی اپنا پاؤں اور کندھے ساتھ والے کے پاؤں اور کندھے کے ساتھ چپکا دیتا تھا۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''پاؤں کو سیدھا کرنا اور ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنا سنت میں سے ہیں۔'' [2]

سب نمازیوں کو امام کی طرف ملنا چاہیے، نہ کہ امام کی مخالف سمت اور صف درمیان سے بنانی شروع کرنی چاہیے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ آدمی کے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے۔۔۔؟ اس مسئلہ کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ جب احادیث کے مطابق کندھے اور پاؤں ساتھ والے سے ملائیں گے تو پاؤں ایک خاص حد تک کھلیں گے، اس سے نہ زیادہ کھلیں گے اور نہ کم، یعنی نمازی کی جسامت کے مطابق۔

⑧ پہلی صف کی فضیلت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔'' [3]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کی فضیلت کا علم ہو جائے اور (اسے حاصل کرنے کے لیے) قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی حل نہ پائیں تو ضرور وہ قرعہ اندازی ہی کریں۔'' [4]

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ۔'' [5]

---

[1] بخاری، الأذان، باب الزاق المنکب بالمنکب..... الخ: ۷۲۵۔

[2] أبو داود، الصلاة، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوة: ۷۵٤، حسن۔

[3] نسائی، الأذان، رفع الصوت بالأذان: ٦٣٧؛ ابن ماجه: ۹۹۷، صحیح۔

[4] بخاری، الأذان، باب الاستهام فی الأذان..... الخ: ٦١٥؛ مسلم: ٤٣٧۔

[5] ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب فضل الصف المقدم: ۹۹٦، صحیح۔

نماز باجماعت کی اہمیت وفضیلت

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً)) [1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ابھی چھوٹے بچے تھے جب انہوں نے اپنے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو ہزار چھ سوتیس (۲۶۳۰) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک سو ستر (۱۷۰) احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں۔

وسعت علم اور دقت نظر کے باوجود حدیث بیان کرنے میں حد درجہ محتاط تھے، محمد بن علی راوی ہیں کہ صحابہ کی جماعت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ حدیث بیان کرنے میں کوئی محتاط نہ تھا، وہ حدیث میں کمی وبیشی سے بہت ڈرتے تھے۔ ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں میں کمی وزیادتی سے بہت زیادہ خائف رہتے تھے۔ سعد اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حدیث نبوی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محتاط میری نظر سے کوئی نہیں گزرا۔ اس لیے آپ عام طور پر حدیث بیان کرنے سے گریز کرتے تھے، مجاہد کا بیان ہے کہ مدینہ کے راستہ میں میرا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ ہوا، اس درمیان میں انہوں نے صرف ایک حدیث بیان کی، امام شعبی کا بیان ہے کہ میں ایک سال تک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا لیکن انہوں نے کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی، اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ روایت حدیث کو

---

[1] بخاری، الاذان، باب فضل صلاة الجماعة: ٦٤٥؛ مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة: ٦٥٠۔

برا سمجھتے تھے یا کم بیان کرتے تھے بلکہ بلا ضرورت نہیں بیان کرتے تھے۔

وہ احادیث کو آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں روایت کرنا ضروری سمجھتے اور اس میں تغیر پسند نہ کرتے تھے، ایک مرتبہ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حدیث سنا رہے تھے کہ: قال رسول اللّٰہ ﷺ ((مثل المنافق کشاۃ من بین ربیضتین اذا اتت ہؤلاء نطحتھا)) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فوراً ٹوک دیا کہ یہ حدیث اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے: ''مثل المنافق بین غنمین۔'' عبید رضی اللہ عنہ عمر میں آپ سے بڑے تھے، اس لیے ان کو غیرت آ گئی، بہت برہم ہوئے، ان کے اس بے جا غصہ کا یہ جواب دیا کہ اگر میں نے آنحضرت ﷺ سے اس طریقہ سے نہ سنا ہوتا تو تردید نہ کرتا۔

اس احتیاط کی بنا پر اکابر علما آپ کی مرویات کو اتنا قابل اعتماد سمجھتے تھے کہ پھر کسی مزید توثیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی، امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بہت درست ہوتی تھی، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ ان کی رائے کے بعد پھر کسی دوسری رائے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے، موطا امام مالک جس کو امت نے کتاب اللہ کے بعد صداقت اور وثوق میں دوسرا درجہ دیا ہے زیادہ تر ان ہی کی روایات پر مشتمل ہے، خصوصاً وہ روایات جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے خادم و شاگرد نافع نے بیان کی ہیں اور ان سے امام مالک نے سنا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تقریباً پندرہ برس رہے، پھر شیخین کا پورا زمانہ دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گویا تیس برس رہے، پھر حضرت نافع رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں تیس برس رہے پھر امام مالک حضرت نافع رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں دس بارہ برس بیٹھے، اس طرح مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سلسلہ محدثین کے نزدیک سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ ذات نبوی ﷺ کے علاوہ آپ کے شیوخ میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود، بلال، صہیب، رافع بن خدیج، عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم جیسے اکابر امت ہیں۔ [1]

حضرت طفیل بن ابی کعب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۳۲؛ اسد الغابہ: ۳/ ۲۲۸؛ تہذیب التہذیب: ۵/ ۲۲۸۔

”وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کرتے تھے اور صبح صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے، طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر ایک ردی بیچنے والے پر اور ہر دوکاندار پر اور ہر مسکین پر گزرتے اور سلام کرتے ایک روز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا، میں نے کہا: آپ بازار میں جا کر کیا کریں گے نہ آپ بیچنے والوں کے پاس ٹھہرتے ہیں، نہ کسی اسباب کا پوچھتے ہیں، نہ کسی کا مول تول کرتے ہیں، نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اس سے یہیں بیٹھے رہیں۔ ہم اور آپ باتیں کریں گے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار میں سلام کرنے جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اس کو سلام کرتے ہیں۔“ [1]

۷۳ ہجری میں (۸۴) سال کی عمر پا کر مکہ مکرمہ کے قریب ”فخ“ کے مقام پر وفات پائی اور مکہ کی وادیٔ محصب میں مدفون ہوئے۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① مسجد میں باجماعت نماز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ﴾ [3]

”البتہ وہ مسجد جو شروع دن سے تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے وہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں قیام کریں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۙ‏ ﴾ [4]

”مساجد کے اندر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور اس میں اس

---

[1] مؤطا امام مالك، السلام، باب جامع السلام: ۲/ ۹۶۱، ۹۶۲، صحيح۔

[2] الاصابة: ت/۴۸۳۶، تجريد أسماء الصحابة: ۱/ ۳۲۵۔

[3] ۹/التوبة: ۱۰۸۔ [4] ۲۴/النور: ۳۶۔

کے نام کا ذکر کیا جائے ان (مساجد) میں صبح وشام اس کے لیے تسبیح کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ﴾ [1]

''اور تم نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

② بعض لوگ اپنی مرضی کی دلیلیں بنا کر مسجد سے بہانے تلاش کرنے لگ جاتے ہیں مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طُهُوْرًا)) [2]

''میرے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی (مٹی) بنا دیا گیا ہے۔''

انہوں نے کہا یہ حدیث اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان اپنے گھر میں، اپنی لائبریری میں، اپنے تجارت خانہ میں، کسی بھی جگہ نماز پڑھ لے، اس پر لازم نہیں ہے کہ وہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔ یہ سوچ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث امت محمدیہ کی ان سابقہ امتوں پر فضلیت پر دلالت کرتی ہے جو صرف کلیسا، درویشوں کے خلوت خانوں اور گرجا گھروں میں ہی نماز پڑھتے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس طرح عزت دی کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو مسلمان زمین میں کسی بھی جگہ پر نماز پڑھ لے اور یہ زمین پاک کرنے والی ہے جب اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لے۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ مسلمان مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز پڑھتا رہے، کیونکہ یہ حدیث عام ہے اور مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فرضیت پر دوسری دلیلوں کے ساتھ خاص ہے۔

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ

---

[1] ٢/البقرة: ٤٣۔

[2] البخاری، التیمم، باب قول اللّٰه تعالٰی: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً......﴾

فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ)) ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ میں ایندھن کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں پھر اذان کہی جائے پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کروائے، پھر میں (جماعت سے پیچھے رہنے والے) لوگوں کے پیچھے جاؤں، ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان (منافقین) کا کوئی شخص بھی یہ جان لے کہ وہ موٹی گوشت والی ہڈی یا گوشت والی اچھی دو کھریاں پائے گا تو عشا کی نماز کو لازمی حاضر ہوگا۔''

④ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ)) ❷

''کسی بستی اور علاقے میں تین آدمی ہوں نماز با جماعت ان کے اندر قائم نہ ہو تو ان پر شیطان غالب آجاتا ہے تم جماعت کو لازم پکڑو پس بھیڑیا صرف (ریوڑ سے) الگ بکری کو کھاتا ہے۔''

⑤ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا:

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ وَلَا يَشْهَدُ جُمُعَةً وَلَا جَمَاعَةً؟ قَالَ: هُوَ فِی النَّارِ. ❸

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن کو روزہ

❶ البخاری، الاذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ: ٦٠٨۔

❷ ابوداود، الصلاۃ، باب التشدید فی ترك الجماعۃ:٥٤٧۔

❸ الترمذی، الصلاۃ باب ماجاء فیمن یسمع النداء فلایجیب: ٢٠٢۔

رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے اور وہ جمعہ اور جماعت کو حاضر نہیں ہوتا تو ابن عباس نے فرمایا: وہ جہنم میں ہے۔‘‘

⑥ حسن رحمہ اللہ نے کہا:

إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِيْ جَمَاعَةٍ شَفَقَةً عَلَيْهِ لَمْ يُطِعْهَا لِأَنَّ طَاعَةَ الْوَالِدَيْنِ وَاجِبَةٌ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَرْكُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مَعْصِيَةٌ. ❶

’’اگر اس کی ماں اس پر شفقت کی وجہ سے اسے عشا کی جماعت سے روکے، وہ اس کی اطاعت نہیں کرے گا کیونکہ غیر معصیت میں والدین کی اطاعت فرض ہے اور جماعت کا ترک کرنا معصیت ہے۔‘‘

⑦ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ)) ❷

’’اپنے گھر سے اچھی طرح پاک صاف ہو کر فرض نماز کے لیے روانہ ہونے والے شخص کا اجر احرام باندھ کر حج کرنے والے شخص کے اجر کی مانند ہے۔‘‘

⑧ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❸

’’اللہ تعالیٰ تین (اقسام کے لوگوں) کے ضامن ہیں: پہلا اللہ عزوجل کی راہ میں

---

❶ صحيح البخاری، الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة۔

❷ ابوداود، الصلاة، باب ما جاء فی فضل المشی إلی الصلاة: ٥٥٤۔

❸ ابوداود، الجهاد، باب فضل الغزو فی البحر: ٢٤٩٤۔

جہاد کی خاطر نکلنے والا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہوتا ہے۔ اسے فوت کریں تو جنت میں داخل فرمائیں گے یا اسے حاصل ہونے والے اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹائیں گے۔ دوسرا مسجد کی طرف جانے والا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہوتا ہے اسے فوت کریں تو جنت میں داخل فرمائیں یا حاصل ہونے والے اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹائیں گے۔ اور تیسرا اپنے گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہونے والا اللہ عزوجل کی سپرداری میں ہوتا ہے۔"

⑨ سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللَّهِ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُّكْرِمَ الزَّائِرَ)) [1]

"جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو بنایا پھر وہ مسجد آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور بے شک میزبان کے ذمے مہمان کی تکریم کرنا لازم ہے۔"

⑩ امام ابن سعید رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

رَأَيْتُ مُؤَذِّنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ بِخُنَاصِرَةَ يُسَلِّمُ عَلَى بَابِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

"میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مؤذن کو خناصرہ میں دیکھا جبکہ عمر رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ تھے کہ مؤذن ان کے دروازے پر سلام عرض (کرتے ہوئے) کہتا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ اے امیر المؤمنین! آپ پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔"

فَمَا يَقْضِي سَلَامَهُ حَتّٰى يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ. [2]

اس کے سلام کے (الفاظ) مکمل کرنے سے پیشتر وہ نماز کے لیے نکل جاتے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

---

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الصلاة، باب المشي إلى المسجد: ٢/ ٢١۔ [2] الطبقات الكبرى: ٥/ ٣٥٩۔

مَا فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَلَا نَظَرَ فِي أَقْفَائِهِمْ.❶

''چالیس سال سے ان کی (کوئی) باجماعت نماز فوت نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے ان (یعنی باجماعت نماز میں شامل ہونے والوں) کی گدیوں کو دیکھا ہے۔''

⑪ ربیعہ بن یزید رحمہ اللہ وہ خود فرماتے ہیں:

مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا وَأَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ أَكُونَ مَرِيضًا أَوْ مُسَافِرًا.❷

''مؤذن نے چالیس سال سے صبح کی اذان نہیں دی مگر میں (اس وقت) مسجد میں ہوتا سوائے ان اوقات کے کہ میں مریض یا مسافر ہوں۔''

⑫ امام وکیع رحمہ اللہ امام اعمش رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ مَا رَأَيْتُهُ يَقْضِي رَكْعَةً وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ سَبْعِينَ سَنَةً لَمْ تَفُتْهُ التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى.❸

''میرا ان کے ہاں دو سال تک آنا جانا رہا، میں نے انہیں کبھی (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) کوئی رکعت ادا کرتے نہیں دیکھا وہ قریباً ستر برس کے تھے لیکن تکبیر تحریمہ ان سے نہ چھوٹتی تھی۔''

⑬ امام طبرانی رحمہ اللہ نے عنبسہ بن ازہر رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

حارث بن حسان رضی اللہ عنہ نے شادی کی...... اور وہ صحابی تھے...... ان سے کہا گیا:

أَتَخْرُجُ وَإِنَّمَا بَنَيْتَ بِأَهْلِكَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةَ.

''کیا آپ (باجماعت نماز فجر کے لیے) نکلتے ہیں اور آج شب ہی آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کیا ہے۔''

---

❶ الطبقات الکبری: ٥/ ١٣١؛ سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٢١۔

❷ ریاض النفوس: ١/ ٨٤۔ ❸ تهذيب التهذيب: ٤/ ٢٢٤۔

انہوں نے جواب دیا:

وَاللّٰهِ إِنِ امْرَأَةٌ تَمْنَعُنِي مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ فِي جَمْعٍ لَامْرَأَةُ سُوْءٍ.❶

''واللہ! مجھے فجر باجماعت نماز سے روکنے والی خاتون تو یقیناً بری خاتون ہی ہے۔''

⑭ امام ابن سعد رحمہ اللہ نے ابن حرملہ رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے:

بے شک ان کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو ان سے کہا گیا:

لَوْخَرَجْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِلَى الْعَقِيقِ فَنَظَرْتَ إِلَى الْخَضْرَةِ لَوَجَدْتَ لِذَلِكَ خِفَّةً.

''اے ابومحمد! اگر آپ (وادی) عقیق تشریف لے جائیں اور سبزہ دیکھیں تو آپ (آنکھ کی) اس (تکلیف) سے کچھ افاقہ پائیں گے۔''

انہوں نے جواب دیا:

فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِشُهُودِ الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ.❷

''تو عشا و فجر (کی باجماعت نمازوں) میں حاضری کا کیا کروں گا؟۔''

⑮ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا گیا:

إِنَّ طَارِقًا يُرِيدُ قَتْلَكَ فَتَغَيَّبْ.

''بے شک طارق آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ چھپ جائیے۔''

انہوں نے جواب میں فرمایا:

أَبِحَيْثُ لَا يَقْدِرُ اللّٰهُ عَلَيَّ؟

''کیا ایسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ مجھ پر قدرت نہ رکھتے ہو؟''

ان سے عرض کیا گیا:

---

❶ تهذيب الكمال: ٥/ ٢٢٣۔

❷ الطبقات الكبرى: ٥/ ١٣٢؛ سير أعلام النبلاء: ٤/ ٢٤٠۔

اِجْلِسْ فِیْ بَیْتِكَ.

''اپنے گھر (ہی) میں بیٹھ جائیے۔''

انہوں نے فرمایا:

أَسْمَعُ (حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ) فَلَا أُجِیْبُ. ❶

''میں (حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ) سنوں اور قبول نہ کرو (یعنی یہ سن کر مسجد نہ آؤں ایسا کرنا میرے لیے ممکن نہیں)۔''

⑯ امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

دَخَلْنَا عَلَی أَبِی عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ وَهُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَبِیْبٍ وَهُوَ یَقْضِی أَیْ یُنْزَعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُلْنَا لَهُ: لَوْ تَحَوَّلْتَ إِلَی الْفِرَاشِ فَإِنَّهُ أَوْثَرُ.

''ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی یعنی عبداللہ بن حبیب کے پاس حاضر ہوئے اور وہ مسجد میں جان کنی کے عالم میں تھے ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اگر آپ بستر پر منتقل ہو جائیں تو بہتر رہے گا کیونکہ وہ زیادہ آرام دہ ہے۔''

انہوں نے فرمایا:

حَدَّثَنِی فُلَانٌ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَزَالُ أَحَدُکُمْ فِی صَلٰوةٍ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاهُ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ)) ❸

فلاں شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب تک کوئی ایک اپنی جائے نماز میں بیٹھا نماز کا انتظار کرتا رہے وہ نماز میں ہے۔''

⑰ سلف صالحین کے حوالے سے یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ایک مسجد میں باجماعت نہ پا سکتے

---

❶ تفسیر القرطبی: ١٨ / ٢٥١۔ ❸ کتاب الزهد، باب فضل المشی إلی الصلاة والجلوس فی المسجد وغیر ذلك: ٤٢٠۔

تو اس غرض کے لیے دوسری مسجد میں جاتے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا:

كَانَ حُذَيْفَةُ رضي الله عنه إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ يُعَلِّقُ نَعْلَيْهِ وَيَتْبَعُ الْمَسَاجِدَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا فِي جَمَاعَةٍ.[1]

”حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جب اپنی قوم کی مسجد میں جماعت چھوٹ جاتی تو وہ اپنے جوتے لٹکاتے اور مسجدوں میں جانا شروع کرتے یہاں تک کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لیتے۔“

⑱ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا اور میرے علم کے مطابق وہ بدری تھے انہوں نے اپنے بیٹے سے پوچھا:

أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا.

”تم نے ہمارے ساتھ (باجماعت) نماز پائی؟“

پھر کہا:

أَدْرَكْتَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولٰى.

”کیا تم نے تکبیر اولیٰ پائی؟“

اس نے عرض کیا: لا

”نہیں۔“

انہوں نے فرمایا:

لَمَا فَاتَكَ مِنْهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا سُوْدُ الْعَيْنِ.[2]

”(باجماعت نماز کا) جو حصہ تم سے چھوٹ گیا ہے وہ سو اونٹنیوں سے بہتر ہے جو کہ سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔“

---

[1] المصنف، كتاب الصلوات، الرجل تفوته الصلاة فى مسجد قومه: ٢ /٢٠٥۔

[2] المصنف، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة فى جماعة: ٢٠٢١۔

⑲ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ابو یعقوب رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے:

أَنَّ عَبْدَ العَزِيْز بنَ مَرْوَانَ بَعَثَ ابْنَهُ عُمَرَ إِلَى المَدِيْنَةِ يَتَأَدَّبُ بِهَا، وَكَتَبَ إِلَى صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ يَتَعَاهَدُهُ.

وَكَانَ يُلْزِمُهُ الصَّلَوَاتِ، فَأَبْطَأَ يَوْماً عَنِ الصَّلاَة، فَقَالَ: مَا حَبَسَكَ؟

قَالَ: كَانَتْ مُرَجِّلَتِي تُسَكِّنُ شَعْرِي.

فَقَالَ: بَلَغَ مِنْ تَسْكِيْنِ شَعْرِكَ أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى الصَّلاَةِ.

وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى وَالِدِهِ، فَبَعَثَ عَبْدُ العَزِيْزِ رَسُوْلاً إِلَيْهِ، فَمَا كَلَّمَهُ حَتَّى حَلَقَ شَعْرَهُ۔[1]

''عبدالعزیز بن مروان نے ادب سکھانے کی خاطر اپنے بیٹے عمر کو مدینہ (طیبہ) بھیجا اور صالح بن کیسان کو ان کا خیال رکھنے کے لیے لکھا۔ وہ (یعنی صالح) ان سے (باجماعت) نمازوں کی پابندی کرواتے۔ ایک دن وہ باجماعت نماز سے پیچھے رہ گئے تو انہوں نے پوچھا: تجھے کس چیز نے روکا؟

انہوں نے جواب دیا: میری کنگھی کرنے والی خاتون میرے بال جما رہی تھی۔

انہوں نے کہا: تمہارے بالوں کا جمانا اس قدر اہمیت حاصل کر چکا ہے کہ تم اسے (باجماعت) نماز پر ترجیح دیتے ہو؟

انہوں نے اس بارے میں ان کے والد کو لکھا۔

(ان کے والد) عبدالعزیز نے ایک قاصد بھیجا۔ اس نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے بال مونڈنے تک ان سے بات (تک) نہ کی۔''

⑳ امام ابن ابی شیبہ نے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے:

أَنَّهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: أَلَا احْمِلُوْنِي.

بے شک انہوں نے اپنے مرض الموت میں کہا: سنو مجھے اٹھاؤ۔ انہوں نے انہیں

---

[1] سير أعلام النبلاء ٥/ ١١٦۔

اٹھایا اور باہر لے آئے تو انہوں نے فرمایا:

اِسْمَعُوا وَبَلِّغُوا مَنْ خَلْفَكُمْ حَافِظُوا عَلَى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى مَرَافِقِكُمْ وَرُكَبِكُمْ. ❶

سنو اور تمہارے جو پیچھے ہیں ان تک (میرا یہ پیغام) پہنچا دینا:

ان دو نمازوں عشا و فجر کی خوب حفاظت کرو۔ اگر تمہیں ان دونوں میں موجود (اجر و ثواب) کا علم ہو جائے تو پھر تم کہنیوں اور گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی ان کی خاطر آ جاؤ۔"

㉑ امام ابن سعد رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سعید بن یربوع کے گھر تشریف لائے اور ان کی بینائی ختم ہونے پر ان سے تعزیت کی۔ (علاوہ ازیں انہیں یہ بھی) فرمایا:

لَا تَدَعِ الْجُمُعَةَ وَلَا الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

"رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ اور (باجماعت) نماز نہ چھوڑنا۔"

انہوں نے عرض کیا: لَيْسَ لِي قَائِدٌ.

"مجھے لانے والا کوئی نہیں۔"

انہوں نے فرمایا:

فَنَحْنُ نَبْعَثُ إِلَيْكَ بِقَائِدٍ.

"سو ہم آپ کو لانے والا شخص بھیج دیتے ہیں۔"

فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِغُلَامٍ مِنَ السَّبْيِ. ❷

"تو انہوں نے قیدیوں میں سے ایک غلام ان کی طرف بھیج دیا۔"

---

❶ المصنف، كتاب الصلوات، باب في التخلف في العشاء والفجر وفضل حضورهما: ١/ ٣٣٢۔

❷ كنز العمال، كتاب الصلاة من قسم الأفعال، الباب الخامس في الجماعة وفضلها وأحكامها، أعذار الجماعة رقم الرواية: ٢٣٠٥١، ٨/ ٣٠٧۔

(22) جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے (بابل) کا محاصرہ کیا تو مقوقس نے دو قاصد ان کے پاس بھیجے۔ دونوں قاصد اسلامی لشکر کے ساتھ دو دن رہنے کے بعد مقوقس کے پاس پلٹے تو انہوں نے مسلمانوں کے متعلق حسب ذیل رپورٹ پیش کی۔

رَأَيْنَا قَوْماً اَلْمَوْتُ أَحَبُّ إِلَى أَحَدِهِمْ مِنَ الْحَيَاةِ، وَالتَّوَاضُعُ أَحَبُّ إِلَى أَحَدِهِمْ مِنَ الرِّفْعَةِ، لَيْسَ لِأَحَدِهِمْ فِي الدُّنْيَا رَغْبَةٌ، وَلَا نَهْمَةٌ، إِنَّمَا جُلُوْسُهُمْ عَلَى التُّرَابِ، وَأَكْلُهُمْ عَلَى رُكَبِهِمْ، وَأَمِيرُهُمْ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ مَا يُعْرَفُ رَفِيْعُهُمْ مِنْ وَضِيْعِهِمْ، وَلَا السَّيِّدُ مِنَ الْعَبْدِ، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهَا مِنْهُمْ أَحَدٌ، يَغْسِلُونَ أَطْرَافَهُمْ بِالْمَاءِ، وَيَتَخَشَّعُونَ فِي صَلَاتِهِمْ.

''ہم نے ایسی قوم دیکھی ہے کہ ان میں سے (ہر) ایک شخص کو موت زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ اور تواضع اسے (اظہار) بلندی سے زیادہ پیاری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی (بھی) دنیا میں نہ رغبت ہے نہ چاہت، ان کا بیٹھنا مٹی ہی پر ہے اور ان کا کھانا اپنے گھٹنوں پر ہی ہے، ان کا امیر ان کے عام شخص کے مانند ہے، ان کا بلند مرتبہ شخص ان کے ادنیٰ رتبے والے شخص سے ممیز نہیں اور نہ ہے آقا کی غلام سے شناخت کی جا سکتی ہے، جب نماز کا وقت آجائے تو ان میں سے کوئی بھی اس سے پیچھے نہیں رہتا، وہ اپنے (اعضا کے) کناروں کو پانی سے دھوتے ہیں اور نماز میں خوب خشوع کرتے ہیں۔''

یہ سن کر مقوقس نے کہا:

وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ لَوْ أَنَّ هٰؤُلَاءِ اسْتَقْبَلُوا الْجِبَالَ لَأَزَالُوهَا، وَمَا يَقْوٰى عَلٰى قِتَالِ هٰؤُلَاءِ أَحَدٌ۔ [1]

''جس ذات کی قسم کھائی جاتی ہے انہی کی قسم! اگر یہ لوگ پہاڑوں کے سامنے

---

[1] فتوح مصر وأخباره، ص: ۱۵۳، کتاب المواعظ والاعتبار: ۱/ ۲۹۰۔

آجائیں تو انہیں (اپنی جگہ سے) ہٹا دیں گے۔ ان لوگوں سے لڑنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔

㉓ حضرت ابو بکر بن سلیمان رحمہ اللہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو نماز فجر میں حاضر نہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بازار چلے گئے۔ سلمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ آپ سلیمان کی والدہ "شفا" کے پاس سے گزرے تو انہیں فرمایا: میں نے آج سلیمان کو نماز فجر میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا:

إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّيْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ.

"وہ رات کو تہجد پڑھتے رہے تو ان پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔"

(جس وجہ سے وہ نماز فجر میں حاضر نہیں ہو سکے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((لَأَنْ أَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُوْمَ لَيْلَةً)) [1]

"نماز فجر میں جماعت کے ساتھ حاضر ہونا میرے نزدیک ساری رات کے قیام سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

[1] موطا، النداء للصلوۃ، باب ما جاء فی العتمة والصبح: ۲۹۶؛ صحیح الترغیب والترهیب: ۴۲۳۔

نماز فجر اور عصر کی محافظت کرو

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈے وقت کی نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول ہیں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے آپ یمن کے رہنے والے تھے، مکہ میں اسلام قبول کیا اور پھر واپس حبشہ کی طرف چلے گئے، پھر ۷ ہجری میں خیبر میں نبی ﷺ سے آ کر ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بعد بصرے کا گورنر بنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا مگر پھر اہل کوفہ کی کوشش پر ان کو کوفے کا گورنر بنا دیا۔ جنگ جمل کے موقع پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جنگ سے الگ تھلگ رہنے کا مشورہ دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ پھر جنگ صفین میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنے (جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے) پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مکہ چلے آئے۔

آپ رضی اللہ عنہ لحن داوٗدی دیے گئے تھے۔ تلاوت قرآن مجید اس قدر خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے کہ آواز دِل میں اتر جاتی تھی۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ لحن داوٗدی دیئے گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

((لَقَدْ أُوْتِیَ أَبُوْ مُوْسٰی مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ))

---

❶ بخاری، الصلاة، باب فضل صلاة الفجر: ٥٧٤؛ مسلم: ٦٣٥۔

''ابوموسیٰ کو آلِ داؤد کا سوز و آواز عطا کیے گئے ہیں۔''

یعنی داؤد علیہ السلام جیسی خوبصورت اور سریلی آواز ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دی گئی ہے جس کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر چڑھائی کی یا یہ فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف چلے تو لوگ ایک وادی پر پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر پڑھنے لگے کہ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے آپ پر نرمی کرو (یعنی زور سے نہ چیخو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود ذات کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے کو جو قریب بھی ہے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے مجھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس۔'' میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'' میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) ہے۔'' [1]

آپ کا انتقال ۴۲ھ میں ہوا۔ آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ! لَا يَطْلُبَنَّكَ

---

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ خیبر: ۴۲۰۲۔

[2] اسد الغابہ: ۶/ ۲۹۹، ۳۰۰؛ الاصابہ ت: ۴۹۱۶؛ الاستیعاب ت: ۱۶۳۹۔

اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ)) ❶

"جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمہ میں ہے غور کر، اے آدم کے بیٹے! اللہ تجھ سے اپنے ذمہ کے متعلق کسی قسم کی باز پرس نہ کرے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) ❷

"فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے زیادہ بہتر ہیں۔"

نوٹ: اس سے مراد فجر کی سنتیں یا فرض مراد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے، تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ کو ان لفظوں سے بند کرتا ہے: بہت لمبی رات ہے سو یا رہ! اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ ہوشیار اور پاکیزہ نفس ہو جاتا ہے، وگرنہ اس کی صبح اس عالم میں ہوتی ہے کہ وہ ناپاک دل اور سست ہوتا ہے۔" ❸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)) ❹

"جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور

❶ مسلم، المساجد: ٦٥٧۔ ❷ صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها: ٧٢٥۔ ❸ صحيح بخاري، التهجد، باب عقدالشيطان على قافيه الراس اذالم يصل بالليل: ١١٤٢؛ صحيح مسلم: ٧٧٦۔ ❹ سنن الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد...... : ٥٨٦، صحيح۔

عمرے کا ثواب ملے گا۔'' نبی کریم ﷺ نے تاکید کے طور پر فرمایا: ''پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا، یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔''

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، فَافْعَلُوا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾)) [1]

ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بلاشبہ تم اپنے رب کو اس طرح ہی دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو تم اس کے دیکھنے میں کوئی مشقت محسوس نہیں کرتے پس اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز (نماز فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز (نماز عصر) میں تم مغلوب نہ ہو جاؤ تو تم ضرور ایسا کرو۔''

② حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ، وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّي)) [2]

''جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے دکھایا جاتا ہے جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز (عصر) پڑھنا چاہتا ہوں۔''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

[1] صحیح بخاری، المواقیت، باب قوله (وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب)(٥٧٣)، مسلم (٦٣٣)

[2] ابن ماجه، الزهد، باب ذكر القبر والبلى: ٤٢٧٢۔

((مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) [1]

"جس نے نمازِ عصر چھوڑ دی تو اس کے اعمال باطل ہو گئے۔"

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)) [2]

"یہ نماز تم سے پہلے لوگوں کو دی گئی، لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ جو شخص اس کا خیال رکھے گا اسے دوہرا ثواب ملے گا۔ (اس سے مراد عصر کی نماز ہے)۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)) [3]

"کئی فرشتے تمہارے (پاس) رات کو آتے جاتے ہیں کئی دن کو۔ فجر اور عصر کی نماز کے وقت وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ جو رات تمہارے ہاں ٹھہرتے ہیں ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے، حالانکہ وہ تمہیں خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں جب ہم انکے پاس سے روانہ ہوئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔"

جب موسیٰ علیہ السلام اس دار فانی سے کوچ فرما گئے تو یوشع بن نون علیہ السلام (جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی تھے) میدان تیہ سے بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے

---

[1] صحیح بخاری: ۵۵۳۔ [2] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا۔ [3] صحیح بخاری، بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ: ۳۲۲۳، ۵۵۵، ۷۴۸۶، صحیح مسلم: ۱۴۳۲۔

نہر اردن عبور کر لی، اور اریحا مقام تک پہنچ گئے۔ یہ شہر مضبوط فصیلوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس میں بلند و بالا محلات تھے اور وہاں کے رہائشی بہت کثرت میں تھے۔ یوشع بن نون علیہ السلام نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ ایک دن اسے گھیرے میں لے لیا اور لوگوں میں اجتماعیت و جوش پیدا کرنے کے لیے نرسنگا بجایا، اور بہ یک آواز ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس سیل جوش زن کے سامنے کوئی دیوار حائل نہ ہو سکی۔ اس کی فصیل میں دراڑ پڑ گئی اور ایک ہی دھماکہ سے زمین بوس ہو گئی۔ وہ اس میں داخل ہو گئے اور جو کچھ وہاں موجود تھا اسے بطور غنیمت سمیٹ لیا اور بارہ ہزار مرد و زن کو قتل کر دیا۔ انہوں نے بہت سے فرماں رواؤں سے معرکۂ حرب و ضرب بپا کیے رکھا۔ شام کے علاقہ کے گیارہ ملکوں پر تسلط جما لیا۔ اس کا محاصرہ بروز جمعۃ المبارک عصر کے بعد جاری رہا۔ جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوا اور ہفتے کا دن نمودار ہونے ہی والا تھا جو کہ اس زمانہ میں بنی اسرائیل کی عبادت و شریعت کا دن تھا، یوشع بن نون علیہ السلام نے کہا: اے آفتاب! تو بھی حکم الٰہی کا پابند ہے اور میں بھی اسی کے حکم سے آیا ہوں۔ اور کہا:

((اَللّٰھُمَّ احْبِسْھَا))

''اے میرے اللہ! اسے روک دے۔'' (تاکہ ہم جہاد جاری رکھ سکیں)

تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روانی روک دی، یہاں تک کہ وہ شہر فتح ہو گیا اور چاند کو حکم دیا وہ طلوع ہونے سے موقوف ہو گیا۔ [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ لِبَشَرٍ اِلَّا لِیُوْشَعَ لَیَالِیَ سَارَ إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ)) [2]

''آفتاب آج تک کسی بشر کے لیے رفتار میں موقوف نہیں ہوا، سوائے یوشع بن نون علیہ السلام کے یہ ان راتوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی جانب (بغرض

---

[1] البدایۃ والنہایۃ: ۱/ ۳۲۳، ۳۲۴۔

[2] مسند احمد: ۲/ ۳۲۵، یہ حدیث امام بخاری کی سند پر ہے۔

جہاد) گئے تھے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی نے غزوہ کا اعلان فرمایا اور اپنی قوم سے کہا: جو آدمی شادی کے تمام اسباب رکھتا ہے اور وہ اپنی بیوی کی رخصتی کا ارادہ رکھتا ہے وہ میرے ساتھ نہ جائے اور نہ ہی میرے ساتھ روانہ ہو۔ جو عمارت تیار کر رہا ہے اور ابھی تک اس نے چھت نہیں ڈالی اور نہ ہی وہ میرے ساتھ روانہ ہو، جس کی بکریاں یا اونٹنیاں بچہ جننے کے قریب ہیں اور ان کی ولادت کا منتظر ہے۔ پس اللہ کے نبی نے معرکہ آرائی کی تیاری کی اور جب بستی کے نزدیک پہنچے تو نماز عصر پڑھی گئی تھی یا قریب تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب سے کہا:

((اَنْتِ مَأْمُوْرَةٌ وَأَنَا مَأْمُوْرٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعُوا مَا غَنِمُوا فَاَتَتِ النَّارُ لِتَأْكُلَهُ نَابَتْ اَنْ تُطْعِمَهُ فَقَالَ فِيْكُمْ غُلُوْلٌ))

"اے سورج! تو بھی پابند ہے میں بھی پابند ہوں۔ اے میرے اللہ! اس کو میرے اوپر روک دے، تو یہ آفتاب رک گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح سے ہمکنار فرمایا۔ انہوں نے مالِ غنیمت سمیٹا تا کہ آگ آئے اور اسے کھائے مگر آگ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: لوگو! تمہارے درمیان خیانت کا ارتکاب ہوا ہے۔"

ہر قبیلے کا آدمی میری بیعت کرے، انہوں نے بیعت کی تو ایک آدمی کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ میں چپک کر رہ گیا۔ پھر اس نبی نے فرمایا "تم نے خیانت کی ہے (اور خیانت کی ہوئی چیز) اب بھی تم میں موجود ہے۔" اس آدمی کا سارا قبیلہ میری بیعت کرے، تو قبیلہ نے بیعت کی دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ چپک گئے۔ اس نبی نے کہا: تم نے خیانت کی ہے۔

تو انہوں نے گائے کے سر جتنا سونا پیش کر دیا جو خیانت کیا تھا۔ تب انہوں نے اس کو مال غنیمت میں رکھا جو کہ میدان میں پڑا تھا، تو آگ آئی اسے کھا گئی۔ اس وقت آگ آ کر

جلا دیتی تھی مال غنیمت تقسیم نہیں ہوتا تھا۔

((فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ رَاٰى ضُعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا)) [1]

''ہم سے پہلے مال غنیمت حلال نہ تھا یہ ہماری کمزوری و بے بسی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے۔''

جب بنی اسرائیل نے بیت المقدس پر کامل دستگاہ حاصل کر لی اس میں وہ رہے۔ اور ان کے درمیان اللہ کے نبی یوشع بن نون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات کے ذریعہ ان کے فیصلہ جات نبٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک سو ستائیس سال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی مدت حیات موسیٰ علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کے بعد ستائیس سال بنتی ہے۔

---

[1] بخاری، فرض الخمس، باب قول النبی احل اللّٰه الغنائم: ۳۱۲٤؛ مسلم: ۱۷٤۷۔

فرشتوں کی موافقت کا طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).[1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے گزشتہ گناہوں کی معافی اعلان کر دیا جاتا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کا جاہلیت میں نام ابو الاسود عبد شمس تھا، اسلامی نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے، آپ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے ہیں۔ فتح خیبر کے سال ۷ ہجری کو آپ نے یمن سے آ کر اسلام قبول کیا، آپ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ روایات مروی ہیں، ان کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے، آپ کو حدیث سننے اور یاد کرنے کا شوق اس قدر زیادہ تھا کہ کھانے پینے کی پروا نہیں کرتے تھے اور ہر وقت حدیث سننے اور یاد کرنے میں محو رہتے تھے۔ اسی شوق کے نتیجے میں آپ کو معجزانہ انداز میں حافظہ ملا، جس طرح حدیث میں موجود ہے کہ آپ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں مجھے احادیث بھول جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چادر بچھاؤ۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے چادر بچھائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ

---

[1] البخاری، الصلاۃ، باب جھر الإمام بالتأمین: ۷۸۲۔

پڑھا اور تین چلو چادر پر ڈالے اور فرمایا: ''اس چادر کو سینے سے لگا لو۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے چادر سینے سے لگالی تو اس دن کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی۔'' ❶

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا کہ وہ کتاب گم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔ انہوں نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔ جب دونوں کتابوں کو ملایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔

بعض کا کہنا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض اشخاص کے دل میں ان کی روایات کی جانب سے شکوک وشبہات پیدا ہوئے، چنانچہ ایک مرتبہ مروان نے امتحان کی غرض سے ان کو بلوایا اور اپنے کاتب کو تخت کے نیچے بٹھا کر ان سے حدیثیں پوچھنا شروع کیں، یہ بیان کرتے جاتے تھے اور کاتب چھپا ہوا ان کی لاعلمی میں لکھتا جاتا تھا، دوسرے سال پھر اسی طریقہ سے امتحان لیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے بلاکم وکاست وہی جوابات دیئے جو ایک سال قبل دے چکے تھے، حتیٰ کہ ترتیب میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ ❷

آپ علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی ممتاز تھے، انتہائی عبادت گزار تھے، رات کا ایک تہائی حصہ قیام کرتے اور ایک تہائی حصہ احادیث مبارکہ کی دھرائی کرتے اور ایک تہائی آرام فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی جس سے وہ کھیلتے رہتے تھے جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو ہریرہ (بلی والے) رکھ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ بقیع قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❸

فوائد

① مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ایک تو نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنی چاہیے کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں جیسا کہ ایک روایت میں حدیث کے یہ لفظ ہیں:

---

❶ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابی هریرة الدوسی: ٦٣٩٦ (٢٤٩١) ❷ المستدرك للحاکم: ٣/ ٥١٠، حسن۔

❸ تهذيب التهذيب: ١٢ /٢٨٨؛ کتاب الزهد للامام احمد: ٩٨٦۔

((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ آمِينَ، وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ، فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [1]

''جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو آسمان میں فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر دونوں کا آمین کہنا بیک وقت ہو تو اس آدمی کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں (جو آمین کہتا ہے)۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اکیلا بھی ہو تو آمین کہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے ضروری نہیں کہ اس وقت مسجد میں موجود ہوتے ہیں وہ آسمان پر سے بھی آمین کہتے ہیں اور اللہ موافقت پیدا کرنے کی قوت دے دیتا ہے۔

② آمین ایک دعا ہے نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ جہری نمازوں میں آمین باآواز بلند کہا کرتے تھے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ للّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَءَ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِين رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ.

''جب رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہا کرتے اور اپنی آواز آمین میں بلند کرتے۔'' [2]

نیز عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آمین ایک دعا ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ [3]

یعنی اگر نماز سری ہو تو آمین سری اور اگر نماز جہری ہو تو آمین جہری کہنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

③ اس مضمون کی مزید تفصیل کے لیے بندہ عاجز کی کتاب دروس القرآن جلد اول صفحہ ۱۴۵ تا ۱۵۰ کا مطالعہ فرمائیں۔

---

[1] مسلم، الصلاة، باب التسبيح والتحميد والتأمين: ٤١٠۔

[2] ابوداود، الصلاة، باب التأمين وراء الإمام: ٩٣٢، صحيح۔

[3] البخاري، الأذان والجماعة، باب جهر الإمام بالتأمين تعليقًا۔

ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ)) [1]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے رب کو یاد کرنے والے اور نہ یاد کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے آپ یمن کے رہنے والے تھے، مکہ میں اسلام قبول کیا اور پھر واپس حبشہ کی طرف چلے گئے، پھر ۷ ہجری میں خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔

امیر المؤمنین بھی ان سے قرآن سنا کرتے تھے، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تلاوت سننے کے لیے انہیں بلاتے تو فرماتے:

شَوِّقْنَا إِلٰی رَبِّنَا یَا أَبَا مُوْسٰی. [2]

''اے ابوموسیٰ! ہمارے دلوں میں حبِ الٰہی کو مہمیز دیجیے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَقْدَمُ عَلَیْکُمْ غَدًا أَقْوَامٌ، هُمْ أَرَقُّ قُلُوْبًا لِلْإِسْلَامِ مِنْکُمْ)) [3]

''کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے زیادہ اسلام سے ہمدردی رکھتے ہیں۔''

ان لوگوں میں سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

---

[1] صحیح بخاری، الدعوات باب فضل ذکر اللّٰه عزوجل: ٦٤٠٧؛ صحیح مسلم: ٧٧٩۔ [2] کتاب الزهد لابن أبی عاصم: ١/ ١١٩۔

[3] مسند احمد: ٣/ ١٥٥، ح: ١٢٥٨٢، وسنده صحیح۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کا گناہ معاف کر دے اور قیامت کے دن اسے مدخل کریم (جنت) میں داخل فرما۔'' [1]

آپ کا انتقال ۴۲ھ میں ہوا۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے پکے اور سچے ہیں جو انسان اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہے اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے تو اللہ بھی اسے اپنی مجلسوں میں یاد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ [3]

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں اس کے مطابق ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں اسے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو میرے نزدیک آئے تو میں دو بازو پھیلانے کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔'' [4]

② اس مقام پر ہم چند آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں اللہ نے مومنوں کی نشانی

---

[1] صحیح بخاری: ٤٣٢٣؛ صحیح مسلم: ٢٤٩٨۔

[2] اسد الغابة: ٦/ ٢٩٩، ٣٠٠؛ الاصابة ت: ٤٦١٦؛ الاستیعاب ت: ١٦٣٩۔

[4] صحیح بخاری، التوحید باب قوله تعالی و یحذرکم اللّٰه نفسه: ٧٥٣٧؛ مسلم: ٢٦٧٥۔ [3] ٢/البقرہ: ١٥٢۔

ذکر کرنا بتائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

﴿ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾ ❶

''(عقل مند وہ ہیں) جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾ ﴾ ❷

''جو ایمان لائے ہیں اور جن کے دل اللہ کی یاد سے آرام پاتے ہیں اور سن لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل آرام پاتے ہیں۔''

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ ﴾ ❸

''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ ۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ ﴾ ❹

''مومنو! اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو، وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر مہربان ہے۔''

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ ﴾ ❺

---

❶ ۳/آل عمران: ۱۹۱۔ ❷ ۱۳/الرعد: ۲۸۔ ❸ ۳۳/الاحزاب: ۳۵۔
❹ ۳۳/الاحزاب: ۴۱، ۴۳۔ ❺ ۶۲/الجمعہ: ۱۰۔

"اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔"

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے راستے میں جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جمدان نامی پہاڑ کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِيرُوا هَذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ))

"چلتے جاؤ، یہ لو جمدان آ گیا، مفردون سبقت لے گئے۔"

(صحابہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مفردون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا)) [1]

"اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والے۔"

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ))

"اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے)۔"

پھر فرمایا:

((فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا))

"یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ پہنچ جاتے ہیں) پھر فرمایا: (ذکر کی مجلس برخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔"

کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ (اے اللہ!) تیری تسبیح و تکبیر اور حمد و ثنا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

---

[1] صحيح مسلم، الذكر والدعاء باب الحث على ذكر الله تعالى: ٢٦٧٦۔

فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے کہیں زیادہ آپ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس بیان کرتے۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جو اس کی طلب کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تب ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے زیادہ بچتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((فَإِنِّیْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ))

''(اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کر دیا ہے۔''

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں سے ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)) [1]

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔''

⑤ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ان کو وہ فرشتے گھیر لیتے ہیں (جو

---

[1] بخاری، الدعوات، باب فضل ذکر اللّٰہ عز وجل: ٦٤٠٨۔

راستوں پر اہل ذکر کو ڈھونڈ تے پھرتے ہیں) ان کو رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے (وہ خاص رحمت جو ذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات کے لیے مخصوص ہے) ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں یعنی ملائکہ مقربین میں کرتا ہے۔'' [1]

سکینت دل کے سکون واطمینان اور خاطر جمعی کا نام ہے جس کے باعث دنیا کی لذتوں کی خواہش اور ماسوائے اللہ کی لذت وطلب دل سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق واستحضار اور اس کی طرف توجہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے سکینت کا نازل ہونا اس آیت سے بھی ثابت ہے ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ ﴾ آگاہ رہو، اللہ کے ذکر کے ذریعہ قلوب کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے۔

⑥ چند ذکر ووظائف

سو دفعہ پڑھنے کا ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھی:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) [2]

اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے لیے ایک سو نیکی لکھی جائے گی اور اس کے ایک سو گناہ مٹا دیے جائیں گے اور یہ اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے حفاظت (کا سبب) ہوگی۔ کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہیں لے کر آئے گا البتہ جو شخص اس سے زیادہ دفعہ کہہ لے اور زیادہ عمل کرے (وہ اس سے افضل ہو سکتا ہے)۔''

---

[1] مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع......: ۲۷۰۰؛ ابن ماجہ: ۳۷۹۱۔

[2] صحیح بخاری، الدعوات باب فضل التھلیل: ۳۲۹۳؛ صحیح مسلم: ۶۷۸۳۔

دس دفعہ پڑھنے کا ثواب

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ دعا دس دفعہ پڑھی:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) [1]

گویا اس نے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کیے۔''

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے کا ثواب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) [2]

''جو شخص ایک سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو معاف ہو جاتے ہیں۔''

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہنے کا ثواب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) [3]

''دو کلمات زبان پر ہلکے پھلکے ہیں ترازو میں وزنی ہیں رحمٰن کو بہت پیارے ہیں، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔''

---

[1] صحیح بخاری، الدعوات باب فضل التهليل: ٦٤٠٣، ٦٤٠٤۔

[2] صحيح مسلم، الذكر والدعاء باب فضل التهليل والتسبيح: ٣٢٩٣؛ سنن ابوداود: ٥٠٩١۔ [3] صحيح بخاری، الدعوات باب فضل تسبيح: ٦٦٨٢؛ صحيح مسلم: ٢٦٩٤۔

چار پسندیدہ کلمات

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ)) 1

''اللہ تعالیٰ کو چار کلمات بہت زیادہ پسند ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر، ان میں سے جس سے مرضی آغاز کرلے۔''

سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہنا بھی صدقہ ہے

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال و دولت والے ثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں اور زائد مال صدقہ بھی کر دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقے کے لیے کچھ نہیں دیا ہے؟ ہر سبحان اللہ، ہر اللہ اکبر، ہر الحمد للہ صدقہ ہے۔'' نیکی کے لیے کسی سے کہنا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ تمہاری شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی جماع کرے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرے تو کیا اسے گناہ نہیں ہوگا؟ اسی طرح جب وہ اسے حلال جگہ استعمال کرتا ہے تو اسے ثواب ہوتا ہے۔'' 2

سید الاستغفار

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سید الاستغفار

---

1 صحیح مسلم، الذکر والدعاء باب فضل سبحان اللّٰه وبحمده: ٤٢٩٦۔

2 صحیح مسلم، الذکاة باب بیان ان اسم الصدق یقع علی کل نوع من المعروف: ۲۳۲۹۔

(بخشش کے لیے کی جانے والی دعاؤں کی سردار) دعا یہ ہے:

((اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِيْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ))

''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا غلام ہوں، میں تیرے عہد و پیمان پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں، میں اپنے کیے ہوئے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اپنے اوپر تیرے انعام کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا معترف ہوں مجھے معاف فرما دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔''

جو شخص شام کے وقت اسے یقین کے ساتھ پڑھ لے اور اس رات فوت ہو جائے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [1]

زہریلی چیز سے بچاؤ کا وظیفہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے گزشتہ رات بچھو کے ڈسنے سے بہت تکلیف پہنچی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو صبح کے وقت یہ دعا پڑھ لیتا:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) [2]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ان چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں۔ تو وہ تجھے تکلیف نہ دے گا۔''

کئی غلاموں سے بہتر ذکر

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے کی وجہ سے جو تکلیف پہنچتی تھی اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

---

[1] صحیح بخاری، الدعوات باب افضل الاستغفار: ٦٣٠٦؛ سنن نسائی: ٥٥٢٤۔ [2] صحیح مسلم، الذکر والدعاء باب التعوذ من سوء القضاء: ٦٨٧٨۔

کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا اور ان سے اپنے آنے کی وجہ بیان کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی وجہ بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے میں نے اٹھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں اپنی جگہ رہو۔'' اور آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو ایک ایسی بات سکھاتا ہوں جو تمہاری طلب کردہ چیز سے بدرجہ بہتر ہے وہ یہ کہ جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جایا کرو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہو یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔'' [1]

---

[1] بخاری، النفقات، باب خادم امراۃ: ٥٣٦٢؛ مسلم: ٢٧٢٧۔

ایمان کیا ہے؟

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه...... قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ کا لقب فاروق اعظم تھا اور کنیت ابوحفص تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ اپنی جوانمردی، عالی ہمتی، پرکشش شخصیت اور اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے پورے معاشرے میں نمایاں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ)) [2]

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

---

[1] صحیح، مسلم، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان: ۸۔

[2] ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ۳٦۸۱؛ احمد: ۲/ ۹۵ (۵٦۹۸)؛ ابن حبان: ٦۸۸۱، واسنادہ حسن لذاتہ۔

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً)) ❶

''اے اللہ! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو خصوصی عزت بخش۔''

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام لائے، ان کے اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھل کر بیت اللہ میں نماز پڑھنے لگے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شیطان جس راستے پر تجھے دیکھ لیتا ہے وہ تیرے قدموں کی چاپ سن کر راستہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔'' ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے بڑا پیار کیا کرتے تھے، سیدنا زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ قرآن پاک کی آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ آیت اس طرح سکھائی ہے۔ (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے خلاف) یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو دیئے اور اس قدر روئے کہ میں نے ان کے آنسو کنکریوں کے درمیان دیکھے، اس کے بعد فرمایا: ''اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے، جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔'' ❸

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ ھ حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا، شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ❹

---

❶ مستدرك حاكم: ۳/ ۸۳ (٤٤٨٥)، ابن حبان: ٦٨٨٢، إسناده حسن لذاته۔

❷ صحيح بخاري، المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب۔ ❸ ابن سعد: ۳/ ۳۷۱، اس کی سند صحیح ہے۔ ❹ شهيد المحراب، ص: ۹٤؛ الاستيعاب: ۳/ ۱۱۵۰۔

فوائد

① اصل میں ایمان دل کے اعتقاد، زبان کے اقرار اور اعضا کے عمل کا نام ہے نیز بعض لوگوں نے ایمان اور اسلام میں فرق کیا ہے ان کا کہنا ہے اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان اعتقادات اور باطنی اعمال کا نام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ❶

''دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

بعض احباب کا خیال ہے کہ ایمان اور اسلام میں کچھ فرق نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''تو وہاں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے نکال لیا۔ اور اس میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف مضبوط معلوم ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایمان اور اسلام کا اکٹھا ذکر ہو تو دونوں میں فرق ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ حجرات اور حدیث جبرائیل میں ہے اور اگر ان کا ذکر الگ الگ ہو تو پھر دونوں کا معنی و مفہوم ایک ہی ہوگا۔ ❸

② ایمان میں کمی بیشی آتی رہتی ہے مسلمان جب اپنے اعمال کا خاص خیال رکھتا ہے تو وہ ایمان کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے جب وہ گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے تو ایمان کی تنزلی کی

---

❶ ٤٩/الحجرات: ١٤۔ ❷ ٥١/الذاریات: ٣٥۔٣٦۔

❸ مجموع الفتاوی: ٧/ ١٢۔

طرف جھک جاتا ہے۔ ایمان کی تکمیل کے لیے چند اعمال اپنائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) ❶

''ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔''

اسی طرح ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ)) ❷

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اللہ کے لیے نفرت کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روک لیا تو اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔''

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا وَسُنَنًا، فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الإِيمَانَ. ❸

''ایمان میں فرائض، شرائع، حدود اور سنن شامل ہیں جس نے انہیں پورا کیا اس نے اپنا ایمان پورا کر لیا اور جس نے انہیں پورا نہ کیا اس نے اپنا ایمان پورا نہ کیا۔''

③ چند عمل ایسے بھی ہیں جن سے اہل ایمان کو بچنا چاہیے کیونکہ ان کی کمی سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی اور ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللَّهِ لَايُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ وَمَنْ يَا

---

❶ ابوداود، الفتنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه:٤٦٨٢؛ الترمذى، ١١٦٢؛ الصحيحة: ٢٨٤۔

❷ ابوداود، الفتنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه:٤٦٨١؛ الصحيحة: ٣٨٠۔

❸ صحيح البخارى، تعليقا فى الإيمان قبل حديث: ٨۔

رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِی لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَایِقَهُ)) 1

''اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول! کون شخص مومن نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّی تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّی تَحَابُّوا)) 2

''تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتی کہ مومن بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) 3

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ)) 4

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی طرف اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

---

1 صحیح البخاری، الأدب، باب إثم من لا یأمن جاره بوائقه: ٦٠١٦۔

2 مسلم، الإیمان، باب بیان أن لایدخل الجنة إلا المؤمنون:٥٤۔

3 البخاری، الإیمان، باب من الإیمان أن یحب......:١٣۔

4 البخاری، الإیمان، باب حب الرسول من الإیمان:١٥۔

ارکان ایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ...... قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔"

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں خلیفہ دوم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک خاص مقام تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ سب سے افضل آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں۔" [2]

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت کی اک مثال ملاحظہ کریں، دورانِ طواف حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ)) [3]

---

[1] صحيح، مسلم، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان: ٨۔

[2] تهذيب الكمال: ٢١/ ٣٢٥۔

[3] صحيح بخاری، الحج، باب ما ذكر فی الحجر الاسود: ١٥٩٧۔

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔“

آپ رضی اللہ عنہ دین کے معاملات میں بہت سخت رویہ رکھتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت پر سب سے زیادہ رحمدل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، سب سے بڑھ کر دینی معاملہ میں بے لچک حضرت عمر فاروق ہیں، سب سے بڑھ کر حیا کے پیکر حضرت عثمان غنی ہیں، سب سے بڑے کتاب اللہ کے قاری حضرت ابی بن کعب ہیں، سب سے بڑے حلال وحرام کا امتیاز کرنے والے حضرت معاذ بن جبل ہیں، سب سے زیادہ ماہر علم میراث میں حضرت زید بن ثابت ہیں، سب سے بڑھ کر اس امت کے امین (امانت دار) حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔“ [1]

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ [2]

فوائد

① ارکان رکن کی جمع ہے رکن کسی چیز کے اہم جزو کو کہتے ہیں جس کے بغیر چیز نامکمل ہوتی ہے ایسے ہی ارکان ایمان میں کوئی چیز بھی کم ہو جائے تو ایمان ناقص، کمزور اور نامکمل ہوتا ہے۔ ارکان ایمان یہ ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان ۲۔ فرشتوں پر ایمان ۳۔ آسمانی کتابوں پر ایمان

۴۔ نبیوں پر ایمان ۵۔ یوم آخرت پر ایمان ۶۔ اچھی بری تقدیر پر ایمان

۷۔ جنات وغیرہ پر ایمان۔

ان سب کا وجود قرآن وسنت سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا

[1] ترمذی، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل......: ۳۷۹۔

[2] الاستیعاب: ۳/ ۱۱۵۰۔

وَ اَطَعْنَا ق غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ ﴾ 1

''رسول (اللہ) اس کتاب پر جو اُن کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے رب ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ج ﴾ 2

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ ﴾ 3

''مومنو! اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور جو کتاب اُس نے اپنے پیغمبر (آخر الزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ اور جو شخص اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑا۔''

﴿ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ ﴾ 4

''اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔''

اس درس میں ہم مختصر طور پر ایمان باللہ کی وضاحت کریں گے۔

---

1 ۲/البقرۃ: ۲۸۵۔ 2 ۲/البقرۃ: ۱۷۷۔
3 ٤/النساء: ۱۳٦۔ 4 ۲۵/الفرقان: ۲۔

② اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی معرفت اور اس بات کا اقرار و اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں یکتا ہے اور اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہے کہ بندہ اللہ پر پختہ ایمان رکھے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ إِيمَانٌ بِاللّٰهِ ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ ثُمَّ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَبْغَضُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ثُمَّ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا ہے پھر صلہ رحمی کرنا، پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا (پسندیدہ) ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور پھر قطع رحمی کرنا ہے۔''

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اسے افضل عمل شمار فرمایا ہے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ)) [2]

''سب سے افضل عمل اکیلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، پھر جہاد اور پھر حج مبرور ہے۔''

③ اللہ پر ایمان کا ایک جزیہ ہے کہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار و اعتراف کیا جائے یعنی یہ اقرار کہ اللہ اکیلا ہر چیز کا خالق و مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں یعنی تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا و یکتا ماننا ربوبیت کہلاتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید اس کی وضاحت کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [1]

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ١٦٦۔
[2] صحيح الجامع الصغير: ١٠٩٢۔

''دیکھو سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے) یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔''

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ 2

''وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں، تمہارے لیے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔''

﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ 3

''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں؟''

④ ایمان باللہ میں سے ہے کہ اللہ کی الوہیت پر ایمان لانا یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ تمام تر عبادات کے لائق و فائق صرف اللہ ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، دعا، استعانت، نذر و نیاز، توکل، خوف، امید، محبت وغیرہ جس کی وضاحت بھی فرمان الٰہی میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ 4

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ 5

''(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرمانبردار ہوں۔''

⑤ ایمان باللہ کا ایک جز اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں کسی کو شریک نہ کرنا بھی ہے یعنی اللہ

---

1 ۷/الأعراف: ٥٤۔ 2 ۲/ البقرة:۲۹۔ 3 ٤٣/ الزخرف: ۸۷۔

4 ٥١/الذاريات: ٥٦۔ 5 ٦/الأنعام:١٦٢۔١٦٣۔

ہر صفت کمال سے متصف اور ہر صفت نقص سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا بغیر تمثیل، تکییف، تعطیل اور تحریف سے اقرار واعتراف کرنا ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱۱﴾ [1]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔''

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۰﴾ [2]

''اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اُس کو اُس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اُس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں اُن کو چھوڑ دو، وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اُس کی سزا پائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو ماننا مگر بغیر کسی کیفیت کے مثلاً اللہ دیکھتا، سنتا ہے اس کے ہاتھ ہیں، وہ عرش پر مستوی ہے، یہی ایمان باللہ کی صحیح تصویر ہے۔

---

[1] ٤٢/الشوریٰ: ١١۔ [2] ٧/الأعراف: ١٨٠۔

فرشتوں پر ایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ...... قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرنے والے تھے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے، سب قرآن کے حافظ اور قاری تھے، عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں آپ کے لیے ملاقات کی اجازت لے لوں گا، پھر انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا: اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ ہی کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے سے انصاف کرتے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور سزا دینے کو تیار ہو گئے، لیکن حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی کو حکم دیا:

---

[1] صحیح، مسلم، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان: ٨۔

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ ❶

''آپ معاف کردیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں، اور جاہلوں کی پروانہ کیا کریں۔''

امیر المومنین یہ بھی تو جاہل ہے؟

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو ان کا غصہ کافور ہوگیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرتے تھے۔ ❷

حضرت عبد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے دوران میں قرآن پڑھتے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی سسکیوں کی آواز میں نے نماز کی آخری صف میں کھڑے سنی (سورۂ یوسف کی یہ آیت بار بار تلاوت کرتے اور رورہے تھے)

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ❸

''انہوں (یعقوب علیہ السلام) نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم سراسر بے خبر ہو۔'' ❹

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ یکم محرم کو ہوئی۔

فوائد

① فرشتوں کے وجود کا اعتقاد رکھنا مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا﴾ ❺

''مومنو! اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور جو کتاب اُس نے اپنے پیغمبر (آخر الزماں)

---

❶ ۷/الاعراف: ۱۹۹۔ ❷ صحیح بخاری، الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ: ۲۸۶۔ ❸ ۱۲/یوسف:۸۶۔ ❹ مصنف عبدالرزاق: ۲/ ۱۱٤؛ البیهقی فی شعب الایمان: ۱۸۹۵، سنده صحیح۔ ❺ ٤/النساء:۱۳٦۔

پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ اور جو شخص اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑا۔''

② اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)) [1]

''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتا دی گئی ہے (یعنی مٹی)۔''

③ فرشتے جسامت کے اعتبار سے بہت خوبصورت اور قد آور ہیں اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ ﴾ [2]

''سب تعریف اللہ ہی کے لیے (سزاوار ہے) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو جب اصلی شکل میں دیکھا تو ان کے چھ سو پر تھے اور ہر پر نے اُفق کو گھیر رکھا تھا، ان کے پروں سے مختلف رنگ اور قیمتی موتی بکھر رہے تھے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم، الزھد، باب فی احادیث متفرقۃ: ۷۴۹۵۔ [2] ۳۵/فاطر: ۱۔
[3] البدایۃ والنھایۃ: ۱/ ۴۷؛ مسلم: ۱۷۷۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کی قدوقامت بیان کرنے کی اجازت ملی ہے(اور اس کا وجود کتنا بڑا ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ)اس کے کان کی لو سے کندھے تک کا درمیانی حصہ اتنا لمبا ہے کہ جتنی سات سو سال کی مسافت۔'' 1

④ فرشتوں کی تعداد کا اعداد و شمار کسی صحیح نص سے ثابت نہیں ہے انکی تعداد بہت زیادہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ 2

''تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''میں وہ باتیں دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے آسمان چرچر کر رہا ہے اور کیونکر چرچر نہ کرے گا اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی باقی نہیں ہے جہاں ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو، قسم خدا کی! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم کو بچھونوں پر اپنی عورتوں کے ساتھ مزہ نہ آتا اور تم جنگلوں کو نکل جاتے، اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے۔(ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں)قسم خدا کی مجھے تو آرزو ہے کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو لوگ کاٹ ڈالتے۔'' 3

⑤ فرشتوں کی بعض صفات یہ ہیں:

① فرشتے پاکباز ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۝﴾ 4

''ایسے لکھنے والے(فرشتوں)کے ہاتھوں میں ہے جو بزرگ اور پاکباز ہیں۔''

---

1 ابو داود، السنة، باب في الجهمية: ٤٧٢٧؛ الصحيحة: ١٥١۔

2 ٧٤/المدثر: ٣١۔ 3 سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء: ٤١٩٠، حسن عند الألباني۔ 4 ٨٢/عبس: ١٥، ١٦۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن مجید کا ماہر شخص معزز لکھنے والے، اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر تلاوت کرنا مشکل ہوتا ہے تو اس کے لیے دہرا اجر ہے۔" ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے...... (وہ معزز فرشتوں کی صف میں ہوگا)۔" [1]

② اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، فرشتے کبھی بھی اللہ کی حکم عدولی نہیں کرتے یعنی وہ مصیبت و گناہ سے پاک ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝﴾ [2]

"وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جاتا ہے (اسے وہ) بجالاتے ہیں۔"

③ فرشتے شرم وحیا والے ہیں، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی جبکہ آپ سیدہ عائشہ کی چادر پہن کر اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اس حالت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا اور چل دیے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی، انہوں اپنی حاجت پوری کی اور چلے گئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کے بعد میں نے آپ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اچھی طرح کپڑے لپیٹ لو، پھر مجھے اجازت دی، میں نے اپنا کام پورا کیا اور چلا گیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا

---

[1] مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل الماهر فى القرآن والذى يتتعتع فيه: ٧٩٨۔ [2] ٦٦/التحريم: ٦۔

وجہ ہے کہ جو اہتمام عثمان کے لیے کیا ہے وہ کسی اور کے لیے نہیں کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''دراصل عثمان شرمیلا اور حیادار آدمی ہے، مجھے اندیشہ تھا، کہ اگر اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت کا اظہار نہ کر سکے گا۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''اے عائشہ! کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں کہ اللہ کی قسم! فرشتے جس سے حیا کرتے ہیں۔'' [1]

④ فرشتے خوف الٰہی رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝۲۸﴾ [2]

''وہ (فرشتے) تو خود اللہ کی ہیبت سے لرزتے اور ڈرتے ہیں۔''

⑤ اللہ کی تسبیح وتحمید بیان کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝۲۰﴾ [3]

''وہ (فرشتے) دن رات اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کبھی بھی نہیں تھکتے۔''

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷﴾ [4]

''وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، تو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے اور انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا۔''

⑥ رکوع وسجود اور عبادت کرتے ہیں۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم: ٢٤٠٢؛ سلسلة الحاديث الصحيحة: ١٦٧٨؛ الادب المفرد: ٦٠٠۔ [2] ٢١/الانبیاء:٢٨۔ [3] ٢١/الانبیاء:٢٠۔ [4] ٤٠/ المؤمن:٧۔

((اِنِّیْ لَأَسْمَعُ أَطِيْطَ السَّمَاءِ، وَمَا تُلَامُ أَنْ تَئِطَّ وَمَا فِيْهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ أَوْ قَائِمٌ)) [1]

''میں (بوجھ کی وجہ سے) آسمان کی چرچر کو سن رہا ہوں اور وہ کیونکر چرچر نہ کرے گا، اس میں ایک بالشت کی جگہ بھی باقی نہیں ہے جہاں ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔''

[1] سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء: ٤١٩٠، حسن عند الألبانی۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ...... قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راویٔ حدیث

اس حدیثِ مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول، خلیفہ رسول، حبیب رسول جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص ہے، آپ انتہائی دلیر، شجاع اور بہادر انسان تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم صحابی تھے، اور علم کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت پر بڑی مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو کسی بات پر سخت غصہ آیا، پاس بیٹھے ایک شخص نے فوراً آیت پڑھی: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾﴾ [2] ''پس آیت سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔''

آپ رضی اللہ عنہ اس قدر ہیبت، وجاہت اور رُعب والے تھے کہ آپ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ماہ ذوالحجہ ۲۲ھ میں نماز پڑھاتے ہوئے قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ یکم محرم ۲۳ھ کو شہادت پا گئے۔ [3]

---

[1] صحیح، مسلم، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان:۸۔ [2] ۷/الأعراف: ۱۹۹۔ [3] اسد الغابة: ٤/ ۱۳۸؛ البيهقي في السنن الكبرىٰ: ۷/ ۳۸۸، ۳۸۹۔

فوائد

① آسمانی کتابوں سے مراد اللہ کی طرف سے انبیا پر اتاری ہوئی وہ کتب ہیں جو انسانیت کی راہنمائی کے لیے نازل کی گئیں ہیں۔ان پر ایمان لانا کامل ایمان کے لیے ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ [1]

''(مسلمانو) کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے، ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں اُن پر اور جو اور پیغمبروں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملیں اُن پر (سب پر ایمان لائے) ہم اُن پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (معبودِ واحد) کے فرمانبردار ہیں۔''

دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا:

﴿قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ﴾ [2]

''کہہ دو کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے اس پر ایمان رکھتا ہوں۔''

② ہمارے ذہنوں میں یہ تصور ہے کہ اللہ نے صرف چار کتابیں (زبور، تورات، انجیل اور قرآن) ہی نازل کی ہیں......نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام پر بھی صحیفے اترے، ابراہیم علیہ السلام پر بھی صحیفے اترے، نوح علیہ السلام پر بھی صحیفے اترے اور دوسرے انبیا کو بھی اللہ نے صحیفوں سے نوازا۔جو صحیفہ اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔کس طرح۔۔۔؟ آیئے مختصر موازنہ کرتے ہیں۔

---

[1] ٢/البقرة: ١٣٦۔

[2] ٤٢/الشورى: ١٥۔

حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفے

حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے اترے، اسی طرح ان کے بیٹے نبی حضرت شیث علیہ السلام پر بھی کئی ایک صحیفے نازل ہوئے، مگر ان میں سے کسی ایک کے متعلق ہمیں علم نہیں کی ان کی زبان کیا تھی اور ان کے مندرجات کیا تھے، الغرض ان کا وجود بھی دنیا میں اب موجود نہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا صحیفہ

دنیا میں سب سے پرانی آسمانی کتاب یا مخطوطہ جسے کہا جاسکتا ہے وہ بحر مردار کے کنارے میں ۱۹۵۸ء میں کچھ پتھر کی سلیں ملی تھیں مسلم وغیر مسلم محققین وریسرچرز نے تحقیق کی ایک لفظ پر وہ آکر اٹک گئے وہ لفظ تھا اخنوع، اخنوع ادریس علیہ السلام کا دوسرا نام ہے جو اللہ مالک نے قرآن میں بھی ذکر کیا ہے اخنوع پر آکر اٹکے اس کی زبان سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کی زبان کون سی ہے آج تک اس زبان کو سمجھنے سے سب لوگ عاری ہیں تو پھر کہنے لگے ممکن ہے کہ وہ صحیفہ جو اللہ نے ادریس علیہ السلام پر نازل کیا تھا وہ صحیفہ ہے یا اس کا کچھ حصہ ہے اس کی دلیل کوئی نہیں ہے صرف ایک لفظ اخنوع ہے جس کی وجہ سے وہ اس بات تک پہنچے ہیں شاید یہ وہ صحیفہ ہے جو ادریس علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت آتی ہے کہ ادریس علیہ السلام سیدنا نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ وہ صحیفہ جس کو سب سے پہلا صحیفہ کہا جاسکتا ہے یا جس کی طرف نسبت کی جاتی ہے یا جس کے متعلق دعویٰ کیا جارہا ہے وہ اخنوع علیہ السلام کا صحیفہ ہے جس صحیفے کو ہم پڑھ نہیں سکتے اس سے ہم فائدہ کیا حاصل کریں گے۔ جس کی زبان کا علم نہیں وہ کسی کی رہنمائی کیا کرے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا صحیفہ

اس کے بعد ہیں نوح علیہ السلام، عراق میں ایک فرقہ ہے جو اپنے آپ کو "سعدیات" کے نام سے پکارتے ہیں ان لوگوں کے پاس پانچ آیات پر مشتمل اخلاقیات کے موضوع پر تعلیمات ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ہم نوح علیہ السلام کی قوم ہیں۔

ایک وقت تھا جب وہ سارا صحیفہ ہمارے پاس موجود تھا امتداد زمانہ کی وجہ سے، زمانے کے تغیر وتبدل کی وجہ سے سارے کا سارا نابود ہو گیا۔ اب ہمارے پاس پانچ آیات پر مشتمل جو باب ہے اسی صحیفے کا ایک حصہ ہے اور دلیل ان کے پاس بھی کوئی نہیں کہ وہ کہہ سکیں کہ اس دلیل کی وجہ سے ہم اس کو اللہ کی کتاب کا حصہ مانتے ہیں۔

صحف ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام

اس کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں، ان پر بھی اللہ نے صحیفے نازل کیے ان صحیفوں میں کیا تھا۔۔؟ ان صحیفوں کے مندرجات کیا ہیں۔۔؟ کوئی علم نہیں ہمیں اسلامی ادبیات میں، اسلامی تعلیمات میں جناب ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ ملتا ہے کہ وہ توحید پرست تھے وہ دین حنیف پر تھے۔ تورات میں ان صحیفوں کے متعلق بہت کچھ ملتا ہے لیکن تورات خود قابل اعتماد کتاب نہیں ہم اس پر کیسے بھروسہ کر سکتے ہیں۔

③ مشہور چار آسمانی کتابوں کا مختصر تعارف

تورات

یہ اللہ کی وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو عطا فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴۳﴾ [1]

”اور ہم نے پہلی اُمتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔“

نزاع آدم اور موسیٰ والی حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

((يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ)) [2]

”اے موسیٰ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لیے منتخب فرمایا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لیے تورات کو لکھا۔“

---

[1] ۲۸/القصص: ۴۳۔

[2] البخاری، القدر، باب تحاج آدم وموسی عنداللّٰہ: ٦٦١٤۔

اب تورات تحریف کا شکار ہے جس کا خود اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ 1

''(مؤمنو!) کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے؟ (حالانکہ) ان میں سے کچھ لوگ کلامِ الٰہی (یعنی تورات) کو سنتے پھر اسے سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدلتے رہے ہیں۔''

﴿ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾ 2

''کہو کہ جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اُسے کس نے نازل کیا تھا جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق (پر نقل) کر رکھا ہے۔ اُن (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔ اور تمہیں وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ کہہ دو (اس کتاب کو) اللہ ہی نے (نازل کیا)۔ پھر ان کو چھوڑ دو کہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں۔''

خود تورات کو ماننے والے لکھتے ہیں کہ تورات ایک نہیں پانچ ہیں۔ ایک کا نام ہے کتاب پیدائش، ایک کا نام کتاب خروج، ایک کا نام کتاب اعداد و شمار، ایک کا نام ہے کتاب قانون، یہ چار کتابیں پہلے یہودیوں کے پاس تھیں۔ پھر ایک زمانہ آیا کہ ان کے کسی مسافر کو ایک مخطوطہ ملا وہ اس وقت کے یہودی بادشاہ کے پاس آیا یہ کتاب گنتی میں ساری بات موجود ہے۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا کہنے لگا مجھے کچھ مخطوطے ملے ہیں اس وقت ایک نبیہ عورت تھی حالانکہ اللہ نے کسی عورت پر نبوت نازل نہیں کی، اس نے اس کے پاس وہ مخطوطہ بھیجا اس

---

1 ۲/البقرة: ۷۵۔ 2 ٦/الأنعام: ۹۱۔

نے کہا کہ یہ اسی کتاب کا حصہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی تھی اب اس کا نام "کتاب تثنیہ۔" رکھ کر اس کے ساتھ اٹیچ (Attach) کر دیا گیا۔

آج اگر کوئی بھی قاری تورات کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ ایک بات پڑھتے پڑھتے آخر میں لکھا دیکھتا ہے کہ اس کا بقیہ حصہ فلاں باب میں، فلاں صفحہ پر جا کر پڑھو، جب اس باب کو کھولا جاتا ہے تو وہاں سرے سے وہ باب ہی نہیں ہوتا اور تضادات بہت زیادہ ہیں جبکہ اللہ رب العزت نہ بھولا ہے نہ بھولنے والا ہے۔

انجیل

انجیل اللہ تعالیٰ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کردہ کتاب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾﴾ [1]

"اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور اُن کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اُس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے اور پرہیز گاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔"

انجیل بھی تحریف شدہ ہے اب یہ انجیل اربع ہیں: متی، مرقس، لوقا اور یوحنا، جرمن مورخ والٹرائے لکھتا ہے کہ ایک وقت تھا جب عیسائیوں کے پاس ستر (۷۰) اناجیل تھیں لوگوں میں تماشہ بنا ہوا تھا ہر ایک پریشان تھا کہ کس کی کتاب کو صحیح مانا جائے پھر یہی یروشلم کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا میں یہ تمسخر ختم ہونا چاہیے کہ ہم کوئی فیصلہ کریں، کچھ کو قابل اعتماد ٹھہرائیں باقی کو چھوڑ دیں۔ اس کا طریقہ کار کیا استعمال کیا فلسطین میں وہ جگہ بیت اللحم جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے وہاں والٹرائے (Voltatre) کے بقول ایک ٹیبل رکھا اس پر ستر اناجیل رکھی گئیں اس کو زور سے ہلایا گیا جو نیچے گر گئیں وہ نا قابل اعتماد ٹھہریں جو اوپر رہ گئیں وہ قابل

---

[1] ٥/المائدة: ٤٦۔

اعتماد ہوئیں۔ یہ اللہ کی کتاب کے ساتھ انہوں نے تماشہ کیا جو اوپر رہ گئیں وہ چار تھیں ایک یوحنا(John) کی انجیل، ایک مرقس(Marks) کی انجیل، ایک لوقا(Luke) کی انجیل، ایک متی(Matthew) کی انجیل یہ وہ اناجیل ہیں جن کو وہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ﴾ [1]

''اور جو لوگ (اپنے تئیں) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی اس نصیحت کا جو ان کو کی گئی تھی ایک حصہ فراموش کر دیا تو ہم نے ان میں قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا اور جو کچھ وہ کرتے رہے اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو اس سے آگاہ کرے گا۔ اے اہلِ کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزماں) آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتابِ (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔''

جرمن کے پادریوں کو ایک دفعہ خیال آیا یہ ستارہویں ہجری کی بات ہے انہیں خیال آیا کہ اللہ نے جب عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی تھی تو آرامی زبان میں کی تھی آج ہمارے پاس جتنی اناجیل ہیں وہ سب یونانی زبان میں ہیں۔ انہوں نے دنیا کے مختلف حصوں سے یونانی زبان میں تین سو اناجیل اکٹھی کیں ان کا وہاں آپس میں موازنہ ہوا موازنہ کرنے کے بعد جو انہوں نے دنیا کے سامنے نتیجہ بتایا وہ یہ تھا کہ تقریباً دو لاکھ آیات ایسی ہیں ان تین سو کتابوں میں جو آپس میں مختلف ہیں اور صرف ۱/۷ حصہ ایسا ہے جس کا آپس میں کچھ تعلق بنتا ہے۔

---

[1] ۵/المائدۃ: ۱۴۔۱۵۔

زبور

اسی طرح جو زبور ہے آج وہ نعتوں کا مجموعہ ہے اور وہ عیسائی اور یہودی ڈھول اور سارنگی پر اپنے معبد خانوں میں سناتے ہیں آج مسلمانوں نے بھی ان کے طریقے کو اپنالیا ہے حالانکہ یہ سازندے اور گانا بجانا یہ وہ آلات ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو آوازیں ایسی ہیں جب سے یہ کائنات اللہ نے بنائی اور جب تک یہ قائم رہے گی اللہ نے ان پر لعنت ڈالی ہے ایک گانے بجانے کی آواز ہے، ایک آلات مزامیر کی آواز ہے اور دوسری مصیبتوں کے وقت بین ڈالنے کی آواز ہے۔ اللہ کیسے پسند کرسکتا ہے کہ اس کی تعریف ڈھول ڈھمکے پر ہو اس کے نبیوں کی تعریف آلات مزامیر کے ساتھ کی جائے گی یہ کیسے ممکن ہے۔۔؟''

ہمیں جو معلوم ہے کہ اللہ نے داود علیہ السلام پر ایک مستقل کتاب نازل کی تھی اس میں انسانوں کی رہنمائی کے لیے اصول مرتب کیے تھے لیکن آج جو سام یا زبور ہے اس میں سوائے چند شعروں کے ہمیں کچھ نہیں ملتا وہ بھی مختلف زبانوں میں ہیں حالانکہ داود علیہ السلام کی زبان عبرانی تھی۔ آج جو ملتی ہے کوئی فرنچ میں......کوئی جرمن میں ہے......کوئی اردو میں ہے......کوئی انگلش میں ہے......جو زبان داود علیہ السلام کی ہے اس میں کچھ نہیں ملتا۔

قرآن

اللہ کی آخری آسمانی کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب پیغمبر جناب محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ [1]

''اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے۔''

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝﴾ [2]

---

[1] ٥/المائدة: ٤٨۔ [2] ٢٥/الفرقان: ١۔

''وہ (اللہ عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ جہان والوں کو ہدایت کرے۔''

تمام آسمانی کتب میں واحد قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے جس کی وجہ سے یہ آج تک ہر طرح کی تحریف سے محفوظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝٩﴾ [1]

''بیشک یہ (کتاب) ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝٢٣﴾ [2]

''اگر تمہیں اس کتاب کے معاملے میں کبھی بھی شک ہو تو تم اپنا زور لگا کر دیکھ لو ایک سورت بنا کر لے آؤ، اللہ کو چھوڑ کر جس کو چاہو اپنا مددگار بنالو اگر سچے ہو۔''

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ۝٢٤﴾ [3]

''نہیں کرسکو گے، ہرگز نہیں کرسکو گے، پس اس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور یہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

④ تمام آسمانی کتب پر ایمان، ان کا احترام ہر مسلمان پر لازم ہے جبکہ قابل عمل صرف اور صرف قرآن ہی کو تسلیم کرنا ایمان کا جزو لازم ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اللہ کی محفوظ کتاب ہے اس کے آنے کے بعد سب منسوخ ہو چکی ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن تورات کا ایک ورق پکڑا ہوا ہے، پڑھ رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے، دیکھ کر چہرہ سرخ ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کہا: اے عمر! تیری ماں تجھے گم پائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نہیں دیکھتے

---

[1] ١٥/الحجر:٩۔ [2] ٢/البقرة:٢٣۔

[3] ٢/البقرة:٢٤۔

ہو۔جب چہرہ اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا جو غصے سے دمک رہا تھا بے اختیار کہنے لگے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا.

''میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوں، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔''

اللہ کے نبی آپ کیوں غصے میں ہیں۔۔؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر۔۔! اگر اب صاحبِ کتاب موسیٰ علیہ السلام بھی آ جائیں اور آ کر اپنی تورات پر عمل کر کے یہ چاہیں کہ ہدایت مل جائے ہدایت نہیں ملے گی، انہیں بھی میری فرماں برداری کرنی پڑے گی۔ [1]

④ یاد رہے قرآن مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے جس کو اپنا دستور حیات بنانا اور اسی کے مطابق زندگی بسر کرنا ایمان کا حصہ ہے اور جو انسان قرآن سے اپنا تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا خالص بندہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے عزت واحترام سے نوازتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰہِ أَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ)) قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ ((ھُمْ أَھْلُ الْقُرْآنِ أَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہُ)) [2]

''بلاشبہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ کے اپنے (مقرب) ہیں۔'' صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قرآن والے ہیں جو اللہ کے اپنے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔''

---

[1] سنن دارمی۔ مقدمة باب مایتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ وقول غیرہ عند قولہ ﷺ: ٤٣٥؛ مسند احمد: ٤/ ٢٦٥ (١٨٣٦١) حسن۔

[2] ابن ماجہ: ٢١٥؛ صحیح الجامع الصغیر: ٢١٦١۔

رسولوں پر ایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ......قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راویٔ حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول، خلیفہ رسول، حبیب رسول جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے متعلق کتب تاریخ میں ایک صحیح واقعہ منقول ہے کہ ایک شخص سفر کے لیے چلا گیا اور وہ دو سال اپنی بیوی سے دور رہا، جب وہ دو سال کے بعد اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ گھر والی کی صورتِ حال دیکھ کر وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اور آ کر خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو صورت حال بتائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ شوہر تو دو سال سے اس کے قریب نہیں گیا تو یہ حاملہ کیسے ہوگئی۔۔۔۔۔؟ یقیناً اس نے برائی کا ارتقاب کیا اور ہمارے دینِ اسلام میں یہی سزا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ عورت بدکاری کرے تو اس کو پتھر مار مار کر رجم کر دیا جائے اور۔۔۔۔ یاد رکھو۔۔۔۔۔! جب تک یہی سزا ملک پاکستان میں نافذ نہیں ہوتی اور بدکاروں کو سر عام سنگسار نہیں کیا جاتا، ہمارے ملک میں کبھی بھی بدکاری اور

---

[1] صحیح مسلم، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان: ۸۔

فحاشی کے اڈوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ بہر صورت جب یہ معاملہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے علم میں آیا تو آپ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ جلد بازی سے کام نہ لیں، اس عورت کو فوراً رجم کرنے کی بجائے مہلت دیں، جب وہ بچے کو جنم دے اس کے بعد صورت حال دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ عورت کا فیصلہ ولادت تک مؤخر کر دیا گیا۔ جب عورت کے ہاں ولادت ہوئی تو اس نے بچے کو جنم دیا تو معاملہ عجیب وغریب نکلا

① بچے کی شکل وصورت اور پوری کی پوری شباہت باپ پر تھی۔

② بچہ اتنا عرصہ ماں کے پیٹ میں رہا کہ پیٹ میں ہی بچے کے اگلے دانت نکل آئے تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں (خَرَجَتْ ثَنِيَّتَاهُ) کے الفاظ ہیں کہ اس کے سامنے والے چار دانتوں میں سے دو دانت نکل چکے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو بے ساختہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے علم و فضل اور فہم وفراست کا اعتراف کرتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے تاریخ ساز جملہ کہا:

عَجِزَتِ النِّسَآءُ اَنْ يَّلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ. [1]

"معاذ جیسوں کو جنم دینے سے عورتیں عاجز آ گئیں اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

آپ رضی اللہ عنہ پر ماہ ذوالحجہ ۲۲ھ میں نماز پڑھاتے ہوئے قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ یکم محرم ۲۳ھ کو شہادت پا گئے۔ [2]

فوائد

① ارکان ایمان میں سے ایک رکن انبیا پر ایمان ہے جس کے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے۔ انبیا کی عموماً دو قسمیں کی جاتی ہیں:

① نبی ② رسول

نبی نبأ سے مشتق ہے جس کا معنی خبر ہے یا نباوۃ سے مشتق ہے جس کا معنی بلند مقام کے

---

[1] مصنف عبدالرزاق: ۳۵٤/۷؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ۵٤۳/۱٤، ۲۹٤۰۸؛ تاریخ دمشق: ٤۲۲/۵۸، اسنادہ حسن۔

[2] اسد الغابہ: ٤ /۱۳۸؛ البیہقی فی السنن الکبریٰ: ۷ /۳۸۸، ۳۸۹۔

ہیں اور شرعی اصطلاح میں نبی ہر اس ذات کو کہتے ہیں جس پر وحی نازل ہوتی ہو مگر اس کو کوئی نئی شریعت نہ دی گئی ہو کیونکہ وہ پہلی شریعت اور پہلی کتاب پر ہی عمل کرنے اور کرانے کا پابند ہو۔ اور رسول ارسال سے مشتق ہے جس کا معنی بھیجنا اور قاصد کے ہیں۔ اصطلاح میں رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس پر نئی شریعت اور نئی کتاب نازل ہو، انبیا پر ایمان نہ رکھنے والے اللہ کے مجرم اور پکے جہنمی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٥١﴾ ﴾ [1]

"جو لوگ اللہ سے اور اُس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

② انبیا پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ آج تک جتنے بھی انبیا آئے سب کے سب اللہ کے سچے پیغمبر تھے اور جو وہ دعوت لے کر آئے وہ سچی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ [2]

"یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔"

﴿ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ ﴾ [3]

"بیشک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے۔"

اور تمام انبیا کی دعوت کیا تھی ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ ﴾ [4]

"اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی

---

[1] ٤/النساء: ١٥٠-١٥١۔ [2] ٣٦/یٰس: ٥٢۔

[3] ٧/الأعراف: ٤٣۔ [4] ١٦/النحل: ٣٦۔

پرستش) سے اجتناب کرو۔''

نیز یہ ایمان رکھنا کہ انبیا اللہ کی مخلوق و بشر تھے، وہ غیب نہیں جانتے تھے اور وہ بعض بعض پر درجات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرف رسالت کے ساتھ باقی تمام انسانیت پر فوقیت عطا فرمائی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾ ❶

''پیغمبروں نے اُن سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے۔''

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ﴾ ❷

''کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اُس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (اللہ کی طرف سے) آتا ہے۔''

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ ﴾ ❸

''میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔''

﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ﴾ ❹

''یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) اُن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

---

❶ ١٤/إبراهيم:١١۔ ❷ ٦/الأنعام: ٥٠۔

❸ ١١/هود:٣١۔ ❹ ٢/البقرة: ٢٥٣۔

③ انبیا پر ایمان لانے کا مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو محمد کریم ﷺ نے انبیا کے متعلق بیان فرمایا ان کے صحیح ہونے پر اعتقاد رکھنا مثلاً اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، موسیٰ کو کلیم اللہ بنایا، عیسیٰ کو روح اللہ بنایا وغیرہ لیکن ساتھ ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ محمد کریم ﷺ کے آنے کے بعد قابل عمل صرف اور صرف جناب محمد ﷺ کی تعلیم ہوگی اور یہ اعتقاد کہ تمام اولوالعزم انبیا میں سے سب سے افضل جناب محمد ﷺ ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ)) [1]

''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔''

نیز ایک دوسری حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) [2]

''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت کا جو کوئی بھی یہودی یا عیسائی میری خبر سن لے اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ ضرور جہنمی ہوگا۔''

نیز امت محمد ﷺ پر آپ ﷺ کے تمام فضائل، معجزات، خصائص اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

④ کل انبیا کی تعداد کتنی ہے کہ جن پر انسان کا ایمان لانا ضروری ہے؟ تو اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ مثلاً بعض روایات میں ہے کہ انبیا کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ [3]

جن انبیا کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نام ذکر کیا ہے ان کا ذکر، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا

---

[1] مسلم، الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق: ۲۲۷۸۔

[2] مسلم، الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا: ۱۵۳۔

[3] مشکاة: ۵۳۳۷۔

مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾﴾ ❶

''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُن کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں۔ بیشک تمہارا رب دانا اور خبردار ہے۔اور ہم نے اُن کو اسحاق اور یعقوب بخشے (اور) سب کو ہدایت دی اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور اُن کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے۔ اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔''

﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾﴾ ❷

''اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا کہ بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں؟''

﴿وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾﴾ ❸

''اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا (تو) صالح نے کہا کہ اے

❶ ۶/الأنعام: ۸۳۔۸۶۔ ❷ ۷/الأعراف: ۶۵۔
❸ ۷/الأعراف: ۷۳۔

قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے (یعنی) یہی اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے تو اسے (آزاد) چھوڑ دو تا کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ دردناک عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔"

﴿وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ [1]

"اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا (تو) انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی آ چکی ہے تو تم ماپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴾ [2]

"اللہ نے آدم اور نوح کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔"

﴿وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾ [3]

"اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے۔"

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

---

[1] الأعراف: ۸۵۔ [2] ۳/آل عمران: ۳۳۔

[3] ۲۱/الأنبیاء: ۸۵۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ [1]

''محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (اللہ کے آگے) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تا کہ کافروں کا جی جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

الغرض تمام انبیا جن کا ہمیں علم ہے اور جن کا ہمیں علم نہیں ہے، بلاتفریق سب پر ایمان لانا ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔

[1] ٤٨/الفتح: ٢٩۔

آخرت کے دن پر ایمان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ...... قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ کا لقب فاروق اعظم تھا اور کنیت ابو حفص تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ اپنی جوانمردی، عالی ہمتی، پرکشش شخصیت اور اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے پورے معاشرے میں نمایاں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ)) [2]

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام لائے، ان کے اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھل کر بیت اللہ میں نماز پڑھنے لگے۔

---

[1] صحیح، مسلم، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان: ۸۔ [2] ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ۳۶۸۱، حسن لذاته۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شیطان جس راستے پر تجھے دیکھ لیتا ہے وہ تیرے قدموں کی چاپ سن کر راستہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔'' [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ ھ حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا، شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ [2]

فوائد:

① آخرت کے دن پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اس بات کا پختہ اعتقاد رکھے کہ ہر ایک کو مرنا ہے۔ مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے پھر حساب و کتاب، میزان کے لیے میدان محشر میں جمع ہونا ہے اور پھر اہل جنت جنت میں جائیں گے اور اہل دوزخ جہنم میں جائیں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت بھی بیان فرمائی کہ مومن یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝﴾ [3]

''اور جو کتاب (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر نازل ہوئی ہے اور جو کتابیں آپ سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب ۳۸۸۳۔

[2] شہید المحراب، ص: ۹۴؛ الاستیعاب: ۳/ ۱۱۵۰۔ [3] ۲/البقرۃ: ۴۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [1]

''اور جو روزِ جزا کو سچ سمجھتے ہیں۔''

اور جو لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ رسوا کن عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۙ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ﴾ [2]

''وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے۔ (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے۔ کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور اہلِ باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے۔ اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے۔''

② یوم آخرت کہ ایمان میں سے ایک چیز مرنے پر ایمان اور یقین رکھنا ہے جس کے دلائل قرآن وسنت میں کثیر موجود ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ﴾ [3]

''ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [4]

''کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آکر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو جو

---

[1] ۷۰/المعارج:۲۶۔ [2] ۷۴/المدثر: ۴۰۔۴۶۔

[3] ۳/آل عمران: ۱۸۵۔ [4] ۶۲/الجمعة: ۸۔

کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا۔"

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ)) 1

"موت مومن کا تحفہ ہے۔"

③ یوم آخرت پر ایمان میں سے قبر پر ایمان لانا کہ مرنے کے بعد کا مرحلہ قبر ہے اور اس میں گناہگار کے لیے سزا اور مومن کے لیے آرائش اور میٹھی نیند ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)) 2

"عذاب قبر برحق ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) 3

"جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسے اس کا ٹھکانہ صبح وشام دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو جنت والوں میں اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے روز قیامت اٹھائیں گے۔"

④ یوم آخرت پر ایمان کا ایک حصہ قیامت کا برپا ہونا اور اس کے آنے میں کوئی شک نہ کرنا بھی ہے اور یہ بھی کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

---

1 الترغيب والترهيب: ٥١٢٣، حسن۔

2 البخاری، الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر: ١٣٧٢۔

3 البخاری، الجنائز، باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی: ١٣٧٩۔

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور جب کہا جاتا تھا اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا۔ اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔''

مشرکین کہا کرتے تھے یہ محض باتیں ہی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا پھر اٹھائے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی (جو) پہلے (ہو گزرے ہیں)؟''

اللہ کے پیغمبر عزیر علیہ السلام نے اللہ سے مرنے کے بعد زندہ ہونے کے حوالہ سے استفسار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مثال پیش کر دی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ ❸

❶ ٤٥/الجاثية: ٣٢۔٣٤۔ ❷ ٣٧/الصافات: ١٥۔١٧۔ ❸ ٢/البقرة: ٢٥٩۔

”یا اسی طرح اُس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں میں جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاقِ گزر ہوا تو اُس نے کہا کہ اللہ اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا تو اللہ نے اُس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اُس کو مردہ رکھا) پھر اُس کو جلا اٹھایا اور پوچھا کہ تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اُس سے بھی کم۔ اللہ نے فرمایا کہ (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو۔ اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مطلق) گلی سڑی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم اُن کو کیونکر جوڑ دیتے اور اُن پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اُس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

نیز جو لوگ اس مرنے کے بعد اٹھنے کے متعلق اشکالات پیش کرتے ہیں ان کے متعلق مزید وضاحت فرمادی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿٥٠﴾ ﴾ [1]

”اور کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور چور چور ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہو کر اُٹھیں گے۔ کہہ دو کہ (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٢﴾ ﴾ [2]

”اور (جس وقت) صور پھونکا جائے گا یہ قبروں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ کہیں گے ہائے ہماری بربادی ہمیں ہماری خوابگاہوں

---

[1] ۱۷/بنی اسرائیل: ۴۹-۵۰۔ [2] ۳۶/یس: ۵۱-۵۲۔

سے کس نے (جگا) اٹھایا؟ یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرنے کے بعد جب لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ((فَأَكُونَ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ)) ''مجھے سب سے پہلے اٹھایا جائے گا۔'' [1]

⑤ یوم آخرت پر ایمان میں سے ہے کہ آدمی روزِ قیامت اعمال کے وزن پر ایمان رکھے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝﴾ [2]

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو کھڑا کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اُس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔''

اسی طرح اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت انبیا کو مومنوں کو، شہیدوں کو اور فرشتوں کو شفاعت کا حق دے گا اور پھر پل صراط سے گزار کر جنت وجہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝﴾ [3]

''اور تم میں سے کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

---

[1] البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾: ٣٤١٤۔ [2] ٢١/الأنبياء: ٤٧۔ [3] ١٩/مريم: ٧١۔٧٢۔

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ ﴾ [1]

''جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے، جب اُن کی کھالیں گل (جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے، تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں، بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہیں اور اُن کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے۔''

[1] ٤/النساء: ٥٦_٥٧۔

اللہ کی تقدیر پر ایمان لاؤ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ......قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [1]

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا) مجھے ایمان کے متعلق بتائیں وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیا پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ کا لقب فاروق اعظم تھا اور کنیت ابوحفص تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں جب سے مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں ان کا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں کھایا، ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنا پیٹ بھرا ہے اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ چھپائی ہے، میرے پاس مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ زیادہ۔ سوائے حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے اور سوائے اس پرانی چادر کے، جب میں مرجاؤں تو ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کردینا اور ان سے برأت طلب کرلینا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، جب قاصد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم کرے، انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت

---

[1] صحیح، مسلم، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان: ۸۔

میں ڈال دیا۔ ❶

۲۳ھ ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا، شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ ❷

فوائد:

① تقدیر کیا ہے؟ تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا نام ہے یعنی ہر ہونے والی چیز جس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے سے تھا اس نے اسے قلم بند کروا دیا ہے اسے تقدیر کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝﴾ ❸

''اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔''

﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝﴾ ❹

''اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے۔''

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ)) ❺

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ دی تھی۔''

② اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس سے تمام مخلوقات کی تقدیر کو لکھوایا۔ ❻

③ تقدیر پر ایمان لانا تکمیل ایمان کے لیے ضروری ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا

---

❶ بیھقی: ٦/ ٣٥٣؛ ابن سعد: ٣/ ١٩٦، ١٩٧، اس کی سند صحیح ہے۔

❷ شھید المحراب، ص: ٩٤؛ الاستیعاب: ٣/ ١١٥٠۔ ❸ ٢٥/الفرقان: ٢۔

❹ ٣٣/الأحزاب: ٣٧۔ ❺ مسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسی: ٢٦٥٣۔

❻ سنن ابی داود: ٤٧٠٠۔

أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)) [1]

''کوئی بھی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اچھی اور بری تقدیر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان نہ لے آئے اور جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ اسے پہنچنے والا ہے وہ اس سے خطا نہیں ہوسکتا اور جو کچھ اس سے خطا ہونے والا ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتا۔''

④ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر سب کچھ پہلے سے لکھا ہوا ہے اور ہم نے وہ ضرور ہی کرنا ہے تو ہمارا کیا کردار، اگر ہم سے گناہ ہوتا ہے تو وہ ہماری تقدیر ہی پہلے سے ہے ہم اس کے قصووار نہیں، لیکن یہ بات درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تقدیر کو سمجھا ہی نہیں تقدیر یہ نہیں کہ اللہ نے پہلے لکھا ہے اور پھر ہمیں چھوڑ دیا اور ہم اسی کے مطابق چل رہے ہیں اصل میں تقدیر یہ ہے کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ اپنی مرضی سے کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ کا علم اس قدر وسیع تھا کہ جو ہم نے اپنی مرضی سے کرنا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے سے لکھ دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣ ﴾ [2]

''(اور) اسے رستہ بھی دکھا دیا (اب) خواہ وشکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَ إِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ

[1] صحيح الجامع الصغير: ٧٥٨٥؛ الترمذى: ٢١٤٤۔ [2] ٧٦/الدهر: ٣۔

بِالْحُسْنٰى ﴿٦﴾)) ❶

''تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانہ دوزخ یا جنت میں لکھا جا چکا ہے یا تو وہ بد بخت لکھا گیا ہے یا تو وہ خوش بخت لکھا گیا ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو ہر شخص اللہ کے علم میں، سعادت مندوں سے ہے اس کو سعادت کے عمل کی توفیق حاصل ہوگی اور جو شخص اللہ کے علم میں بد بخت لوگوں سے ہے اس کو بد بخت بننے کی توفیق ملے گی جو کوئی سعادت مند ہے اس کے لیے سعادت کے عمل آسان کر دیے جاتے ہیں اور جو کوئی بد بخت ہے اس کے لیے بدبختی کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں۔'' اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: جس شخص نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی۔''

ابن دیلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ (شبہ وغیرہ) ہے مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جس سے میرے دل سے وہ چیز ختم ہو جائے تو انہوں نے فرمایا:

((وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ))

''اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا حتی کہ تم تقدیر پر ایمان لے آؤ اور یہ یقین کر لو کہ جو تمہیں پہنچنے والا ہے وہ تم سے خطا نہیں ہو سکتا اور جو تم سے خطا ہونے والا ہے وہ تمہیں پہنچ نہیں سکتا اور اگر تم اس عقیدے کے بغیر فوت ہو گئے تو جہنمیوں میں سے ہو گے۔''

ابن دیلمی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں یہی حدیث ابن مسعود، حذیفہ رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی۔ ❷

---

❶ البخاری، الجنائز، باب موعظة المحدث: ١٣٦٢۔

❷ ابوداود، السنة، باب فی القدر: ٤٦٩٩، صحیح۔

جنات وشیاطین کے انسان پر حملے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ بَنِی آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِهَا)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے علاوہ ہر پیدا ہونے والے بچے کو شیطان چھوتا ہے اور شیطان کے چھونے کی وجہ سے وہ چیختا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔'' ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو سب سے بڑے حافظ حدیث تھے جب وہ انتقال فرما گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے افسوس وحسرت کے لہجے میں کہا۔

یَحْفَظُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ. ❸

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے تمام راویانِ حدیث میں سب سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہیں۔''

آپ کو تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث یاد تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ خدا نے آپ رضی اللہ عنہ کو جس فیاضی سے علم

---

❶ البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب قول اللّٰه تعالٰی: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ﴾: ۳٤۳۱۔ ❷ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۷۱/ ۲۵۳، حسن۔

❸ فتح الباری: ۱/ ۱۰۹۔

کی دولت عطا کی، اسی فیاضی سے آپ نے اس کو مسلمانوں کے لیے وقف عام کیا، چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، جہاں بھی کچھ مسلمان مل جاتے ان کے کانوں تک اقوال نبوی ﷺ پہنچا دیتے، جمعہ کے دن، نماز کے قبل کا وقت حدیث کے لیے مخصوص تھا، چنانچہ ہر جمعہ کو نماز سے پہلے لوگوں کے سامنے حدیثیں بیان کرتے اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہتا جب تک مقصورہ کا دروازہ نہ کھلتا اور امام برآمد نہ ہوتا۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم وعرفان کی بارش سے عورتیں بھی سیراب ہوتی تھیں، گو اس طبقہ کو وہ باقاعدہ تعلیم نہیں دیتے تھے، لیکن اگر کسی عورت سے کوئی فعل خلافِ احکام نبوی ﷺ سرزد ہو جاتا تو فوراً ٹوک دیتے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حکم اس کو بتا دیتے، ایک مرتبہ ایک عورت سے ملے، اس کے پیراہن سے خوشبو کی لپٹ آتی تھی، پوچھا: کیا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر پوچھا: مخصوص مسجد جانے کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''اس عورت کی نماز جو مخصوص مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے اس وقت تک مقبول نہ ہوگی، جب تک کہ وہ غسل نہ کر ڈالے۔'' [2]

یعنی اس کی خوشبو دھل نہ جائے، کیونکہ وہ فتنہ بن جاتی ہے، غرض اس عہد مبارک کی خواتین بھی ان کے خرمن علم کی خوشہ چین تھیں، چنانچہ آپ کے زمرۂ رواۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی نظر آتا ہے۔

آپ کے دامن کمال میں جس قدر علمی جواہر تھے، سب عام مسلمانوں میں تقسیم کر دیے، لیکن وہ احادیث جو فتنہ سے متعلق تھیں اور جن کو آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا زبان سے نہ نکالیں کہ یہ خود فتنہ کی بنیاد بن جاتیں، فرماتے تھے کہ ''میں نے احادیث نبوی ﷺ دو ظرف میں محفوظ کی ہیں۔ ایک ظرف کی پھیلائیں، اگر دوسرے کی پھیلا دوں تو نرخرہ کاٹ ڈالا جائے۔'' صوفیہ کہتے ہیں کہ یہ اسرار توحید کی گرانقدر امانت تھے، متکلمین کہتے ہیں کہ وہ اسرار دین تھے، لیکن محدثین کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ فتنوں کے متعلق حدیثیں تھیں۔

---

[1] المستدرك للحاكم: ٣ / ٣١٢۔

[2] ابوداود، الترجل، باب ماجاء نهي المرءة تتطيب للخروج: ٤١٧٤، صحيح۔

اشاعت علم فریضہ مذہبی اور عمل خیر ہے، لیکن اگر اس میں مذہبی خدمت کے جذبہ کے بجائے نمود ونمائش کا شائبہ شامل ہو جائے تو یہی عمل شر بن جائے گا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس جذبہ کے تحت اس فرض کو انجام دیتے تھے، اس کے متعلق خود ان کا بیان ہے کہ اگر سورۂ بقرہ کی دو آیتیں: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ ﴾ الی قولہ: ﴿ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ ''ان لوگوں پر جو ہمارے نازل کیے ہوئے، کھلے ہوئے احکام اور ہدایت کی باتوں میں جن کو ہم نے لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے چھپاتے ہیں، خدا بھی لعنت بھیجتا ہے اور لعنت بھیجنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔'' نہ ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں تقریباً ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① جنات وشیاطین کے وجود کا اعتراف انسان کے ایمان کا حصہ ہے کیونکہ ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور قرآن میں موجود ہر چیز پر ایمان، ایمان کا حصہ ہے شیاطین کی پیدائش آگ سے ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((خُلِقَتِ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ)) [3]

''جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے۔''

جنات کا سردار ابلیس شیطان ہے اس کی تابعداری اور عبادت کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے جنات سے اٹھا کر فرشتوں میں مقام ومرتبہ دے رکھا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسے بابا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اللہ کو ناراض کر لیا اور مردود ٹھہرا اور تا قیامت اولاد آدم کا دشمن بن گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

---

[1] صحیح بخاری، العلم، باب حفظ العلم: ۱۱۸۔

[2] تهذيب التهذيب: ۱۲/ ۲۸۸۔

[3] مسلم، الزهد والرقاق، باب في أحاديث متفرقة۔

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝﴾ ❶

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے باہر ہو گیا، کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لیے (اللہ کی دوستی کا) بُرا بدل ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝﴾ ❷

''(اللہ نے) فرمایا کہ جب میں نے تمہیں حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا؟ اُس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔''

② قرآن مجید نے جنات کو شیاطین اور شیاطین کو جنات کے عمومی لفظوں سے بیان کیا ہے یعنی ایسا نہیں کہ جنات اور شیاطین دو الگ چیزیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی مخلوق ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ۙ﴾ ❸

''اور شیاطین (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا کہ ان) میں سے بعض ان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے۔''

﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ۙ وَّاَنَّا كُنَّا

❶ ۱۸/الکهف: ۵۰۔ ❷ ۷/الأعراف: ۱۲۔ ❸ ۲۱/الأنبياء: ۸۲۔

نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾﴾ ❶

''اور یہ کہ پہلے ہم وہاں بہت سے مقامات میں (خبریں) سننے کے لیے بیٹھا کرتے تھے اب کوئی سننا چاہے تو اپنے لیے انگارہ تیار پائے۔ اور یہ کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے اہل زمین کے حق میں برائی مقصود ہے یا ان کے پروردگار نے ان کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔''

البتہ ان جنوں میں بعض نیک اور بعض برے ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾﴾ ❷

''اور یہ کہ ہم میں فرمانبردار ہیں اور بعض (نافرمان) گنہگار ہیں تو جو فرمانبردار ہوئے وہ سیدھے رستے پر چلے۔''

اور نیک جن برے کام کرنے والے جنوں کو اچھائی کی دعوت اور گناہوں سے روکتے بھی ہیں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَاۤ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾﴾ ❸

''اور جب ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف متوجہ کیے کہ قرآن سنیں تو جب وہ اس کے پاس آئے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو، جب

❶ ۷۲/الجن: ۸۔۱۰۔ ❷ ۷۲/الجن: ۱۴۔

❸ ۴۶/الأحقاف: ۲۹۔۳۲۔

(پڑھنا) تمام ہوا تو اپنی برادری کے لوگوں میں واپس گئے کہ (ان کو) نصیحت کریں۔ کہنے لگے کہ اے قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے، جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے (اور) سچا (دین) اور سیدھا رستہ بتاتی ہے۔ اے قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ، اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہارے دکھ دینے والے عذاب سے پناہ میں رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا تو وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور نہ اس کے سوا اس کے حمایتی ہوں گے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔"

③ جنات وشیاطین نے قسم کھائی ہے کہ وہ انسان کو ہمیشہ نقصان اور تکالیف دیتا رہے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ ﴾ [1]

"(پھر) شیطان نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔"

④ لوگوں کو شرک و کفر اور گناہوں کی دعوت دیتا ہے اور فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے تاکہ لوگ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے لگ جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ ۝ ﴾ [2]

"شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروؤں کے) گروہ

---

[1] ۷/الأعراف: ۱٦۔۱۷۔ [2] ۳۵/الفاطر: ٦۔

کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں۔“

﴿وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [1]

”اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔“

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝﴾ [2]

”شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہاری آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟“

⑤ شیطان ہمیشہ باہم لڑائی اور جھگڑے کروا کر خوش ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے پس اس کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو، ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس اس طرح کیا تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا کام) سر انجام نہیں دیا، پھر ان میں سے ایک (اور) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے (فلاں آدمی) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوا دی، شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے ہاں تو ہے۔ اعمش نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا وہ اسے اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔“ [3]

---

[1] البقرة: ١٦٨، ١٦٩۔ [2] ٥/المائدة: ٩١۔ [3] صحيح مسلم، صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشطان وبعثه سراياه......: ٢٨١٣۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں پھول گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ کہے ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' تو جو کچھ اس پر گزر رہی ہے ختم ہو جائے۔'' [1]

⑥ بت پرستی اور گناہوں کی دعوت دیتا ہے اور پھر اپنی بات سے پھر جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ ﴾ [2]

''(منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں مجھ کو تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بت جو قوم نوح میں تھے وہی عرب میں اس کے بعد پوجے جانے لگے، ود قوم کلب کا بت تھا جو دومۃ الجندل میں تھے اور سواع ہذیل کا اور یغوث مراد کا پھر بنی عطیف کا سبا کے پاس جوف میں تھا اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کا جو ذی الکلاع کے خاندان سے تھا یہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان نیک لوگوں نے وفات پائی تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بت نصب کر دیں اور اس کا نام ان (بزرگوں) کے نام پر رکھ دیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن اس کی عبادت نہیں کی تھی یہاں تک کہ جب وہ لوگ بھی مر گئے اور اس کا علم جاتا رہا تو اس کی عبادت کی جانے لگی۔ [3]

⑦ لوگوں کو برے خواب دکھا کر ڈراتا ہے اور پریشان کرتا ہے۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بخاری: ٣٢٨٢۔ [2] ٥٩/الحشر:١٦۔

[3] بخاری، التفسیر، تفسیر سورۃ الجن، باب: ((ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق)): ٤٩٢٠۔

((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) ❶

''اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور رنجیدہ و پریشان کن خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کو ایسا برا خواب آئے جس سے وہ خوف زدہ ہو یا پریشان ہو تو وہ اپنی بائیں طرف ہلکا سا تھوک دے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے) وہ خواب یقیناً اس کے لیے نقصان دہ ثابت نہیں ہوگا۔'' ❷

⑧ شیاطین لوگوں کی نمازوں کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک جن نے میری نماز خراب کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا آپ نے فرمایا: میری خواہش تو یہ تھی کہ میں اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تا کہ صبح کے وقت تم سب اسے دیکھو، مگر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی۔

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ ❸

''اے میرے پروردگار! مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے بھی لائق نہ ہو۔''

تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

شیطان دوران نماز میں دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے اور نماز خراب کرتا ہے اس کا علاج تعوذ ہے۔ جیسا کہ آیندہ درس میں عثمان بن ابی العاص اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے۔

نیز اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں آدمی کے اِدھر اُدھر جھانکنے

---

❶ البخاري، التعبير، باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين: ٦٩٨٦۔

❷ صحيح البخاري: ٣٢٩٢۔

❸ البخاري، الصلاة، باب الأسير والغريم يربط في المسجد: ٤٦١۔

کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ)) ❶

''وہ ادھر ادھر دیکھنا تم میں سے کسی کی نماز سے شیطان کا جھپٹا مارنا ہے، شیطان تمہاری نماز سے اپنا حصہ لیتا ہے۔''

⑨ شیطان مختلف وسوسے ڈالتا ہے اور عقائد و اعمال خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ)) ❷

''شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اسے اس وسوسہ میں مبتلا کرتا ہے کہ فلاں چیز کا خالق کون ہے فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ کوئی شخص اس قول تک پہنچ جائے تو تعوذ پڑھے اور اس سوچ سے باز آجائے۔''

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ بھی انہیں چھوڑ آنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ یا رسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ

---

❶ البخاري: ٣٢٩١۔

❷ البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده: ٣٢٧٦۔

يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا)) ❶

''شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔''

لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ)) ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جو ان کے دلوں میں آتے ہیں جب تک کہ وہ ان وسوسوں کے مطابق کلام یا عمل نہ کرے۔''

---

❶ بخاری، الاعتکاف: ۲۰۳۵۔

❷ البخاری، العتق، باب الخطأ والنسیان فی العتاقة: ۲۵۲۸۔

جنات وشیاطین سے بچاؤ کے طریقے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) [1]

''تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (اوران میں قرآن پڑھا کرو کیونکہ جس گھر میں سورۃ البقرۃ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان (جنات) بھاگ جاتے ہیں۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں بعض لوگ انہیں غیر فقیہ کہتے ہیں جبکہ ان کی توہین کرنے والے ایک شخص کی مثال سنیں۔ قاضی ابوطیب فرماتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد المنصور میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا جو مسلکاً حنفی تھا، اس نے ''مسئلہ مصراۃ۔'' (جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر اس کو فروخت کرنا) کے متعلق سوال کیا اور اس کی دلیل طلب کی، مفتی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جو اس مسئلہ میں نص قطعی ہے، اس حنفی نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو غیر فقیہ تھے، حدیث میں وہ مقبول نہیں ہیں۔

جب حنفی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے تو اچانک من جانب اللہ ایک اژدھا (بڑا سانپ) عذاب الٰہی کی صورت میں مسجد کی چھت سے نیچے گرا تو لوگ انتہائی خوف زدہ ہو گئے، اسی اثنا میں وہ حنفی بھاگنے لگا تو سانپ نے اس کا پیچھا کیا تو ایک آدمی نے کہا:

''تُبْ تُبْ، فَقَالَ تُبْتُ''

''اپنے گستاخانہ الفاظ سے توبہ کرو تو اس نے کہا میں نے توبہ کی۔''

---

[1] مسلم، باب استحباب صلاة النافلة...... :۷۸۰۔

پھر سانپ ایسا غائب ہوا کہ اس کا اثر تک نہ رہا، نا معلوم کہاں چلا گیا۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے، ان میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں اور ۷۹ میں بخاری اور ۹۳ میں مسلم منفرد ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ تلامذہ کا دائرہ بھی وسیع تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی نہایت مختصر فہرست ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ملا کر ان کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شیطان و جنات انسان کے ازلی ابدی اور پکے دشمن ہیں تو پھر ان سے بچاؤ کی تدابیر کرنا ہر عقل و شعور رکھنے والے شخص کے لیے لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۰۰﴾﴾ [3]

"اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو بیشک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔"

شیطان سے بچاؤ کی ایک تدبیر اللہ کی پناہ یعنی تعوذ میں ہے جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابی العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزِبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا))

---

[1] سیر اعلام النبلاء للذهبی: ٤/ ١٩٨؛ العرف الشذی لانور شاہ الدیوبندی: ١/ ٣٤٤۔ [2] تہذیب التہذیب: ١٢/ ٢٨٨۔ [3] ٧/الأعراف: ٢٠٠۔

''وہ خنزب شیطان ہے جب تمہیں اس کا احساس ہو تو اس سے اللہ کی پناہ پکڑو اور اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھ سے ختم کردی۔ [1]

اسی طرح سابقہ درس میں سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

② جنات کو بھگانے کے لیے اذان دی جائے اگر کسی کے گھر وغیرہ میں شیاطین کی شکایت ہو تو وہ اذان گھر میں بار بار دیں جنات اپنا ڈیرہ اٹھا کر بھاگ جائیں گے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا نُودِیَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّی لَا یَسْمَعَ التَّأْذِینَ فَإِذَا قَضَی النِّدَاءَ أَقْبَلَ حَتَّی إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّی إِذَا قَضَی التَّثْوِیبَ أَقْبَلَ حَتَّی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ یَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ یَكُنْ یَذْكُرُ حَتَّی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِی كَمْ صَلَّی)) [2]

''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان اس قدر بھاگتا ہے کہ اس کی ہوا نکل جاتی ہے اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اسے اذان کی آواز سنائی نہ دے جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو شیطان آتا ہے اور جب نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے اور جب تکبیر اختتام پذیر ہوتی ہے تو پھر آجاتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے اسے کہتا ہے فلاں فلاں بات یاد کرو جو باتیں اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں یہاں تک کہ آدمی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی رکعات نماز ادا کی ہے۔''

---

[1] مسلم، السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسة فی الصلاة: ۲۲۰۳۔

[2] بخاری، الأذان، باب فضل التأذین: ۶۰۸؛ مسلم: ۳۸۹۔

③ جہاں اللہ کا ذکر اور نماز ادا کی جاتی ہے وہاں سے جنات اور شیاطین بھاگ جاتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝﴾ ❶

''جو لوگ پرہیز گار ہیں جب اُن کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔ اور ان (کفار) کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں پھر (اس میں کسی طرح کی) کوتاہی نہیں کرتے۔''

رات شیطان آدمی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے، تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ کو ان لفظوں سے بند کرتا ہے بہت لمبی رات ہے سو یارہ۔ اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ ہوشیار اور پاکیزہ نفس ہو جاتا ہے، وگرنہ اس کی صبح اس عالم میں ہوتی ہے کہ وہ ناپاک دل اور سست ہوتا ہے۔'' ❷

④ گھر میں داخل ہوتے ہی بسم اللہ اور دروازہ بند کرتے وقت بسم اللہ تو جنات و شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے اسے بشارت دی جاتی ہے کہ تیرا کام سدھار دیا گیا تو محفوظ ہو گیا تو ہدایت پا گیا اور شیطان اس سے کنی کترا جاتا ہے دعا یہ ہے:

---

❶ ۷/الأعراف: ۲۰۱، ۲۰۲۔ ❷ صحیح بخاری، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیہ الراس اذالم یصل باللیل: ۱۱۴۲؛ صحیح مسلم: ۷۷۶۔

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) 1

''اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا کوئی قوت وتدبیر اللہ کی مدد کے بغیر کار گر نہیں ہو سکتی۔''

⑤ باجماعت نماز کی ادائی سے جنات وشیاطین دور رہتے ہیں اور آدمی ان شریر چیزوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ)) 2

''کسی بستی میں جب تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے لہٰذا تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو شکار کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ رہتی ہے۔''

⑥ بے نماز کا دوست جنات وشیاطین ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ﴾ 3

''اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔''

ذکر سے غافل انسان کے کان میں صبح کے وقت شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

⑦ سورۃ البقرہ اور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات جنات وشیاطین سے کافی ہو جاتی ہیں اگر انہیں رات کو سونے سے قبل پڑھا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) 4

---

1 جامع ترمذی: ۳٤۲٦۔ 2 ابو داود، الصلاۃ:٥٤۷، حسن۔

3 ٤۳/الزخرف:۳٦۔

4 صحیح بخاری: ٤۳۲؛ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ وجوازھا فی المسجد: ۱۸۲۰؛ سنن ابوداود: ۱۰٤۳۔

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے فرار ہو جاتا ہے جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص رات کو سورۃ البقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرتا ہے تو یہ اسے (ہر قسم کے نقصان اور آفات سے بچاؤ کے لیے) کافی ہو جائیں گی۔'' [1]

⑧ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھی جائے تو شیطان وجنات بھاگ جاتے ہیں اور آسمان سے ایک فرشتہ بندے کا اور اس کے ساز وسامان کا محافظ بن جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ ساری رات اس کی محافظت کرتا ہے اور وہ ساری رات شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے۔'' [2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا: پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے اظہار معذرت پر میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کہا کیا تھا؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، ابھی وہ پھر آئے گا۔'' رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا اور جب وہ دوسری رات آ کے پھر غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ

---

[1] مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة والحث على قرائة الآيتين من آخر البقرة: ۸۰۷۔

[2] بخاری، بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده: ۳۲۷۵، ۲۳۱۱۔

تجھے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آ گیا، اس لیے اسے چھوڑ دیا آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، اور وہ پھر آئے گا۔'' تیسری مرتبہ پھر میں اس کے انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیسرا موقع ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے، لیکن تم باز نہیں آئے اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا، وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ ﴾ پوری پڑھ لیا کرو، ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آ سکے گا، اس مرتبہ بھی پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا معاملہ کیا؟'' میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے دریافت کیا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہ آ سکے گا، صحابہ خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ جھوٹا تھا، لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کو یہ معلوم بھی ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔'' [1]

⑨ سورۂ اخلاص اور معوذتین جنات و شیاطین کو بھگا دیتی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''(شیطان سے پناہ مانگنے کے لیے) سورۃ الفلق اور سورۃ

---

[1] صحیح بخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا: ۲۳۱۱، ۳۲۷۵، ۵۰۱۰۔

الناس جیسی قرآن میں اور کوئی آیات نہیں۔'' [1]

نبی ﷺ (جنات) اور نظر بد سے بچاؤ کے لیے ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے۔ [2]

⑩ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے اچانک ایک لڑکی آ گئی گویا اسے دھکیلا جا رہا ہے (یعنی بڑی تیزی سے آئی) اور کھانے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو رسول معظم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: ''یقیناً شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال اور جائز سمجھ لیتا ہے جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔'' [3]

ابتداء میں اگر بسم اللہ بھول جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)) [4]

نیز شام ہوتے ہی بچوں کو گھر میں روک لیا جائے کیونکہ اس وقت شیطان نکل آتے ہیں۔ [5]

⑪ قضائے حاجت کے لیے فضا و صحرا میں جائیں یا لیٹرین میں سب سے پہلے دعا پڑھیں اور مذکورہ دعا سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لیٹرین میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولاد آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔'' [6]

جنات سے محفوظ رہنے کے لیے بیت الخلاء میں جاتے وقت یہ دعا پڑھیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص بیت الخلا میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ---اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) [7]

---

[1] مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل قراءة المعوذتين: ٨١٤۔

[2] ترمذی، الطب، باب ماجاء فی الرقیة بالمعوذتين: ٢٠٥٨، صحیح۔

[3] مسلم: ٢٠١٧۔ [4] ابو داود: ٣٧٦٧۔

[5] صحيح البخاري: ٣٣٠٤؛ صحيح مسلم: ٢٠١٢ (٥٢٥٠)۔

[6] صحيح الجامع الصغير: ٣٦١١۔ [7] صحيح بخاری: ٦٣٢٢۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہر قسم کی گندگی سے اور گندی باتوں سے اور نر اور مادہ شیطانوں سے۔''

⑫ جنات وشیاطین کے شر سے بچنے کے لیے بیوی سے ہمبستری کے وقت یہ دعا پڑھیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے گا تو اس کی اولاد نیک ہوگی اور شیطان اس پر قابو نہ پاسکے گا۔''

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا)) [1]

''اللہ کے نام سے، اے اللہ! بچا ہم کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہمیں عطا فرمائے گا۔''

⑬ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مذکورہ کلمات دن میں سو مرتبہ پڑھتا ہے وہ سارا دن شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے وہ کلمات یہ ہیں:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) [2]

⑭ جمائی لیتے وقت اپنا منہ بند رکھیں یہ شیاطین کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ)) [3]

''جمائی شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا تم میں سے کوئی شخص جب جمائی لے تو اسے حسب استطاعت روکے کیونکہ جب کوئی شخص جمائی لیتے وقت (ہا) کہتا ہے تو شیطان (خوش ہوتا ہے) اور ہنستا ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری: ۱٤۱۔
[2] البخاری، الدعوات، باب فضل التهليل: ٦٤٠٣؛ مسلم: ٢٦٩١۔
[3] بخاری: ٣٢٨٩۔

⑮ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شیطانوں کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے اکثر یہ دعا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَهَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کی دراندازی سے اس کی پھٹکار سے اور اس کی سحر طرازی سے۔''

[1] صحيح ابن ماجه: ٦٥٨۔

ایمان کی شاخیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الإِیمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذٰی عَنِ الطَّرِیقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِیمَانِ)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے کچھ زائد یا ساٹھ سے کچھ زائد شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل کلمہ طیبہ کہنا ہے اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رات کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے (تہجد پڑھتے) تھے اور ان کی زوجہ محترمہ ایک تہائی حصے میں قیام کرتیں اور انکا بیٹا (یا بیٹی) ایک تہائی حصے میں قیام کرتا تھا۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔اسی حال میں ایک شخص آیا اور اس نے ان کو نماز پڑھتا ہوا دیکھا۔وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس بات کی خوشی پیدا ہوئی کہ اس شخص نے مجھے نماز جیسے اچھے کام میں مشغول پایا۔انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خدانخواستہ اگر یہ بھی ریاکاری کی کوئی شاخ ہو تو اس سے توبہ واستغفار کیا جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اطمینان دلایا کہ یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ فرمایا:

---

[1] مسلم، الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان وأفضلها وأدناها: ۳۵۔

[2] کتاب الزهد للامام احمد: ۹۸۶؛ کتاب الزهد لابی داود: ۲۹۸، صحیح۔

''تم کو اس صورت میں خلوت کی نیکی کا بھی ثواب ملے گا اور جلوت کی نیکی کا بھی۔'' ❶

اور آپ بہت زیادہ اللہ سے ڈرنے والے بھی تھے، روایات میں آتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے، آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''کیوں رو رہے ہیں؟'' فرمانے لگے: ''میں تمہاری اس دنیا (کو چھوڑنے کی) وجہ سے نہیں روتا بلکہ (آیندہ پیش آنے والے) طویل سفر اور قلت زادِ سفر کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے، جس کے آگے جنت ہے یا جہنم، اور میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے میرا مقام کون سا ہوگا؟'' ❷

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران میں ان کے پاس گئے تو کہا: اے اللہ! ابو ہریرہ کو شفا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے واپس نہ کر...... اے ابو سلمہ! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ، اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! علما پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کے نزدیک سرخ خالص سونے سے زیادہ موت پسندیدہ ہوگی اور قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے کہ آدمی جب کسی مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرے تو کہے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔ ❸

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❹

فوائد

① ایمان کی شاخوں سے مراد کہ ایک کامل مومن میں ان سب چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ امام بیہقی نے ان ایمان کی شاخوں کی فہرست شمار کی ہے۔

ایمان کی شاخوں کی تین اقسام ہیں:

① دل کے کام ② زبان کے کام ③ بدن کے کام

① دل کے اعمال میں ایمان کی (۲۴) شاخیں ہیں:

---

❶ معارف الحدیث: ۲/۱ /۳۴؛ تفسیر ابن کثیر: ٤ /٥٥، تفسیر سورۃ الماعون۔

❷ حلیۃ الأولیاء: ۱ /٤٩٦۔ ❸ طبقات ابن سعد: ٤ /٣٣٧، ٣٣٨، حسن۔

❹ تہذیب التہذیب: ۱۲ /۲۸۸۔

① اللہ پر ایمان لانا

② اللہ کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔

③ تقدیر پر ایمان لانا ④ آخرت کے دن پر ایمان لانا

⑤ اللہ کی محبت ⑥ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت

⑦ نبی ﷺ کی محبت ⑧ نبی ﷺ کی تعظیم

⑨ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی ⑩ اخلاص

⑪ توبہ ⑫ خوف

⑬ امید ⑭ شکر

⑮ وفا ⑯ صبر

⑰ رضا ⑱ توکل

⑲ رحمت ⑳ تواضع

㉑ تکبر کو چھوڑنا ㉒ حسد کو چھوڑنا

㉓ غضب کو چھوڑنا ㉔ کینہ کو چھوڑنا

(2) زبان کے اعمال کا تعلق ایمان کی سات شاخوں سے ہے:

① توحید کا اقرار ② تلاوت قرآن

③ علم کو سیکھنا ④ علم کو سکھانا

⑤ دعا ⑥ ذکر و استغفار

⑦ بے ہودہ کلام سے بچنا

(3) بدن کے اعمال کا تعلق ایمان کی (۳۸) شاخوں سے ہے۔

ان میں سے کچھ کا تعلق اعیان سے ہے اور وہ (۱۵) ہیں:

① حسی اور حکمی طہارت ② ستر کو ڈھانپنا

③ فرض و نفل نماز ④ زکوٰۃ

⑤ گردنوں کو آزاد کرنا ⑥ سخاوت

⑦ فرض ونفل روزہ ⑧ حج وعمرہ

⑨ طواف ⑩ اعتکاف

⑪ لیلۃ القدر کوتلاش کرنا ⑫ دین کے لیے ہجرت

⑬ نذر کو پورا کرنا ⑭ قسموں میں کوشش کرنا

⑮ کفارہ کوادا کرنا

اور کچھ کا تعلق بالتبع ہے اور وہ چھ شاخیں ہیں

① نکاح کے ساتھ پاکدامنی اختیار کرنا ② اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا

③ والدین سے نیکی کرنا ④ اولاد کی تربیت کرنا

⑥ صلہ رحمی کرنا ⑥ بڑوں کی اطاعت اور غلاموں کے ساتھ نرمی کرنا

اور کچھ کا تعلق عوام سے ہے اور وہ سترہ شاخیں ہیں:

① عدل کے ساتھ امارت کا قیام ② جماعت کی متابعت

③ اہل امر کی اطاعت ④ لوگوں کے درمیان اصلاح کرانا

⑤ نیکی پر تعاون ⑥ حدود کو قائم کرنا

⑦ جہاد ⑧ امانت کوادا کرنا

⑨ قرض کوادا کرنا ⑩ ہمسایہ کا احترام کرنا

⑪ معاملات کا بہتر بنانا ⑫ مال کو فضول خرچی کے بغیر خرچ کرنا

⑬ سلام کا جواب دینا ⑭ چھینک کا جواب دینا

⑮ لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا ⑯ فضول اور بیہودہ کاموں سے پرہیز کرنا

⑰ راستے سے تکلیف کو ہٹانا۔

ان کا مجموعہ ٦٩ بن جاتا ہے۔[1]

③ مذکورہ حدیث میں تین چیزوں کو ایمان سے جوڑا گیا ہے۔

① لا الہ الا اللہ ② راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ③ حیا

[1] فتح الباری فی کتاب الایمان:١ /٥١٠

نیز ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ اتنی حیا بھی اچھی نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)) ❶

"بلاشبہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔"

③ بہت سی چیزوں کو ایمان میں شمار کیا گیا ہے اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان میں کمی آجاتی ہے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

① پڑوسی سے اچھا سلوک ایمان سے ہے۔

② مہمان کا احترام ایمان سے ہے۔

③ ہمیشہ اچھی اور خیر کی بات کرنا ایمان سے ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❷

"جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام واکرام کرے اور جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہمیشہ خیر کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔"

④ ساری کائنات سے زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ سے کرنا ایمان میں سے ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ

---

❶ البخاری، الإیمان، باب الحیاء من الإیمان: ٢٤۔

❷ البخاری، الأدب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر: ٦٠١٨۔

وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی اولاد، والدین اور سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنا شروع کردے۔''

⑤ جو اپنے لیے پسند ہو دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرنا ایمان میں سے ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) ❷

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

⑥ پاکدامنی ایمان میں سے ہے:

سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعِفَّةُ مِنَ الْإِيمَانِ)) ❸

''عفت و پاکدامنی اختیار کرنا ایمان میں سے ہے۔''

۷۔ اللہ کو رب ماننا، اسلام کو دین ماننا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کرنا ہی حقیقی ایمان ہے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا)) ❹

''اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔''

---

❶ البخاري، الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان: ١٤۔

❷ البخاري، الإيمان، باب مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ: ١٣۔

❸ السلسلة الصحيحة: ٣٣٨١۔

❹ الترمذي، الإيمان (٢٦٦٣) صحيح الجامع الصغير: ٣٤٢٥۔

جنت صرف مومن کے لیے

عَنْ عِرْبَاضَ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ! أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ)) ❶

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر دو کہ خبردار! بلاشبہ جنت صرف مومن کے لیے ہی حلال ہے۔''

راویٔ حدیث

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابونجیح ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے مدرسہ ''صُفّہ'' کا طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حمص میں مقیم ہو گئے اور ۷۵ھ کے بعد وفات پائی۔ ❷

فوائد

① جنت کے حصول کے لیے سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ ❸

''اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان بھی ہو گا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔''

اگر ایمان نہیں تو جنت میں داخلہ ممنوع ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ)) ❹

---

❶ الصحيحة: ٨٨٢، صحيح الجامع الصغير: ٧٨٤٠۔

❷ تقريب: ٢٣٧، اسد الغابة: ٣٦٣٠۔ ❸ ٤/النساء: ١٢٤۔

❹ البخاری، المغازی، باب غزوة خيبر: ٤٢٠٣۔

”جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔“

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا)) ❶

”تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان والے نہ بن جاؤ۔“

② روز محشر اہل ایمان کو عزت سے نوازا جائے گا یعنی ان کے اردگرد نور کی روشنی ہوگی اور انہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ۚ﴾ ❷

”جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لیے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔“

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ۚ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ۚ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ۙ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ۙ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ۭ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ۙ﴾ ❸

”اور جس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے

❶ صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة إلا المؤمنون:٥٤۔
❷ ٥٧/الحدید:١٢۔ ❸ ٦٩/الحاقة: ٢٥۔٣٣۔

کاش! مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابدالآباد کے لیے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ (ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی۔ (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنادو۔ پھر دوزخ کی آگ میں جھونک۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔ یہ اللہ جل شانہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔"

نیز میدان محشر میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوائی سے اس طرح بھی بچائے گا کہ اللہ ان سے ساری کائنات کے سامنے سوال جواب کر کے اس کے گناہ یاد کروا کے رسوا نہیں کرے گا بلکہ علیحدہ کر کے سوال کرے گا اور عیبوں پر پردہ پوشی فرمائے گا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، وَيَسْتُرُهُ فَيَقُولُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ)) [1]

"اللہ تعالیٰ (روز قیامت) مومن آدمی کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال کر اسے چھپا لے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا: ہاں، اے میرے پروردگار! آخر میں وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آجائے کہ اب وہ ہلاک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔"

③ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو روزِ قیامت بہت سے انعامات سے نوازیں گے اور دنیا میں بھی

---

[1] البخاري، المظالم والغصب، باب قول اللّٰه تعالٰى ألا لعنة اللّٰه على الظالمين: ٢٤٤١۔

ان کے لیے عزت وعظمت عطا فرمائیں گے مثلاً:

۱۔اپنی خاص معیت عطا کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔''

۲۔اہل ایمان اللہ کے ولی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''اللہ مومنوں کا دوست ہے۔''

۳۔مومن کو نقصان وضرر سے محفوظ رکھا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ ﴾ ❸

''اور جب ہم نے ہدایت (کی کتاب) سنی اس پر ایمان لے آئے تو جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے اس کو نہ نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا۔''

۴۔مومن کو نجات دینے کی ذمہ داری اللہ کے ذمہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ ❹

''اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں۔''

۵۔مومنوں کی خاص مدد کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ۸/الأنفال: ۱۹۔ ❷ ۳/آل عمران: ٦٨۔

❸ ۷۲/الجن: ۱۳۔ ❹ ۱۰/یونس: ۱۰۳۔

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ [1]

''اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔''

٦۔ دلوں کو ہدایت سے نوازنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [2]

''جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔''

④ ایمان آدمی کو جہنم کی آگ سے بچا لے گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ)) [3]

''ایسا کوئی شخص بھی (ہمیشہ کے لیے) جہنم کی آگ میں نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ))

''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔''

''پھر سب ایسے لوگ جہنم سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر نہر حیات میں ڈالے جائیں گے اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے جس طرح ندی کے کنارے سبزہ اگتا ہے۔'' [4]

---

[1] ٣٠/الروم: ٤٧۔ [2] ٦٤/التغابن: ١١۔

[3] مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ٩١۔

[4] البخاري، الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال: ٢٢۔

اتباع صرف سنت نبوی ﷺ کی

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا)) ❶

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری کوئی سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ کے عہد میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❷

فوائد

① سنت طریقہ یا راستے کو کہتے ہیں شرعی اعتبار سے سنت نبی ﷺ کے اقوال وافعال، تقریرات اور جمیع تعلیمات اسلام کو کہا جاتا ہے عموماً یہ لفظ بدعت کے مقابل استعمال ہوتا ہے لیکن اس مقام پر ہم سنت سے مراد آپ ﷺ کی تعلیمات لے رہے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی تعلیمات کی پیروی سنت کی اتباع ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی مخالفت سنت کی مخالفت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

❶ سنن ابن ماجه، مقدمه، باب من أحيا سنة قد أميت: ۲۰۹۔

❷ الاستيعاب: ۲/ ۴۵۰، الاصابة: ۵/ ۹۔

﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ ❶

''اگر تم اس (نبی) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔''

② سنت کی اتباع کی وجہ سے انسان جنت الفردوس کا وارث بنے گا آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، إِلَّا مَنْ أَبَى- قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) ❷

''میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔''

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (جنت میں داخلے سے) انکار کون کرے گا؟

فرمایا: ''جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے (جنت میں داخلے سے) انکار کیا۔''

③ سنت کی اتباع میں نجات کا راز مضمر ہے جناب عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے وصیت طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى بَعْدِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ)) ❸

''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ حبشی غلام ہی ہو اور (خبردار) تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے، ایسے حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا۔''

④ سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھ کر جتنے لوگ بھی عمل کریں گے ان سب کے اجر کے

---

❶ ٢٤/النور: ٥٤۔ ❷ البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه ﷺ: ٧٢٨٠۔ ❸ ابن ماجه، مقدمه: ٤٢؛ الترمذي: ٢٦٧٦۔

برابر اس بندے کو بھی اجر ملے گے جو کسی بھی سنت کو زندہ کرے گا یا لوگوں کو اس کی ترغیب دلائے گا۔

''جس نے میری کوئی سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا۔'' ❶

⑤ سنت کی اتباع انسان کو گمراہی سے نجات دلاتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ وَلٰكِنْ رَضِيَ أَنْ يُطَاعَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِمَّا تَحَاقَرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَاحْذَرُوا))

''شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی پوجا کی جائے لیکن وہ اس بات سے ابھی بھی مطمئن ہے کہ وہ اعمال جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت کی جائے لہٰذا (شیاطین کی چالوں سے) بچو۔''

((إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ)) ❷

''میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔''

⑥ سنت کی اتباع نہ کرنے والا سخت عذاب اور رسوائی والا بن جاتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ ❸

''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کو ذلت کا

---

❶ سنن ابن ماجه، مقدمه، باب من أحيا سنة قد أميت: ٢٠٩۔

❷ صحيح الترغيب والترهيب، السنه: ٤، صحيح۔

❸ ٤/النسآء: ١٤۔

عذاب ہوگا۔"

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾﴾ ❶

"اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔"

حدیث مبارکہ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّيْ)) ❷

"جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ))

"تین آدمی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قابل نفرت ہیں۔"

۱۔ ((مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ))

"حرم میں زیادتی کرنے والا۔"

۲۔ ((مُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ))

"سنت چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا۔"

۳۔ ((مُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ)) ❸

"کسی مسلمان کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگنے والا۔"

---

❶ ٤/النسآء: ١١٥۔ ❷ البخاري، النكاح، باب الترغيب في النكاح: ٥٠٦٣۔

❸ البخاري، الديات، باب من طلب دم امرء بغير حق: ٦٨٨٢۔

صاحب بدعت کا انجام

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهُ)) [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بدعتی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ اپنی بدعت چھوڑ نہ دے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں خادمِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک خاص منظر دکھایا، بصرہ میں آپ کی زمین تھی اور وہاں عرصہ دراز سے بارش نہیں ہو رہی تھی جس وجہ سے زمین قحط سالی کا شکار ہو گئی۔ زمین کے نگران نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ سن کر کافی فکر مند ہوئے اور بعد میں اپنی زمین سے تھوڑا سا دور جا کر وضو کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی:

((فَثَارَتْ سَحَابَةٌ وَغَشِيَتْ أَرْضَهُ وَأَمْطَرَتْ))

ابھی دعا مکمل ہی ہوئی تھی کہ بادل امنڈ آئے اور جہاں تک آپ کی زمین تھی وہاں وہاں پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش نازل فرمادی اور وہ بارش صرف اور صرف آپ کی زمین تک محدود رہی۔

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب، السنة، باب الترهيب من......: ٥٤، حسن۔

مؤرخ اسلام امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذِهِ كَرَامَةٌ بَيِّنَةٌ ثَبَتَتْ بِإِسْنَادَيْنِ. [1]

"یہ واضح کرامت دو سندوں کیساتھ ثابت ہے۔"

۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [2]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① بدعت وہ دینی طریقہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر نہیں کیا، اور لوگ ثواب اور دین سمجھ کر اسے کر رہے ہوں۔ جبکہ بدعتی کے سب عمل ضائع ہو جاتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾﴾ [3]

"کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں خبر دیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اس گمان میں رہے کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾﴾ [4]

"محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے، وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔"

مزید فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾ [5]

---

[1] تاريخ دمشق: ٨٥/٣، طبقات ابن سعد: ٢١/٧، سير اعلام النبلاء: ٤٠١/٣، تهذيب التهذيب: ١٩١/١، صفة الصفوة: ٧١٢/١۔

[2] تهذيب الكمال: ٣٦٤/٣، تهذيب التهذيب: ١/ ٣٢٩، ٣٣٠۔

[3] ١٨/الكهف ١٠٣-١٠٤۔ [4] ٨٨/الغاشية: ٣-٤۔

[5] ٦/الانعام: ١٥٣۔

''اور بلاشبہ یہی میرا راستہ ہے سیدھا، سوتم اس کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔''

اس آیت میں سیدھے راستے سے مراد وہ راستہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ اللہ کا راستہ ہے اور دوسرے راستے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور وہ اہل بدعت کے راستے ہیں، جوانہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر خود وضع کیے ہیں یعنی خود گھڑ لیے ہیں، جن کا وجود قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے۔ مشہور محدث مجاہد رحمہ اللہ نے بھی دوسرے راستوں کی کی تفسیر بدعات سے ہی کی ہے۔ [1]

② سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ. [2]

''دین میں نئے ایجاد کردہ کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

سنن نسائی کی روایت کے الفاظ ہیں:

((وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ)) [3]

''ہر بدعت گمراہی ہے ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔''

③ بدعت جہنم میں داخلے کا باعث ہے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شر کے بعد خیر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں بھی گناہوں کی آمیزش ہوگی اور وہ اس طرح کہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر اور کاموں کو سنت سمجھیں گے اور میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقوں کو اختیار کریں گے۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا خیر کے بعد شر ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں

---

[1] حلیة الاولیاء لأبی نعیم الاصبهانی: ۳ / ۲۹۳۔

[2] صحیح ابوداود، السنة، باب فی الزوم السنة: ٤٦٠٧؛ ترمذی: ٢٦٧٦۔

[3] نسائی، صلاۃ العیدین: باب کیف الخطبة: ۱۵۷۸، صحیح۔

جواب دیا اور شر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر دعوت دینے والے ہوں گے، جس نے ان کی دعوت قبول کر لی وہ اسے جہنم میں پھینکوا دیں گے۔'' [1]

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح میں اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنم کی طرف دعوت دینے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خوارج وغیرہ جیسے گمراہ فرقوں کی گمراہی اور بدعات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ [2]

④ بدعتی کی عبادت قبول نہیں ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) [3]

''جو کوئی بدعت نکالتا ہے یا بدعتی کو پناہ دیتا ہے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس سے کوئی فرضی و نفلی عبادت قبول نہیں ہوتی۔''

⑤ بدعت جہنم میں لے جانے کا باعث ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [4]

''بلاشبہ بہترین بات کتاب اللہ ہے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور بدترین امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں اور ہر نیا کام (بدعت) گمراہی ہے۔''

⑥ بدعتی کی تعظیم کرنے کی ممانعت سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ)) [5]

''جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے پر معاونت کی۔''

---

[1] بخاری، الفتن، باب کیف الامر......: ۷۰۸۴؛ مسلم: ۱۸۴۷۔

[2] شرح مسلم للنووی: ۱۲/ ۱۳۶۔ [3] مسند الطیالسی: ۲۹۹؛ مسند الامام احمد: ۲/ ۱۷۸، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۱۱) حسن [4] مسلم، الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة: ۸۶۷۔ [5] الشریعه للاجری، ص: ۹۶۲(۲۰۴۰)، صحیح۔

⑦ حوض کوثر کے پانی سے محرومی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا، اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا، تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے، کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔'' ❶

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ))

''آپ کو علم نہیں کہ آپ کے بعد کیا کیا تبدلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دیں تھیں۔'' ❷

⑧ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے میری کوئی سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے تمام کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس سنت پر عمل کیا ان لوگوں کے اجر میں بھی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ کا بوجھ ہوگا، جنہوں اس بدعت پر عمل کیا اور اس بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کے بوجھ میں بھی کمی نہیں کی جائے گی۔'' ❸

⑨ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) ❹

---

❶ بخاری، الرقاق، باب فی الحوض: ٦٥٧٦۔ ❷ بخاری، مقدمة، باب بیان الإسناد من الدین: ٧٠٥١۔ ❸ ابن ماجه، مقدمة، باب من احیاء سنة...... : ٢٠٩۔
❹ بخاری: ٢٦٩٧؛ مسلم: ١٧١٨۔

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں وہ مردود ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ❶

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔"

⑩ بدعتی پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❷

"جو یہاں کوئی بدعت جاری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔"

⑪ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عنقریب میرے بعد تمہارے معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں گے جو سنت کو مٹائیں گے، بدعتیں جاری کر کے ان پر عمل کریں گے، نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کریں گے"، میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ان کو پاؤں، تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "اے ام عبد! تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا کرے؟ جو اللہ کا نافرمان ہے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔" ❸

---

❶ صحیح مسلم:١٧١٨۔

❷ بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب اثم من اوی محدثه: ٨٣٠٦۔

❸ سنن ابن ماجه: ٢٨٦٥، مسند احمد: ١/ ٣٩٩، حسن۔

مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھو

عَنْ أَبِیْ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَکَّلُ: وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ)) ❶

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی ایسے ہی نصیب ہو۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں ابودرداء رضی اللہ عنہ، ان کا اسم گرامی عویمر ہے۔ قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن کعب سے ہیں۔ والدہ کا نام محبہ تھا۔ جو ثعلبہ بن کعب کے سلسلہ سے وابستہ تھیں، بعثت نبوی کے زمانہ میں تجارت کسب معاش کا ذریعہ تھا لیکن جب یہ شغل عبادت میں خلل انداز ہوا تو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا، ۲ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے جو روایات احادیث میں مدون ہیں، ان کی تعداد ۱۷۹ ہے، جن میں سے بخاری میں ۱۳ اور مسلم میں ۸ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ''جو شخص توحید کا قائل ہو وہ جنتی ہے۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، خواہ زانی اور چور کیوں نہ ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' یہ ایک ایسی خوشخبری تھی جو سب مسلمانوں کو سنانی چاہیے تھی، ابودرداء رضی اللہ عنہ تین مرتبہ پوچھ کر مسلمانوں کو یہ مژدۂ نجات سنانے چلے، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے منع کیا کہ اس اعلان سے لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا۔'' ❷

---

❶ صحیح مسلم: ۲۷۳۲۔ ❷ مسند احمد: ۵/ ۴۱۰۔

خوف الٰہی رکھنے والے

ایک روز مکان میں تشریف لائے۔ چہرے سے غیظ وغضب عیاں تھا۔ بیوی نے پوچھا: کیا حال ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ایک بات بھی باقی نہیں رہی۔ لوگوں نے سب کو چھوڑ دیا، صرف نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ [1]

یوسف بن عبداللہ بن سلام ان کے پاس شام گئے، سفر کا مقصد تحصیل علم تھا، یہ وہ ساعت تھی جب حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مرض الموت میں گرفتار تھے، یوسف سے پوچھا کیسے آئے؟ انہوں نے کہا: آپ کی زیارت کو، یوسف نے یہ بات چونکہ واقعہ کے خلاف کہی تھی حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: جھوٹ بولنا بڑی بری بات ہے۔، لیکن جو شخص استغفار کرلے تو معاف ہوجاتا ہے۔ [2]

فوائد:

① اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے ان کی غیر موجودگی میں دعا کرنا، دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنی دعاؤں میں اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی یاد رکھے۔

حضرت صفوان حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر میں تشریف لائے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور آپ نے حضرت ام درداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت صفوان نے جواب دیا: ہاں میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں، تو ام درداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے فرمایا:

((فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ))

''ہمارے لیے خیر کی دعا کرنا۔''

میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا ہے:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدَ رَأْسِهِ

---

[1] مسند احمد: ٥/ ١٩٥۔ [2] مسند احمد: ٦/ ٥٢۔

مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ اٰمِينَ)) [1]

"جب مسلمان اپنے بھائی جو موجود ہو یا نہ موجود ہو اس کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں اور جب یہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اس کی اپنے بھائی کے بارے میں دعا قبول فرما جو یہ نعمت مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔"

② ایسے لوگوں کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے تین سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے لے کر ان کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے:

"اَفَلَا اَرْغَبُ اَنْ تَدْعُوَلِیَ الْمَلَائِكَةُ" [2]

"کیا یہ بات مجھے خوش نہیں کرتی کہ میرے لیے فرشتے دعائیں کریں۔"

③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے پیاروں کے لیے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اعلیٰ ظرف لوگ اپنے پیاروں اور محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے، جب وہ اللہ کی وجہ سے پیاروں کو ان کی عدم موجودگی میں دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی نیک ملائکہ کو ان کی بہتری و برتری کی دعاؤں پر مامور فرما دیتے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سِتَّةٌ اَدْعُوْلَهُمْ بِسَحَرٍ أَحَدُهُمُ الشَّافِعِيُّ. [3]

"میں چھ اشخاص کے لیے بوقت سحری دعا کرتا ہوں اور ان میں سے ایک استاد محترم حضرت امام الشافعی رحمہ اللہ بھی ہیں۔"

---

[1] صحیح المسلم، الذکر والدعا: ۲۷۳۳۔

[2] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۳۵۔

[3] الطیوریات: ۲/ ۲۶۸۔

میت کے لیے دعا خلوص سے کرو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ)) ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب آپ نماز جنازہ پڑھیں تو میت کے لیے خالص ہو کر اخلاص سے دعا کریں۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں نبی کریم ﷺ آپ سے خاص پیار کرتے تھے اور اسی پیار کی دعا بھی انہوں نے آپ ﷺ سے کروائی تھی کہ اللہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں میری محبت پیدا فرمائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک دِن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ ﷺ کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِیْ هُرَیْرَةَ))

''اے اللہ! ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔''

میں رسول اللہ ﷺ کی دُعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازے پر پہنچا تو وہ

❶ سنن ابی داود، الجنائز، باب الدعاء للمیت: ۳۱۹۹؛ ابن ماجة: ۱۴۹۷۔

بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو کہا کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض یہ کہ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابوہریرہ:

اَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! خوش ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهٗ إِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ))

''اے اللہ! اپنے بندے یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دِلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔''

پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حد درجہ اپنی ماں کی خدمت کرتے تھے وہ ضعیف العمر تھیں جس کی وجہ سے انہیں چھوڑ کر کہیں نہ جاتے تھے حتیٰ کہ کئی بار حج کا ارادہ کیا لیکن ان کا خیال کون رکھے

---

[1] صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابی هريرة الدوسی: ٦٣٩٦؛ البخاری فی الادب المفرد: ٣٤۔

گا حج پر نہ جا سکے۔حدیث میں آیا ہے:

((وَلَمْ يَحُجَّ اَبُوْ هُرَيْرَةَ حَتّٰى مَاتَتْ اُمُّهٗ)) [1]

''ابو ہریرہ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جب تک ان کی والدہ زندہ تھیں وہ فوت ہوئیں تو آپ نے حج کیا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ! میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:

''ان کھجوروں کو لے کر اپنے توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انہیں (ساری باہر نکال) نہ بکھیرنا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق (ایک وسق تقریباً ۱۵۰ کلو) اللہ کے راستے میں خرچ کیے۔ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔ [2]

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [3]

فوائد

① دعا ایک عبادت ہے اگر اللہ تعالیٰ سے کی جائے اور یہی دعا ناقابل معافی جرم شرک بھی بن جاتی ہے۔ اگر غیر اللہ سے کی جائے، جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ

---

[1] صحیح بخاری: ۲۵۴۸، مسلم: ۱۶۶۵، الجمع بین الصحیحین: ۲۱۸۷۔

[2] سنن الترمذی: ۳۸۳۹، حسن، وصححه ابن حبان، الاحسان: ٦٤٩٨۔

[3] تهذيب التهذيب: ۱۲/ ۲۸۸۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر عزت والی نہیں۔'' ❶
اور اللہ تعالیٰ تو خود کہتے ہیں:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ❷

''اور تمہارے ربّ کا فرمان ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔''

② دعا اپنے لیے ہو خواہ غیر کے لیے ہو اللہ دعا قبول فرماتا ہے بلکہ اگر دعا اپنے ایسے بھائی کے لیے ہو جو غیر موجود ہو تو آسمان سے فرشتے اتر کر دعاؤں پر آمین کہنے لگتے ہیں حدیث مبارکہ میں ہے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بَظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ: وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ)) ❸

''جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی ایسے ہی نصیب ہو۔''

اسی طرح زندوں کی دعائیں فوت شدگان کے لیے نفع مند ثابت ہوتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی دعا نقل فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ ❹

''جو (ایمان والے) بعد میں آئے وہ کہتے ہیں یا اللہ! ہمیں بخش دے، معاف کردے اور ہمارے وہ بھائی جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ان کو بھی بخش دے۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کسی قسم کا حسد اور کینہ

---

❶ صحیح الترمذي: ٢٦٨٤۔ ❷ ٤٠/ المومن: ٦٠۔
❸ صحیح مسلم: ٢٧٣٢۔ ❹ ٥٩/الحشر: ١٠۔

نہ رکھ، یا اللہ تو بڑی شفقت کرنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے۔"

③ نیز آپ ﷺ کا بقیع قبرستان جا کر فوت شدگان کے لیے دعا کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ زندوں کی دعائیں فوت شدگان کو فائدہ دیتیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت مروی ہے:

((عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ. قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً. قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ. قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ. قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي. فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي. قُلْتُ نَعَمْ. فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ. قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ

وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ. قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ))

''حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا: کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اور اپنی ماں کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں؟ ہم نے گمان کیا کہ وہ ماں سے اپنی جننے والی ماں مراد لے رہے ہیں ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری باری کی رات میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروٹ لی اور اپنی چادر اوڑھ لی اور جوتے اتارے اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کرلیا کہ میں سو چکی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے پھر اس کو آہستہ سے بند کر دیا میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہو گئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور میں بھی لوٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو میں بھی پہنچی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے۔'' میں نے کہا: کچھ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بتا دو ورنہ مجھے باریک بین خبردار یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا۔'' تو میں نے

عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ ﷺ کو دے دی فرمایا: ''میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تو تھی۔'' میں نے عرض کیا: جی ہاں تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی پھر فرمایا: ''تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق داب لے گا۔'' فرماتی ہیں جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے جب تو نے دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لیے نہیں آئے کہ تو نے اپنے کپڑے اتار دیے تھے اور میں نے گمان کیا کہ تو سو چکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا میں نے یہ خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی۔'' جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لیے مغفرت مانگیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے دعا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کہا کرو:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ)) [1]

''سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر اللہ ہم سے آگے جانے والوں پر رحمت فرمائے اور پیچھے رہ جانے والوں پر ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔''

④ علاوہ ازیں فوت شدہ والدین کے لیے اولاد کی دعائیں سودمند ہیں سیدنا ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلے کا ایک آدمی

[1] صحيح مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها: ٢٢٥٦؛ النسائي: ٢٠٣٦، ٣٩٧٣، ٣٩٧٤۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو والدین کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کروں۔۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَاتُوْصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا)) [1]

''ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لیے مغفرت مانگنا ان کے بعد کے (کیے گئے) عہد پورا کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔''

⑤ نیک اولاد کی دعائیں والدین کے حق میں قبول ہوتیں ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:

صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ	صدقہ جاریہ
أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ	ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں
أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ	نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے [2]

ہم اللہ رب العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں صحیح معنوں میں مومن بنائے اور ہماری دعاؤں کو ایسا بنا دے جو اس کی بارگاہِ اقدس میں قبولیت کا رتبہ پائیں۔

⑥ نمازِ جنازہ بھی ایک دعا ہے۔ مسلمان کا نماز جنازہ پڑھنا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی شامل ہوں جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس (میت کے حق) میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔'' [3]

⑦ نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جنازے میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا

---

[1] سنن ابی داود، الادب، باب فی برالولدین: ٥١٤٢؛ سنن ابن ماجہ: ٣٦٦٤، حدیث حسن۔ [2] مسلم: ١٦٣١؛ ابوداود، الوصایا، باب ما جاء فی الصدقة عن المیت: ٢٨٨٠۔ [3] مسلم، الجنائز: ٩٤٨۔

ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے'' پوچھا گیا کہ یہ دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ فرمایا: ''دو بڑے بڑے پہاڑوں کے برابر۔'' صحیح مسلم کی روایت میں ''قراط۔'' کا معنی احد پہاڑ کیا گیا ہے۔ (یعنی دو احد پہاڑوں جتنا ثواب ملتا ہے) ❶

⑧ نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں پھر باوضو ہو کر صفیں باندھیں میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سر کے سامنے کھڑا ہو اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کھڑا ہو۔ ❷

پھر دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورت فاتحہ پڑھیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ: ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہی جائے پھر فاتحہ پڑھی جائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور میت کے لیے دعا کی جائے اس کے بعد سلام۔ ❸

نماز جنازہ کی دعائیں آہستہ اور اونچی پڑھی جا سکتی ہیں۔

''عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔'' ❹

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ میں فاتحہ بلند آواز سے پڑھی۔'' ❺

⑨ نماز جنازہ کا طریقہ اور دعائیں: تکبیر اولی کے بعد امام سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے پھر دوسری تکبیر کہے اور پھر نماز والا درود شریف پڑھے اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ

---

❶ بخاری، الجنائز، باب من انتظر حق تدفن: ۱۳۲۵؛ مسلم: ۹۴۵۔

❷ ترمذی، الجنائز: ۱۰۳۵۔ ❸ مصنف عبدالرزاق، القراء والدعاء: ۲۸، ٦٤، صحیح۔ ❹ مسلم، الجنائز: ۹٦۳۔

❺ حاکم: ۱/ ۳۵۸؛ بخاری: ۱۳۳۵۔

وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَ لَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ)) ❶

”اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو چھوٹے اور بڑوں کو مرد اور عورت کو حاضر اور غائب کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے اسلام پر رکھ اور ہم میں سے جس کو تو فوت کرے اسے ایمان پر فوت کر، اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈال۔“

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَ عَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَ أَكْرِمْ نُزُلَهُ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ)) ❷

”الٰہی! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما اس کی بہترین مہمانی فرما اس کی قبر فراخ فرما اس کے (گناہ) پانی، اولوں اور برف سے دھو ڈال۔ اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اسے اس کی (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما اسے بہشت میں داخل فرما اور فتنہ قبر، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔“

((اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) ❸

”الٰہی! یہ فلاں بن فلاں تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے اسے

---

❶ ابوداود الجنائز: ۳۲۰۱، صحیح۔ ❷ مسلم، الجنائز: ۹۶۳۔

❸ ابوداود، الجنائز: ۳۲۰۲، صحیح۔

فتنہ قبر، عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے بچا تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور لائق تعریف ہے الٰہی اسے معاف فرما اور اس پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ أَمَتِكَ اِحْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَ أَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهٖ وَ إِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ)) [1]

''الٰہی تیرا یہ بندہ تیری بندی کا بیٹا تیری رحمت کا محتاج ہے تو اسے عذاب نہ دے تو تجھے کیا پروا۔ اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گناہ گار تھا تو اسے معاف فرما۔''

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بچے کے جنازے پر یہ دعا بھی پڑھی جائے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَأَجْرًا)) [2]

''اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیشوا۔ امیر سامان اور باعث اجر بنا۔''

---

[1] حاکم: ۱/ ۳۵۹۔

[2] بخاری تعلیقًا: ۱۳۳۵۔

صدقہ جاریہ والے اعمال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی تھا جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس تھا پھر آپ ﷺ نے ان کا نام بدل دیا تھا، عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ کو ابوہریرہ کیوں کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟

ابن رافع نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے لیے بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ رات کو میں اسے ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابوہریرہ مشہور کردی۔ [2]

آپ کی سادگی بے مثال تھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور امارت کے دوران میں بھی

---

[1] ابوداود، الوصايا، باب ما جاء فی الصدقة عن الميت: ٢٨٨٠۔

[2] طبقات ابن سعد: ٤ /٣٢٩، سنده حسن۔

خود لکڑیاں اٹھا کر بازار سے گزرا کرتے تھے۔ (اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوتے تو بچے از راہ مذاق کہتے لوگوں پیچھے ہٹ جاؤ گورنر مدینہ آرہے ہیں) ❶

آپ خوش مزاج نرم دل تھے، محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید اور آپ خوش مزاج نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھردرا اچھا ہوا لباس پہنتے تھے۔ ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا: پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے اظہار معذرت پر میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا تھا؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، ابھی وہ پھر آئے گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا اور جب وہ دوسری رات آ کے پھر غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آگیا، اس لیے اسے چھوڑ دیا آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، اور وہ پھر آئے گا۔'' تیسری مرتبہ پھر میں اس کے انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ كتاب الزهد لابی داود: ۲۹۷؛ سنده صحيح۔

❷ طبقات ابن سعد: ٤/ ۳۳۳، ۳۳٤؛ سنده حسن۔

کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیسرا موقع ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے، لیکن تم باز نہیں آئے اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا، وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا: جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ ﴾ پوری پڑھ لیا کرو، ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آسکے گا، اس مرتبہ بھی پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے دریافت کیا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ جھوٹا تھا، لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے، اے ابوہریرہ! تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔'' ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو انہوں نے فرمایا: مجھ (میری قبر) پر خیمہ نہ لگانا اور میرے ساتھ آگ لے کر نہ جانا اور مجھے (قبرستان کی طرف) جلدی لے کر جانا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب نیک انسان یا مومن کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور کافر یا فاجر کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے میری تباہی مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟'' ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو مجھ پر نوحہ (آواز کے ساتھ

---

❶ صحیح بخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا: ۲۳۱۱، ۳۲۷۵، ۵۰۱۰۔

❷ مسند احمد: ۲/ ۲۹۲ ح ۷۹۱٤، حسن؛ طبقات ابن سعد: ٤/ ۳۳۸۔

ماتم) نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:

((يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ أَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ أَوِ الْجِذْلَ فِيْ عَيْنِهِ)) ❷

''تم میں سے ہر شخص دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔''

اسی معنی کی روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔ ❸

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❹

فوائد

① ہر انسان کے اعمال نامہ میں تین طرح کے اندراجات ہوتے ہیں۔ ایک وہ اعمال واقوال جو اس نے اپنی زندگی کے دوران سرانجام دیے تھے۔ دوسرے اعمال کے اثرات جو عمل کرنے سے انسان کے اپنے جسم، اس کے اعضاو جوارح، زمین یا فضا میں مرتسم ہوتے رہتے ہیں اور تیسرے وہ اعمال جن کے اچھے یا برے اثرات اس کی زندگی کے بعد بھی باقی رہ گئے۔ مثلاً کسی شخص نے کوئی مفید کتاب تصنیف کی یا لوگوں کو علم دین سکھایا اور یہ سلسلہ آگے چلتا رہا یا کوئی چیز اللہ کی راہ میں وقف کر گیا۔ یہ سب کچھ اس کے عمل کے اثرات ہیں اور ان کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں اس زندگی کے بعد بھی درج ہوتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے کوئی شرکیہ عقیدہ یا بدعت یا کوئی بدرسم نکالی تو جو شخص ان باتوں کو اپنائیں گے حصہ رسدی ان کا گناہ اس کے ایجاد کرنے والے کے اعمال نامہ میں بھی درج ہوتا رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۷۱/ ۲۸۲، حسن۔ ❷ کتاب الزهد للامام احمد، ص: ۱۷۸، ح: ۹۹۲، صحیح۔ ❸ زوائد الزهد ابن المبارك لابن صاعد: ۲۱۲، حسن، صحیح ابن حبان، الموارد: ۱۸۴۸۔ ❹ تهذیب التهذیب: ۱۲/ ۲۸۸۔

﴿ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ ❶

''(ایک روز) ہم یقیناً مردوں کو زندہ کریں گے۔ اور جو (عمل زادِ آخرت بنا کر لوگ اپنے) آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار (جو وہ مرنے کے بعد پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) ہم (سب کو) لکھ رہے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں درج کر رکھا ہے۔''

② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن آدمی کو وفات کے بعد جن اعمال و حسنات کا ثواب ملتا رہتا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ

''وہ علم ہے جسے اس نے لوگوں کو سکھایا اور اس کی نشر و اشاعت کی۔''

وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ

''نیک اولاد جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔''

وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ

''قرآن جسے دوسروں کو سکھا کر اس کا وارث بنایا گیا۔''

اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهٗ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهٗ

''وہ مسجد یا مسافر خانہ جسے وہ تعمیر کرا گیا۔''

أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهٗ

''ایسی نہر جسے وہ جاری کرا گیا۔''

أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ ❷

''اور وہ صدقہ جسے وہ اپنی زندگی میں صحت و تندرستی کی حالت میں نکالتا رہا۔''

---

❶ ٣٦/یٰس: ١٢۔

❷ صحيح ابن ماجه، مقدمه، باب ثواب معلم الناس الخير: ٢٤٢۔

③ ان مذکورہ دو احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ چند اعمال ایسے ہیں کہ جن کا آدمی کو مرنے کے بعد بھی فائدہ ہوتا ہے:

① صدقہ جاریہ

ایسا صدقہ جس سے لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی مسلسل فائدہ اٹھاتے رہیں وہ کسی بھی صورت میں ہو نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)) ❶

''ہر نیکی صدقہ ہے۔''

اس مقام میں صدقہ نیکی کے معنی میں ہے، مرنے والا ایسی نیکی کر گیا ہے جو جاری ہے، جب تک وہ نیکی جاری ہے اس کو اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

② ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔

یعنی ایسا علم جسے اس نے لوگوں کو سکھایا (تدریس کی صورت میں) اور اس کی نشر و اشاعت کی (یعنی کتاب لکھ کر چھوڑ گیا یا کسی لائبریری یا ایک شخص کو کتابیں لے کر دے گیا اور وہ آدمی جب تک پڑھتا رہے گا اس کا اجر اسے قبر میں پہنچتا رہے گا)

③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

نیک اولاد جو بھی نیک اعمال سر انجام دے گی اس کا اجر بھی اسے ملے گا مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَنَّى هَذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)) ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتے ہیں تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ درجہ مجھے کیوں دیا گیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ درجہ تجھے تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، الادب: ٦٠٢١۔ ❷ سنن ابن ماجه، الادب، باب البر الوالدين: ٣٦٦٠؛ الصحيحة: ١٥٩٨؛ احمد: ٢/ ٥٠٩۔

④ قرآن جسے دوسروں کو سکھا کر اس کا وارث بنا گیا اگر ایک استاد اپنے شاگردوں کو قرآن پڑھاتا ہے یا حفظ کرواتا ہے جو جب تلک یہ اس کے شاگرد قرآن پڑھیں گے اسے برابر اس کا ثواب بھی ملے گا۔

⑤ وہ مسجد یا مسافر خانہ جسے وہ تعمیر کرا گیا، مسجد یعنی اللہ کا گھر تعمیر کرنا انبیا کا طریقہ ہے اور اس کی تعمیر پر جنت کی بشارت بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) [1]

"جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی مثل جنت میں گھر بنائے گا۔"

نیز اسی ضمن میں آتے ہیں وہ تمام فلاحی ادارے یا مسافر خانے جنہیں انسان لوگوں کی خیر خواہی کے لیے کرتا ہے جب تک لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اسے ان کا اجر ملتا رہے گا۔

⑥ ایسی نہر جسے وہ جاری کرا گیا

⑦ وہ صدقہ جسے وہ اپنی زندگی میں صحت وتندرستی کی حالت میں نکالتا رہا صحت اور بیماری کی حالت میں کیے ہوئے صدقے میں بڑا فرق ہے سب سے افضل صدقہ یہی ہے کہ آدمی تندرستی کی حالت میں کرے۔

---

[1] بخاری، الصلاة، باب من بنى مسجدا: ٤٥٠۔

صاحب قرآن اللہ کے خاص لوگ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ)) ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ کے اپنے (مقرب) ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قرآن والے ہیں جو اللہ کے اپنے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔''

راویٔ حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول ہیں خادمِ رسول حضرت انس بن مالک، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی، حضرت انس رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللَّهِ! لَمْ يَبْقَ رَجُلٌ وَلَا امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَّا وَقَدْ اَتْحَفَكَ بِتُحْفَةٍ وَاِنِّيْ لَا اَقْدِرُ عَلَى مَا اُتْحِفُكَ بِهِ اِلَّا ابْنِيْ هَذَا فَخُذْهُ فَلْيَخْدِمْكَ مَابَدَالَكَ. ❷

''اے اللہ کے رسول! انصار قبیلہ کی تقریباً ہر عورت اور ہر مرد نے آپ کو کوئی نہ

---

❶ سنن ابن ماجه: ٢١٥؛ صحيح الجامع الصغير: ٢١٦١۔

❷ كنزالعمال: ٢٨٦/١٣، ٣٦٨٢٩؛ مسند ابى يعلى: ٣٠٦/٦، ٣٦٢٤؛ اتحاف الخيرة المهرة: ٢٢٢/١، ٥٤٠، ضعيف الاسناد وصحيح المتن۔

کوئی تحفہ ضرور دیا ہے اور میں آپ کو اپنے اس بچے کے علاوہ کوئی اور چیز تحفہ میں دینے کی طاقت نہیں رکھتی، آپ اس کو بطور تحفہ اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں مومن یا مسلم کے دل میں علی اور عثمان دونوں کی محبت اکٹھی نہیں ہو سکتی، سن لو کہ ان دونوں کی محبت میرے دل میں اکٹھی ہیں۔ [1]

۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [2]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① صاحب قرآن سے مراد حافظ قرآن بھی ہے اور قاری قرآن یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا بھی ہے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والا بھی صاحب قرآن ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت حکم خداوندی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝۴۵﴾ [3]

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔''

اور جو لوگ اس کی تلاوت کرتے ہیں ان کے ایمان کی تکمیل کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیادہ رحمتوں، برکتوں کو سمیٹ لیتے ہیں اور خسارے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر: ٤١/ ٣٣٢، وسنده صحيح۔

[2] تهذيب الكمال: ٣/ ٣٦٤؛ تهذيب التهذيب: ١/ ٣٢٩، ٣٣٠۔

[3] ٢٩/العنكبوت: ٤٥۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾ ﴾ ❶

''جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔''

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٢﴾ ﴾ ❷

''مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔''

② قرآن صاحب قرآن کے حق میں گواہی دے گا اگر وہ اسے پڑھتا اور اس کے احکامات پر عمل کرتا رہا۔

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ)) ❸

''قرآن تیرے حق میں گواہی دے گا یا تیرے خلاف گواہی دے گا۔''

③ روز قیامت قرآن آدمی کی سفارش کرے گا اور اسے عزت و وقار دلائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ)) ❹

''روزہ اور قرآن بھی قیامت کے روز سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے

---

❶ ٣٥/فاطر: ٢٩۔ ❷ ٨/الأنفال: ٢۔

❸ مسلم، الطهارة، باب الوضوء: ٢٢٣ (٥٣٤)۔

❹ صحيح الترغيب والترهيب: ٩٧٤؛ احمد: ٢/ ١٧٤؛ الحاكم: ١/ ٥٥٤۔

میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لیے) سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول ہو جائے گی۔"

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَجِیْئُ الْقُرْآنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ حَلِّهِ))

"روزِ قیامت قرآن آئے گا اور کہے گا اے پروردگار! اس (صاحب قرآن) کو زیور پہنایئے۔"

((فَیُلْبَسُ تَاجَ الْکَرَامَةِ))

"تو اسے بزرگی کا تاج پہنایا جائے گا۔"

پھر قرآن کہے گا:

((یَا رَبِّ! زِدْهُ))

"اے میرے پروردگار! اور زیادہ کیجیے۔"

((فَیُلْبَسُ حُلَّةَ الْکَرَامَةِ))

"تو اسے بزرگی کا جبہ پہنایا جائے گا۔"

پھر قرآن کہے گا:

((یَا رَبِّ! ارْضَ عَنْهُ فَیَرْضٰی عَنْهُ))

"اے میرے پروردگار! تو اس سے راضی ہو جا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔"

پھر صاحبِ قرآن حافظِ قرآن کو کہا جائے گا۔

((اِقْرَءْ وَارْقَ وَتُزَادُ بِکُلِّ آیَةٍ حَسَنَةً)) [1]

---

[1] سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن: ۲۹۱۵؛ الحاکم: ۱/ ۵۵۲، صحیح۔

”قرآن پڑھتا جا، اور (جنت کے درجوں پر) چڑھتا جا البتہ ہر آیت کے بدلے اس کی نیکیاں زیادہ کردی جائیں گی۔“

④ صاحب قرآن کے والدین کو بھی اللہ تعالیٰ عزت سے نوازیں گے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَتَعَلَّمَهُ وَعَمِلَ بِهِ أُلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجًا مِنْ نُورٍ ضَوْؤُهُ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ))

”جس نے قرآن مجید کو پڑھا، سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو روزِ قیامت اس کے والدین کو نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی جیسی ہوگی۔“

((وَيُكْسٰى وَالِدَيْهِ حُلَّتَانِ لَا يَقُومُ بِهِمَا الدُّنْيَا))

”اور اس کے والدین کو دو عبائیں (چادریں) پہنائی جائیں گی کہ تمام دنیا بھی اس کا بدل نہ ہو سکے گا۔“

اور وہ دونوں ماں اور باپ کہیں گے:

((بِمَا كُسِينَا هٰذَا؟))

”ہمیں یہ کیوں پہنائی گئیں؟“

((بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ)) [1]

”آپ کے بیٹے کے قرآن پڑھنے (حفظ کرنے کی وجہ سے)۔“

⑤ قرآن کو پس پشت ڈالنے والا روز قیامت ذلیل ورسوا ہو جائے گا اور صاحبِ قرآن کو قرآن خود جنت تک چھوڑ کر آئے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَا حِلٌ مُصَدَّقٌ، فَمَنْ جَعَلَهُ إِمَامَهُ قَادَهُ

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ١٤٣٤؛ الحاكم: ٢٨٢٩۔

إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ)) [1]

''قرآن سفارش کرنے والا، سفارش قبول کیا جانے والا ہے اور کوشش کرنے والا اس کی کوشش کی تصدیق ہوگی پس جس نے اسے اپنے سامنے رکھا (یعنی اپنا پیشوا، دستور حیات بنالیا) وہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا تو اسے جہنم میں دھکیل دے گا۔''

[1] صحيح الجامع الصغير: ٤٣١٩؛ ابن حبان: ١٧٩٣۔

قرآن کی کوہان

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں سورۃ البقرہ پڑھا کرو بے شک شیطان ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتا جہاں سورۃ البقرہ پڑھی جائے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر اور عالم صحابی تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات آپ کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں، جبکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے علاوہ دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾﴾ [2] ''بھلا اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تمہیں اُن لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''((كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ))'' ''رک

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ١١٨١، الصحيحة: ١٥٢١۔

[2] ٤/النساء:٤١۔

جاؤ......رک جاؤ۔'' میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور آپ ﷺ زار و قطار رو رہے ہیں۔ ❶

ایک دفعہ سورۂ یوسف کی تلاوت سنی اور فرمایا: ''((أَحْسَنْتَ)) آپ نے خوب پڑھا ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا: ''قرآن مجید کی کوئی سورت اور آیت ایسی نہیں جس کے بارے مجھے پتہ نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور کس مسئلے کے متعلق نازل ہوئی۔'' پھر فرماتے ہیں: ''اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں جگہ کسی شخص کے پاس مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم ہے اور مجھے اس کے پاس اونٹ پہنچا سکتے ہوں تو میں ضرور اس کے پاس جاؤں اور وہ علم سیکھ کر آؤں۔'' اللہ اکبر! کتنا زیادہ علم؟ اور مزید علم کا کس قدر شوق!......اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان قراء سبعہ (عبداللہ بن مسعود، سالم بن معقل، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوزید بن سکن اور ابوالدرداء) میں سے ہیں جنہوں نے پورا قرآن کریم پیغمبر علیہ السلام کو سنا کر یہ اعزاز حاصل کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان سے قرآن سیکھا کرو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا امیر مقرر فرمایا، چنانچہ آپ کی جملہ مرویات کی تعداد ۸۴۸ ہے ان میں سے ۶۴ بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں، ان کے علاوہ ۲۱ بخاری میں ہیں اور ۳۵ مسلم میں ہیں۔ ❷

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ؟ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ. ❸

''کیا تمہارے پاس آپ ﷺ کے جوتے اٹھانے والے، سرہانہ اٹھانے والے اور وضو کا پانی اٹھانے والے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟''

رسول اللہ ﷺ کے رازدان سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے

---

❶ صحيح بخاري، التفسير، تفسير سورة النساء، باب فكيف اذا جئنا:٤٥٨٢؛ مسلم: ٨٠٠؛ ابوداود: ٣٦٦٨؛ الترمذي: ٣٢٤(٣٢٠)

❷ تهذيب الكمال: ١/ ٢٣٤۔ ❸ صحيح بخاري: ٣٧٤٢۔

اخلاق، اتباع سنت اور سیرت و عادات میں ابن ام عبد (ابن مسعود) سے زیادہ کوئی بھی نبی ﷺ سے قریب ترین نہیں دیکھا۔" [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تبحر علمی و ملکہ اجتہاد کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معترف تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان کو دیکھتے تو چہرہ بشاش ہو جاتا اور فرماتے:

"کیف ملی علما"

"ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔"

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چند کوفیوں نے ان کے تقویٰ، حسن خلق اور تبحر علمی کی بے حد تعریف کی، انہوں نے پوچھا: "کیا تم سچے دل سے کہتے ہو؟" بولے "ہاں!" فرمایا: "تم لوگوں نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی جو کچھ تعریف کی ہے، میں ان کو اس سے بھی بہتر خیال کرتا ہوں۔" [2]

آپ بہت بڑے فقیہ بھی تھے ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس فرائض کا یہ استفتا آیا کہ "ایک میت نے ورثہ میں ایک لڑکی ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی ہے، اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔" انہوں نے جواب دیا کہ لڑکی اور بہن نصف کی مستحق ہے اور پوتی محروم الارث ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کے ساتھ یہی استفتا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا انہوں نے فرمایا "اگر میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر ابو موسیٰ کے قول کو ترجیح دوں تو میں گمراہ ہوں گا، بیشک لڑکی نصف پائے گی، لیکن دو ثلث پورا کرنے کے لیے ایک سدس پوتی کو بھی ملے گا، اور جو باقی رہے گا وہ بہن کا حصہ ہے۔" یہ جواب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: "جب تک یہ بڑا عالم ہم میں موجود ہے اس وقت تک ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔" چنانچہ آج یہی فتویٰ تمام مسلمانوں کا معمول بہ ہے۔ [3]

آپ نے ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری: ۳۷٦۲۔ [2] طبقات ابن سعد: ۱۱۰/۳۔
[3] مسند احمد: ۴۲۸/۱، صحیح۔ [4] تهذيب الكمال: ۱/ ۲۳۴۔

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① سورۂ بقرہ ضخامت کے اعتبار سے سب سے بڑی سورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے بلکہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَسَنَامُ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) [1]

''بلاشبہ ہر چیز کی کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان (بلندی) سورۃ البقرہ ہے۔''

② روز قیامت سورۃ البقرہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

((اقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَؤُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) [2]

''زہراوین کی تلاوت کرو اور وہ سورۃ البقرہ اور سورۂ آل عمران ہیں (روزِ قیامت یہ اپنے پڑھنے والے کے پاس روشنی کی شکل میں) ان کے آگے آگے ہوں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں جن سے روشنی چمکتی ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں (سایہ کیے ہوئے) اپنے پڑھنے (یا یاد کرنے) والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۃ البقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو پڑھنا (حفظ کرنا) باعث برکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

③ سورۃ البقرۃ کی تلاوت سننے آسمان سے فرشتے آ گئے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی

---

[1] مستدرك حاكم: ١/ ٥٦؛ الصحيحة: ٥٨٨۔

[2] بخاري، فضائل القرآن، باب فضل قرآة القرآن وسورة البقره: ٨٠٤؛ ابن حبان: ١١٦؛ صحيح الجامع الصغير: ١١٧٦۔

اسید) رات میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے، ان کا گھوڑا جوان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا، چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کر دیا (تاکہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کر دی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کر دیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کر دیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تاکہ بچہ کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچے کو وہاں سے ہٹایا اوران کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔'' اسید نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا۔

فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ: ((وَتَدْرِي مَا ذَاكَ)) قَالَ لَا قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ)) [1]

چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں!

---

[1] بخاري، فضائل القرآن، باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القرآن: ٥٠١٨؛ مسلم: ١٨٥٩۔

فرمایا: ”وہ فرشتے تھے جو تمہاری قراءت کی آواز سننے کے لیے قریب آ گئے تھے، اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔“

④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) ❶

”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلاشبہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے۔“

⑤ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ)) ❷

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورۃ البقرہ کا اختتام ہوتا ہے وہ آیتیں گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں پھر شیطان اس گھر کے قریب بھی آئے (ایسا نہیں ہو سکتا)۔“

⑥ سورۃ البقرہ کی تلاوت اور تہجد کا ثواب، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات میں پڑھ لے تو یہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“ ❸

ایک دوسری روایت میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے سورۃ البقرہ کی آخری آیات تلاوت کیں اسے قیام اللیل سے کفایت کریں

---

❶ مسلم، المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیته: ۷۸۹؛ الترمذی: ۳۰۳۷۔ ❷ الترمذی، فضائل القرآن، باب ما جاء فی آخر سورۃ البقرۃ: ۲۸۸۲۔
❸ بخاری، فضائل القرآن، باب سورۃ البقرۃ: ۵۰۰۹؛ مسلم: ۸۰۷۔

گی۔"فتح الباری: ۸/ ۶۷۳۔

سورۃ البقرہ پڑھنا باعث برکت ہے، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((اقْرَؤُوْا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَ تَرْكَهَا حَسَرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ)) ❶

"سورۂ بقرہ تلاوت کیا کرو، اسے پڑھنا باعث برکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت اور جادوگر اس کی تاب نہیں لا سکتے۔"

⑦ سورۂ بقرہ میں ایک آیت الکرسی بھی ہے جس کو جنت کے داخلہ کا سبب بنایا گیا ہے، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ)) ❷

"جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اسے جنت میں جانے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکتی، یعنی جونہی موت آئے گی فوراً جنت میں پہنچ جائے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ ساری رات اسکی محافظت کرتا ہے اور وہ ساری رات شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے۔" ❸

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم!

---

❶ صحیح مسلم، فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن: ۱۸۷۴۔ ❷ سنن النسائی الکبری، عمل الیوم واللیلة، باب ثواب من قرأ آیة الکرسی دبر کل صلاة: ۹۹۲۸؛ شعب الایمان: ۲۳۹۵؛ المعجم الکبیر: ۷۵۴۸؛ الصحیحة: ۹۷۲۔

❸ بخاری، بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده: ۳۲۷۵(۲۳۱۱)

میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے اظہار معذرت پر میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کہا کیا تھا؟'' میں نے کہا: یارسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، ابھی وہ پھر آئے گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا، اور جب وہ دوسری رات آ کے پھر غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آ گیا، اس لیے اسے چھوڑ دیا آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، اور وہ پھر آئے گا، تیسری مرتبہ پھر میں اس کے انتظار میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیسرا موقع ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے، لیکن تم باز نہیں آئے اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا، میں نے پوچھا، وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ﴾ پوری پڑھ لیا کرو، ایک نگران فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہیں آ سکے گا، اس مرتبہ بھی پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم نے دریافت فرمایا: ''گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے دریافت کیا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیۃ

الکرسی پڑھ لیا کرو، اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ کی طرف سے تم پر ایک نگران فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہ آسکے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگرچہ وہ جھوٹا تھا، لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے، اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔'' [1]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ))

''اے ابومنذر! کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے پاس قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

((لِيَهْنَكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ)) [2]

''اے ابومنذر! تمہارا علم تمہیں مبارک ہو۔''

---

[1] صحیح بخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا: ۲۳۱۱، ۳۲۷۵، ۵۰۱۰۔

[2] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی: ۸۱۰؛ سنن ابی داود: ۱۴۶۰۔

سورۂ ملک پڑھنے کا فائدہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سُورَةُ تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) [1]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورۃ تبارک (یعنی سورۃ ملک) عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر اور عالم صحابی تھے۔ آپ کے فضائل ومناقب کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات آپ کی تلاوت سنا کرتے تھے۔

سیدنا زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ قرآن پاک کی آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی۔ میں نے عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ آیت اس طرح سکھائی ہے۔ (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے خلاف) یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو دیے اور اس قدر روئے کہ میں نے ان کے آنسو کنکریوں کے درمیان دیکھے، اس کے بعد فرمایا: ''اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے، جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔'' [2]

سعد بن اخرم فرماتے ہیں کہ:

''كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَمَرَّ بِالْحَدَّادِيْنِ وَقَدْ اَخْرَجُوْا حَدِيْدًا مِنَ النَّارِ فَقَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيَبْكِيْ'' [3]

---

[1] الترمذی، فضائل عن رسول اللّٰہ، باب ماجاء فی سوۃ الملك: ۲۸۹۰؛ الصحیحۃ: ۱۱۴۰۔ [2] ابن سعد: ۳/ ۳۷۱، اس کی سند صحیح ہے۔

[3] التخویف من النار لابن رجب، ص: ۲۵۔

”میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا ہم لوہار کی دکان سے گزرے، انہوں نے آگ سے (سرخ سرخ) لوہا باہر نکالا تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔“

سیدنا ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ بھی تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے ایک تنور کے پاس سے گزرے جب اس کے اندر دھکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴾ ❶

”جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی (تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔“

یہ سن کر ربیع بن خیثم رحمہ اللہ بیہوش ہو کر گر پڑے، لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لائے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس (صبح سے لیکر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن سیدنا ربیع رحمہ اللہ کو ہوش نہ آیا۔ ❷

ٹانگیں نہایت پتلی تھیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان کو چھپائے رکھتے تھے، ایک مرتبہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک توڑنے کے خیال سے پیلو کے درخت پر چڑھے تو ان کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو حالانکہ یہ قیامت کے روز میزانِ عدل میں کوہِ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔“ ❸

آپ نے ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ❹

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① سورۂ ملک ۲۹ پارے کی پہلی سورۃ ہے اس کی کل آیات (۳۰) کلمات (۳۳۷) حروف (۱۳۱۶) اور یہ سورت ترتیب تلاوت کے اعتبار سے (۶۷) نمبر ہے اور ترتیب نزول

---

❶ ۲۵/الفرقان:۱۲۔ ❷ تفسیر ابن کثیر: ۳/ ٦٩٦۔
❸ طبقات ابن سعد: ۳/ ۱۱۳۔ ❹ تهذيب الكمال: ۱/ ۲۳٤۔

کے اعتبار سے (۶۷) نمبر پر ہے۔

② اس سورۃ کے تلاوت کے کئی ایک فوائد ہیں مثلاً یہ روزِ قیامت آدمی کی سفارش کرے گی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَلَهُ وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ)) ❶

''بلاشبہ قرآن کریم میں تیس آیات والی ایک سورت ہے جس نے ایک آدمی کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی گئی اور وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک یعنی سورۃ ملک ہے۔''

ایک دوسری روایت میں اسی روایت کے لفظ مختلف ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ وَأَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ)) ❷

''قرآن مجید میں ایک سورت ایسی ہے جس کی تیس آیات ہیں اس نے (اللہ کے ہاں) ایک شخص کی سفارش کی پس اس کو آگ سے نکلوا کر جنت میں داخل کروا دیا۔ (اور وہ سورۃ ملک ہے)''

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی آپ اس سورت کو ہر رات سونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ: ﴿الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ﴾ وَ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾)) ❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات) کو اس وقت تک نہ سوتے جب تک سورۃ سجدہ اور

---

❶ ابوداود، سجود القرآن، باب في عدد الآية: ۱۴۰۰؛ الترمذی: ۲۸۶۱؛ صحيح الجامع الصغير: ۲۰۸۷۔

❷ المستدرك للحاكم: ۲/ ۴۹۷؛ صحيح الجامع الصغير: ۲۰۸۸۔

❸ ترمذی، فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة الملك: ۲۸۹۲؛ أحمد: ۳/ ۳۴۰؛ الصحيحة: ۵۸۵۔

سورۃ ملک نہ پڑھ لیتے۔''

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں:

((مَنْ قَرَأَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ كُلَّ لَيْلَةٍ مَنَعَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) [1]

''جس آدمی نے ہر رات کو سورۃ ملک پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ عذاب قبر کو روک دے گا۔''

④ قبر میں سورۃ ملک آدمی کی محافظ ہوگی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَتُؤْتَى رِجْلَاهُ فَتَقُولُ رِجْلَاهُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِي سَبِيلٌ كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ بِيْ سُوْرَةَ الْمُلْكِ ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِيْ صَدْرِهِ أَوْ قَالَ بَطْنِهِ فَيَقُولُ: لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِيْ سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِيْ سُوْرَةَ الْمُلْكِ ثُمَّ يُؤْتَى رَأْسُهُ فَيَقُولُ لَيْسَ لَكُمْ عَلَى مَا قِبَلِيْ سَبِيلٌ كَانَ يَقْرَأُ بِيْ سُوْرَةَ الْمُلْكِ قَالَ: فَهِيَ الْمَانِعَةُ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ هِيَ فِي التَّوْرَاةِ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ وَ أَطْنَبَ. [2]

''مسلمان آدمی کے پاس (فرشتوں) کو اس کی قبر میں لایا جائے گا پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آیا جائے گا تو وہ سورۃ الملک کہے گی میری طرف سے تمہارے لیے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ سورہ ملک کی محافظت کرتا تھا پھر سینے کے سامنے سے آئیں گے تو بھی سورۃ الملک آڑے آئے گی پھر اس کے سر کی طرف سے آیا جائے گا تو وہ کہے گی تمہارے لیے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا اور یہ سورۃ مانعہ ہے جو عذاب قبر کو روکتی ہے اور اس کا نام تورات میں بھی سورۃ ملک ہے جس نے اسے رات کو پڑھا تو اس نے بہت سی نیکیاں حاصل کی اور بہت اچھا کیا۔''

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ١٥٨٩۔

[2] المستدرك للحاكم: ٢/ ٣٩٧؛ صحيح الترغيب والترهيب: ١٤٧٥۔

روزہ اور قرآن کی شفارش

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ)) [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ اور قرآن بھی قیامت کے روز سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، قرآن کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لیے) سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول ہو جائے گی۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ان کی کنیت ابو محمد ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، عبادلہ اربعہ (چار فقیہ اور محدث؛ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم) میں سے ایک ہیں۔ کتبِ احادیث میں ان سے سات سو احادیث مروی ہیں جن میں سے سترہ متفق علیہ ہیں۔ جبکہ آٹھ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور بیس احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ [2]

آپ کا شمار ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ چنانچہ

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب: ٩٧٤؛ احمد: ٢ /١٧٤؛ الحاکم: ١ /٥٥٤۔

[2] تھذیب التھذیب: ٥ /٢٩٤۔

یہ رسولِ اکرم ﷺ کی احادیث وارشادات کو لکھ لیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا: اے عبداللہ! نبی اقدس ﷺ کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں کبھی خوشی کی حالت میں تم سب کچھ لکھ لیتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے احادیث کو لکھنا چھوڑ دیا۔ اور نبی اقدس ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''تم لکھ لیا کرو۔ اس (زبان) سے جو کچھ نکلتا ہے، حق نکلتا ہے۔'' [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اپنے اس صحیفہ کا نام ''الصادقة'' رکھا تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے زندگی کی آرزو صرف دو چیزوں نے پیدا کررکھی ہے۔ جس میں ایک صادقہ ہے۔ اور ''صادقہ'' وہ صحیفہ ہے جو آنحضرت ﷺ سے سن کر میں نے لکھا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی وفات پر یہ صحیفہ ان کے پوتے شعیب بن محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ کو ملا تھا۔ اور شعیب سے ان کے صاحبزادے عمرو روایت کرتے ہیں چنانچہ کتبِ حدیث میں جتنی روایتیں عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کے سلسلہ کی منقول ہیں وہ سب صحیفۂ صادقہ کی حدیثیں ہیں۔) [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سورۃ ﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، جب یہ سورۃ سنی تو رو پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے رلایا؟'' انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سورۃ نے رلایا۔ [3]

آپ کی وفات طائف میں ۶۳ھ میں ہوئی۔ [4]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① ''روزہ'' اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور حصول ثواب کے لیے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، شہوات انسانی اور لغویات سے رک جانے کا نام ہے۔ روزہ صرف روز قیامت اپنے رکھنے والے کی سفارش ہی نہیں کرے گا بلکہ وہ اسے کئی ایک اللہ تعالیٰ سے

---

[1] سنن أبی داود، العلم، باب فی کتابة العلم، ح: ٣٦٤٦۔ [2] سیر أعلام النبلاء: ٣/ ٨٩۔ [3] تفسیر طبری: ١٢/ ٢٦٣؛ شعب الایمان: ٩/ ٣١٢۔
[4] تهذیب التهذیب: ٥/ ٢٩٤۔

انعام لے کر دے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِيْنٌ مِنَ النَّارِ)) ❶

''روزہ ڈھال اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط ترین قلعہ ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ آگ سے ڈھال ہے روزے دار کو چاہیے کہ وہ فضول اور فحش باتیں نہ کرے اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو وہ اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔'' ❷

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❸

''جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے روزہ رکھا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

② قرآن بھی سفارش کرے گا حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ)) ❹

''قرآن پڑھا کرو کیونکہ قرآن روز قیامت اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا۔''

③ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

((اقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَؤُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ

---

❶ صحيح الجامع الصغير: ٣٨٦٧۔

❷ بخاری، الصوم، باب فضل الصوم: ١٨٩٤۔

❸ صحيح الترغيب والترهيب: ١/ ٤١٢۔

❹ صحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل القراءة: ٨٠٤۔

أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) ❶

''زہراوین، کی تلاوت کرو اور وہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ہیں (روز قیامت یہ اپنے پڑھنے والے کے پاس روشنی کی شکل میں) ان کے آگے آگے ہوں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں جن سے روشنی چمکتی ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں (سایہ کیے ہوئے) اپنے پڑھنے (یا یاد کرنے) والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی، سورۃ البقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو لینا (حفظ کرنا) باعث برکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ سُورَةً فِي الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾))

''قرآن مجید میں تیس آیات کی ایک سورت ہے جو (اس کے پڑھنے والے کے لیے) سفارش کریں گی حتی کہ اسے بخش دیا جائے گا اور یہ سورت ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ہے۔''

⑤ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن قرآن کہے گا: اے میرے ربّ! اس (حافظ قرآن) کو زیور پہنایے، چنانچہ اسے بزرگی کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا: اے میرے ربّ! زیادہ کیجئے۔ چنانچہ اسے کرامت کی عبا پہنائی جائے گی، پھر (قرآن) کہے گا: اے میرے رب اس سے راضی ہو جا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا، پھر (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا، اور (جنت کے درجوں پر) چڑھتا جا۔ البتہ ہر آیت کے بدلے اس کی نیکیاں زیادہ کردی جائیں گی۔'' ❷

---

❶ مسلم، فضائل القرآن، باب فضل قرآة القرآن وسورة البقره: ٨٠٤؛ ابن حبان: ١١٦؛ صحيح الجامع الصغير: ١١٧٦۔

❷ ترمذی، فضائل القرآن: ٢٩١٥، صحيح۔

اے اللہ! ہم سے آسان حساب لینا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝﴾ قَالَ: ((ذَٰلِكَ الْعَرْضُ)) [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کا حساب وکتاب شروع ہو گیا وہ تو ہلاک ہو گیا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جسے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا گیا اس سے آسان حساب ہوگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تو محض (نامہ اعمال دکھانا) اور پیش کرنا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والی راویہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ اور آپ کے والد محترم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کا سارا گھرانہ (ماں، باپ اور بہن بھائی) سب کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ دنیا کی تمام عورتوں سے بڑی فقیہ اور تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں، بعثت نبوی کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ چھ برس کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اور رخصتی ۹ برس میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہا صحابہ میں شامل ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے

---

[1] الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝﴾، ح: ۳۳۳۷۔

علمی استفادہ کیا ہے ان سے (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں جن میں سے متفق علیہ (۱۷۴) احادیث ہیں۔ ❶

ابن ابی ملیکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: فَقَالَ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) ❷

"جبریل علیہ السلام ان کی تصویر سبز رنگ کے ریشم میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں رفیقہ حیات ہیں۔"

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۸ ہجری میں اسلام قبول کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر عزیز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "عائشہ!" انہوں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کا باپ۔" ❸

سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا واقعی ان کی عظمت اور شان کو دوبالا کرتا ہے۔ ابن شہاب ابوسلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ! یہ جبرئیل آپ کو سلام کہتے ہیں۔" میں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں میں وہ نہیں دیکھ رہی۔" ❹

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کے لیے تو چھوٹے سے قد کی ہی کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پسندیدہ بیوی کو اس موقع پر کیا کہا:

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ لِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ)) ❺

---

❶ تهذيب التهذيب: ١٢/ ٤٦١؛ جوامع السيرة لابن حزم، ص: ٦٤-٦٥۔
❷ ترمذی، المناقب، باب المناقب: ٣٨٨٠۔ ❸ ترمذی، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ٧/ ١٩؛ مسلم، فضائل الصحابه رضی اللہ عنہم: ٢٣٨٤۔
❹ بخاری: ٣٧٦٨؛ مسلم: ٢٤٤٧؛ ترمذی: ٣٨٨١۔ ❺ ترمذی: ٢٥٠٢۔

”آپ نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ یہ سمندر کے پانی میں ملادی جائے تو سارا پانی کڑوا ہو جائے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”کاش! میں ایک درخت ہوتی جس کو کاٹ دیا جاتا۔ کاش! میں پیدا نہ ہوتی۔“ [1]

آپ نے رمضان ۵۷ھ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ [2] اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① روز قیامت میدان محشر میں سب سے پہلے نامہ اعمال ہاتھوں میں تھمایا دیا جائے گا اور پھر حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور یہ بہت مشکل مرحلہ ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا﴾ [3]

”اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے حاضر ہوں گے۔“

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ [4]

”اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو کھڑا کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اُس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔“

② امت محمدیہ کا حساب سب سے پہلے ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [5]

”(دنیا میں آنے میں) ہم آخری ہیں قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔“

---

[1] كتاب الزهد للوكيع: ١٤١؛ الطبقات الكبرىٰ: ٧٥۔

[2] تهذيب التهذيب: ١٢/ ٤٦١؛ جوامع السيرة لابن حزم، ص: ٦٤۔ ٦٥۔

[3] ١٩/مريم: ٩٥۔ [4] ٢١/الأنبياء: ٤٧۔

[5] بخاري، الجمعة، باب فرض الجمعة: ٨٧٦۔

③ حساب لیتے وقت اللہ کئی ایک سوال کرے گا مثلاً پہلا سوال نماز ہو گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ۔ فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ)) [1]

''بندے (کے حقوق اللہ) کے حساب کے وقت پہلا حساب نماز کا ہوگا، اگر وہ صحیح ہوئی تو اس کے باقی عمل بھی درست ہوں گے اور اگر یہی درست نہ ہوئی تو اس کے باقی اعمال بھی درست نہیں ہوں گے۔''

پھر سوال ہوگا:

'أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ'۔

کیا ہم نے تیرے بدن کو صحت نہ دی تھی اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا؟ [2]

پھر چار سوال ہوں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلاهُ؟ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ)) [3]

''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں قدم حرکت بھی نہ کر سکیں گے حتی کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اس کی عمر کے متعلق کہ اس نے اس کو کہاں فنا کیا؟ اس کی جوانی کے متعلق کہ اس نے اسے کہاں بوسیدہ کر دیا؟ اس کے مال کے متعلق کہ اس نے کہاں سے کمایا؛ اور کہاں خرچ کیا اور اس کے علم کے متعلق کہ اس نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

---

[1] نسائی، الصلاة، باب المحاسبة علی الصلاة: ٤٦٦؛ صحیح النسائی: ٤٥١۔
[2] ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ [3] البیهقی فی شعب الإیمان: ١٨٧٥؛ صحیح الترغیب والترهیب، البیوع: ١٧٣٦۔

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝﴾ [1]

''پھر اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔''

④ کچھ لوگوں کا حساب آسان اور کچھ کا تو بہت مشکل ہوگا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا." [2]

''اپنے آپ کا محاسبہ کرتے رہو اس سے پہلے کہ تمہارا (روزِ قیامت) حساب لیا جائے اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے تیار رکھو کیونکہ جس نے دنیا میں اپنا حساب کر لیا قیامت کے روز اس کا حساب ہلکا ہوگا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝﴾ [3]

''تو جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا۔ اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ (اللہ کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں ہاں اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔''

---

[1] ۱۰۲/التکاثر:۸۔ [2] الترمذی، صفة القیامة، باب حدیث الکیس من دان نفسه، ح: ۲۴۵۹۔ [3] ۸۴/الانشقاق:۷۔ ۱۵۔

⑤ اللہ تعالیٰ سے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہر مسلمان سے آسان حساب لے ورنہ مرحلہ بہت مشکل ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہم سب کو بغیر حساب کے جنت عطا فرمائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَسِيْرًا))

''اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا۔''

میں نے عرض کیا:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ.

''اے اللہ کے نبی! آسان حساب سے کیا مراد ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْ يَنْظُرَ فِيْ كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ، إِنَّهُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ)) [1]

''آسان حساب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھے اور نظر انداز کر دے اور جس کے نامہ اعمال پر اس روز بحث ہوگی اے عائشہ وہ تو ہلاک ہو گیا۔''

[1] مسند أحمد، حسن؛ مشكوة المصابيح: ٣/ ٥٥٦٣۔

روزِ قیامت میزان میں وزنی چیز

عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ)) [1]

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''میزان میں سب سے وزنی چیز اچھا اخلاق ہے اور اچھے اخلاق اور صوم وصلاۃ کرنے والے کے درجہ کو پہنچ جائے گا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں ابودرداء رضی اللہ عنہ ان کا اسم گرامی عویمر رضی اللہ عنہ ہے۔قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن کعب سے ہیں۔والدہ کا نام محبہ تھا۔جو ثعلبہ بن کعب کے سلسلہ سے وابستہ تھیں، بعثت نبوی کے زمانہ میں تجارت کسب معاش کا ذریعہ تھا لیکن جب یہ شغل عبادت میں خلل انداز ہوا تو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا، ۲ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے،حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے جو روایات احادیث میں مدون ہیں، ان کی تعداد ۱۷۹ ہے،جن میں سے بخاری میں ۱۳ اور مسلم میں ۸ ہیں۔

ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے ان کے گھر گئے، یہ دونوں مواخاۃ کے قاعدے سے بھائی بھائی تھے، بھاوج کو دیکھا تو نہایت معمولی وضع پایا،سبب پوچھا تو نیک بی بی نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی (ابوالدرداء رضی اللہ عنہ) دنیا سے بے نیاز ہوگئے ہیں، ان کو اب ان چیزوں کی کچھ پروا نہیں،حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے،سلمان کو مرحبا کہا اور کھانا پیش کیا۔سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ بھی آیے،حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو روزے سے ہوں،سلمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا آپ کو میرے ساتھ کھانا ہوگا ورنہ میں بھی نہ کھاؤں گا،

---

[1] ترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق، ح: ٢٠٠٣۔

رات کو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہی کے مکان میں قیام کیا، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نماز کے لیے اٹھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے روک لیا، اور فرمایا: بھائی آپ پر خدا کا بھی حق ہے، بیوی کا بھی اور اپنے بدن کا بھی، آپ کو ان سب کا حق ادا کرنا چاہیے۔ صبح کا تڑکا ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو جگایا اور کہا اب اٹھو۔ دونوں بزرگوں نے نماز پڑھی، اس کے بعد ادائے دوگانہ کے لیے مسجد نبوی گئے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان نے ٹھیک کہا، وہ تم سے زیادہ سمجھدار ہیں۔'' [1]

حضرت کثیر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق (شام) کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کرتے ہیں۔ آپ کے پاس میرے آنے کی اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی کسی راستہ کو (خواہ لمبا ہو یا مختصر) علم دین حاصل کرنے کے لیے اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستہ پر چلاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے (یعنی فرشتے) اور جو زمین کے اوپر ہے (یعنی جن وانس) اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔''

((وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)) [2]

''اور عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے اور عالم انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا وراثت میں دینار و درہم نہیں

---

[1] صحیح بخاری، الصیام، باب من اقسم علی اخیه.....الخ: ۱۹۶۸۔ [2] سنن ابو داد، العلم، باب الحث علی طلب العلم: ۳٦٤١؛ مسند احمد: ۲۲۰۵۸۔

چھوڑ گئے ہیں، ان کا ورثہ علم ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔"

فوائد

① تکمیلِ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اس بات پر ایمان رکھے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آدمی کے لیے جنت و جہنم کا فیصلہ کرنے کے لیے میزان لگائے گا اور اس کا لگنا حق ہے اور پھر نیکیوں کے بھاری پلڑے والا کامیاب اور برائیوں کے بھاری پلڑے والا خائب و خاسر ہو جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨﴾ [1]

"اور اس روز (اعمال کا) تولنا برحق ہے۔ تو جن لوگوں کے (اعمال کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔ اور جن لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لیے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ④⑦﴾ [2]

"اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو کھڑا کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اُس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ۷/الأعراف: ۸۔ ۹۔ [2] ۲۱/الأنبياء: ٤٧۔

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً حُفَاةً غُرْلًا))

''روز قیامت لوگوں کو میدان محشر میں ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بے ختنہ اکٹھا کیا جائے گا۔''

تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ تب تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے (پردے کا کیا ہوگا) تو آپ نے فرمایا: ''اس دن مصروفیت ہی اتنی ہوگی کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اس دن مصروفیت کیا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَشْرُ الصَّحَائِفِ فِيهَا مَثَاقِيلَ الذَّرِّ وَمَثَاقِيلَ الْخَرْدَلِ)) [1]

''نامہ اعمال کے حصول میں جن میں ذرہ اور رائی کے برابر وزن کے اعمال موجود ہوں گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِيمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ اس کے وعدوں کو سچا جانتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا رکھے گا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا، لید اور پیشاب قیامت کے دن مجاہد کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لہذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، مجھے بتائیے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کی خیانت، نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا جائے گا۔ اگر سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ برابر ہو گئے، نہ ان کا تم پر

---

[1] الترغيب والترهيب، البعث، فصل في الحشر: ٢٠٨٦۔ فيه ضعف [2] البخاري، الجهاد، باب من احتبس فرسا لقوله عزوجل ومن رباط الخيل، ح: ٢٨٥٣۔

حق رہا اور نہ تمہارا ان پر، اگر تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔'' پھر وہ شخص روتا چلاتا ہوا وہاں سے چلا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ؀﴾ ❶

''اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔''

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کے اور اپنے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کروں میں آپ کو گواہ بنا کر آزاد کرتا ہوں۔ ❷

② میزان کے ہونے پر ایمان لانا تکمیلِ ایمان سے ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ الْمِيْزَانِ وَ تُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) ❸

''ایمان میں ہے کہ تو اللہ، فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور جنت وجہنم اور میزان پر ایمان لائے موت کے بعد زندہ ہونے، اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔''

③ جس کا میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا وہ کامیاب اور جنت میں اور جس کا نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو گیا وہ ناکام اور دوزخ میں جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ۲۱/الانبیاء:۴۷۔ ❷ صحیح، ترمذی، تفسیر القرآن، باب سورة الأنبياء: ۳۱۶۵؛ أحمد: ۶ /۲۸۰۔

❸ صحیح الجامع الصغیر: ۲۷۹۵۔

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ 1

''وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے۔اس کا مرجع ہاویہ ہے۔اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔''

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ﴾ 2

''تو جن کے (اعمال کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔''

④ میزان میں چند وزنی عمل جیسا گزشتہ حدیث میں اچھے اخلاق کو سب سے وزنی عمل قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح آپ سے حدیث بطاقہ موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ : لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُوْلُ: لَا، يَا رَبِّ، فَيَقُوْلُ: بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، فَيَقُوْلُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتْ

---

1 ١٠١/القارعة: ٦۔ ١١۔

2 ٢٣/المؤمنون: ١٠٢۔ ١٠٣۔

الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے میری امت میں سے ایک شخص کا انتخاب فرمائیں گے۔ اس کے سامنے اس کے اعمال کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے، ہر رجسٹر کا طول وعرض انسان کی حدِ نظر کے برابر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے ان (رجسٹروں میں لکھی ہوئی باتوں میں سے) کسی ایک بات پر بھی اعتراض ہے؟ کیا میرے کراماً کاتبین فرشتوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ جواب دے گا: نہیں، اے پروردگار! اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا، تجھے کوئی عذر تھا؟ وہ جواب دے گا: نہیں، اے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا۔ اس میں لکھا ہوگا کہ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو (اعمال کے) وزن کے وقت موجود رہنا۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! ان بہت سے رجسٹروں کے مقابلے میں اس ایک پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلاشبہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام رجسٹروں کو ایک پلڑے میں اور کاغذ کے پرزے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رجسٹروں کا وزن کم ہوگا اور کاغذ کا پرزہ ان پر بھاری پڑ جائے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کوئی شے وزن والی نہیں ہوگی۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا:

((أُوْصِيْكَ بِقَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنَّهَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كَفَّةٍ وَوُضِعَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ فِيْ كَفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ)) ❷

---

❶ الترمذی، الإیمان، باب ما جاء فیمن یموت وهو یشهد أن لا إله الا اللّٰه: ۲۹۳۹؛ ابن ماجه: ۴۳۰۰، امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❷ صحیح الترغیب والترهیب، الذکر والدعاء، باب الترغیب فی قول لا إله إلا اللّٰه وما جاء فی فضلها: ۱۵۳۰، صحیح لغیره۔

''میں تمہیں کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ اگر یہ کلمہ ایک پلڑے میں اور آسمان وزمین دوسرے پلڑے میں رکھ دیے جائیں تو یہ ان سے (وزن میں زیادہ ہونے کے باعث) جھک جائے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) [1]

''دو کلمے (ایسے) ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں، رحمٰن کو محبوب ہیں (وہ کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔''

سیدنا ابو مالک اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ)) [2]

''طہارت آدھا ایمان ہے (ایک مرتبہ) الحمدللہ کہنا ترازو کو (نیکیوں سے بھر دیتا ہے سبحان اور الحمدللہ کہنا زمین وآسمان کے درمیان ساری جگہ کو (نیکیوں) سے بھر دیتا ہے۔''

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں) سے منقول ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت نماز فجر کے لیے ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت واپس تشریف لائے وہ اپنی جگہ یعنی مصلی پر بدستور بیٹھی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''جس حالت میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا، اسی طرح مسلسل بیٹھی ہوئی ہو؟'' یعنی صبح کے وقت سے اب تک کہ چاشت کا وقت آ گیا ہے مصلی پر بیٹھی ہوئی اسی طرح ذکر الٰہی میں مشغول ہو) انہوں نے کہا کہ جی ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بخاري، الدعوات، باب فضل التسبيح: ٦٤٠٦؛ مسلم: ٢٦٩٤؛ الترمذي: ٣٤٦٧۔ [2] صحيح مسلم، الإيمان: ٢٢٣۔

((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ))

''میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں وہ چار کلمے ایسے ہیں کہ اگر ان کو اس چیز سے تولا جائے جس کے کہنے میں تم ابتداء دن سے اب تک مشغول رہی ہو (یعنی ذکر میں تو یقیناً چار کلمے اس چیز پر بھاری رہیں گے (یعنی ان چار کلموں کا ثواب اس پورے وقت ذکر الٰہی میں تمہاری مشغولیت کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔ اور وہ چار کلمے یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) [1]

''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی ذات کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مانند ہے۔''

⑤ میزان میں یقیناً وزن انسان کے ایمان، تقویٰ اور عمل کا ہوگا۔ کتنے مومن ہوں گے کہ دبلے پتلے مگر ان کے ایک بازو اور ٹانگ کا وزن ہی احد پہاڑ سے زیادہ ہوگا۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے: ٹانگیں نہایت پتلی تھیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان کو چھپائے رکھتے تھے، ایک مرتبہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک توڑنے کے خیال سے پیلو کے درخت پر چڑھے تو ان کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو حالانکہ یہ قیامت کے روز میزانِ عدل میں کوہِ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔'' [2]

اور کتنے بدقسمت ایسے ہوں گے جن کا وزن ہی نہیں ہوگا اگرچہ وہ بہت بڑے جسم، قد

---

[1] صحیح مسلم، الذکر و الدعاء، باب التسبیح اول النهار: ٦٩١٣۔

[2] طبقات ابن سعد: ٣/ ١١٣۔

وقامت والے ہوں گے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾)) [1]

''قیامت کے روز ایک بڑا اور موٹا آدمی آئے گا اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا قرآن مجید کی آیت پڑھو (اور غور کرو) کافروں کے لیے ہم روز قیامت کوئی میزان نہیں لگائیں گے۔''

---

[1] صحيح مسلم، صفات المنافقين، باب حال الكافر العظيم السمين، ح: ٢٧٨٥ (٧٠٤٥)۔

پل صراط کیا ہے؟

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَلَغَنِیْ أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ. [1]

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ان کا نام ونسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر خزرجی ہے۔ان کے اجداد میں ابجر کا نام خُدرہ تھا۔جن کی طرف ان کی نسبت ہے۔بعض نے یہ بھی کہا کہ خدرہ اصل میں ابجر کی والدہ کا نام تھا۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن مالک غزوۂ احد میں شہید ہوگئے۔اور آپ کو کم عمری کی وجہ سے غزوۂ احد میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ بعد کے بارہ غزوات میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔آپ سے کل گیارہ سو ستر احادیث مروی ہیں۔جن میں سے چھیالیس متفق علیہ ہیں۔حنظلہ بن ابی سفیان اپنے اساتذہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کم سن صحابہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی افقہ واعلم نہیں تھا۔ [2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کسی سفر میں گئے، انہوں نے عرب کے کسی قبیلے میں جا کر پڑاؤ کیا اوران سے مہمان نوازی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کردیا، پھر اتفاق سے اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔پھر کسی نے کہا: تم صحابہ کرام کے پاس

---

[1] مسلم، الإیمان، باب إثبات رؤیة المؤمنین فی الآخرة ربهم، ح: ۱۸۳ (٤٥٤)۔ [2] الإصابة فی تمییز الصحابة: ۳/ ۷۸، ۷۹؛ اسد الغابه: ٦/ ۱۳۳۔

جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ تو ابو سعید نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! جھاڑ پھونک تو کرتا ہوں مگر اللہ کی قسم! ہم نے تم سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اس لیے میں دم نہیں کروں گا۔ ہاں اگر تم ہمارے لیے کچھ اجرت مقرر کرو (تو پھر دم کروں گا جب) ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر صحابہ کو رضامند کر لیا تو میں گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا۔ گویا اس کے بندھن کھول دیئے گئے ہیں اور وہ اٹھ کر چلنے لگا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجرت جس پر ان کو راضی کیا تھا دے دی تو بعض لوگوں نے کہا (اس کو) تقسیم کر لو مگر جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا ایسا نہ کرو۔ حتی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کریں۔ پھر دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ''تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا اور جو کچھ ملا ہے وہ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔'' [1]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان کی کھجوریں روزانہ کوئی نہ کوئی کھا جایا کرتا تھا، ایک رات انہوں نے پہرہ دیا اور ایک جن پکڑ لیا اور اس جن نے اقرار کیا کہ ہم ہی آپ کی کھجوریں کھایا کرتے تھے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، کہ یہ بتاؤ کہ ہم تم سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا کہ جو شخص آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھ لے وہ شام تک اور جو صبح پڑھے وہ صبح تک محفوظ ہو جاتا ہے، تو صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات اللہ کے رسول کے سامنے پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس خبیث شیطان نے سچی بات کہی۔'' [2]

---

[1] بخاری، الاجارۃ، با ما یعطی فی الرقیۃ......: ۲۲۷۶۔ [2] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۶۱، ۹۶۲؛ دلائل النبوۃ للبیهقی: ۷، ۱۰۸؛ صحیحه ابن حبان: ۷۸۴۔

۶۴ھ یا ۶۷ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔ اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ [1]
اللہ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① پل صراط اندھیرے میں نصب جہنم کے اوپر بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز راستہ ہے جو جنت کی طرف جاتا ہے جس کی وضاحت قرآن وسنت میں موجود ہے جیسا کہ حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے، ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی رونے لگی، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کیوں روتی ہو۔۔؟ بیوی نے عرض کی آپ کو روتے دیکھا تو میں بھی رونے لگی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وعدہ یاد آ گیا۔

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ ﴾ [2]

”اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں......؟ [3]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْجِسْرُ؟ قَالَ: ((دَحْضٌ مَزِلَّةٌ فِيهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَ كَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ

---

[1] الإصابة: ۳/ ۷۸، ۷۹؛ اسد الغابة: ٦/ ۱۳۳۔ [2] ۱۹/ مریم: ۷۱، ۷۲۔
[3] تفسیر عبدالرزاق: ۲/ ۳٦۳(۱۷۷۹)؛ تفسیر طبری: ۸/ ۳٦۰؛ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ۲۹۱، سنده صحیح۔

وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) ❶

صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ پل کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہوگی جس میں آنکڑے اور کنڈیاں ہوں گے نیز ایسے کانٹے ہوں گے جیسے نجد کے علاقہ میں ہوتے ہیں جنہیں سعدان کہا جاتا ہے اس پل سے بعض مومن پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے بعض بجلی کی سی تیزی سے، بعض ہوا کی تیزی سے، بعض پرندے کی تیزی سے، بعض تیز رفتار گھوڑوں کی تیزی سے اور بعض اونٹوں کی رفتار سے گزریں گے بعض خیر وعافیت سے پل پار کریں گے بعض زخمی کیے جائیں گے لیکن پل صراط پار کرلیں گے لیکن بعض ٹھوکریں کھا کر جہنم میں گر جائیں گے۔''

③ پل صراط کا معاملہ بڑا سخت ہوگا جس شخص نے جتنے گناہ کیے اس مقدار سے وہ پل صراط سے جہنم میں گر جائے گا پھر اللہ اسے اس کے گناہوں کی سزا کے بعد اپنے فضل سے وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا اور یہ معاملہ اتنا مشکل اور خوفناک ہوگا کہ سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے جہنم کی آگ یاد آئی تو میں رونے لگی رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا:

((مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ))

''کیوں رو رہی ہو؟'' میں نے عرض کیا مجھے جہنم کی آگ یاد آئی تو میں رونے لگی۔ کہا: آپ قیامت کے روز اپنے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں گے (یا نہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین جگہیں تو ایسی مشکل ہیں جہاں کوئی کسی دوسرے کو یاد نہیں رکھے گا۔''

۱۔ ((عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ))

''اعمال کے وزن کے وقت حتی کہ آدمی کو معلوم ہوجائے کہ اس کے اعمال کا

---

❶ صحيح مسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ح: ١٨٣ (٤٥٤)۔

وزن ہلکا ہے یا بوجھل۔''

۲۔ ((وَعِنْدَ تَطَايُرِ الصُّحُفِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ))

''نامہ اعمال وصول ہونے کی جگہ پر حتی کہ آدمی کو معلوم ہو جائے کہ آدمی کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں یا پیٹھ کے پیچھے سے۔''

۳۔ ((وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ حَتَّى يَجُوزَ)) [1]

''پل صراط کے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا حتی کہ آدمی اسے عبور کر لے۔''

③ نبی کریم ﷺ اور امت محمدیہ ﷺ ہی سب سے پہلے اس پل صراط کو عبور کریں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) [2]

''پل صراط جہنم کے اوپر رکھا جائے گا سارے رسولوں میں سے میں ہی سب سے پہلے اپنی امت کو لے کر اسے عبور کروں گا انبیا کے علاوہ اس دن کوئی بات کرنے کی جرأت نہیں رکھے گا اور انبیا بھی اپنی زبان سے صرف یہی ادا کر رہے ہوں گے اے اللہ! سلامتی سلامتی عطا فرما۔''

④ پل صراط کے وقت مومن کو اپنے عمل کے مطابق نور ملے گا جس کی روشنی میں وہ چلے گا اور کافر و منافق اور مشرک کو اس نور سے محروم کر دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ ۚ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ

---

[1] ابوداود، السنة: ٤٧٥٥، حسن۔

[2] مسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ح: ٢٩٩۔

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾ ❶

''اس دن اللہ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نورِ ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر دے اور ہمیں معاف فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

﴿ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ ﴾ ❷

''اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظرِ (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نُور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہاں) نُور تلاش کرو پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جو اس کی جانبِ اندرونی ہے اس میں تو رحمت ہے اور جو جانبِ بیرونی ہے اس طرح عذاب (واذیت)۔ تو (منافق لوگ مومنوں سے) کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لا طائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دغا دیتا رہا۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَيُعْطَى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٍ أَوْ مُؤْمِنٍ نُورًا ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ

---

❶ ٦٦/التحريم:٨۔ ❷ ٥٧/الحديد: ١٣۔ ١٤۔

وَعَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَأْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَطْفَأُ نُورُ الْمُنَافِقِينَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُونَ.❶

”(پل صراط پر) ہر انسان کو وہ مومن ہو یا منافق نور دیا جائے گا اور سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گے، جہنم کے پل پر کنڈیاں اور کانٹے ہوں گے، کنڈیاں اور کانٹے لوگوں کو پکڑیں گے جنہیں اللہ چاہے گا منافقوں کا نور جلد بجھ جائے گا اور اہل ایمان اپنے نور کے ساتھ پل صراط عبور کر لیں گے۔“

⑤ ہر بندے نے پل صراط سے گزرنا ہے پھر اس کو اچھے طریقے سے عبور کرنے کے لیے اپنے اعمال صالحہ کو تیار کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارے سلف اس کی فکر کرتے ہوئے تیاری کرتے تھے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک صالح آدمی نے اپنے بھائی سے دریافت کیا:

هَلْ أَتَاكَ أَنَّكَ وَارِدُ النَّارِ؟

”کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا گزر جہنم (پل صراط) کے اوپر سے ہونے والا ہے۔“

اس نے جواب دیا: ہاں! تو اس نے پھر دریافت کیا:

فَهَلْ أَتَاكَ أَنَّكَ صَادِرٌ عَنْهَا؟

”کیا تجھے معلوم ہے کہ تو وہاں سے بچ کر نکل جائے گا؟“

اس نے جواب دیا: نہیں معلوم۔

تب اس صالح آدمی نے کہا پھر یہ ہنسی کیسی؟ تو فرماتے ہیں:

فَمَا رُئِيَ ضَاحِكًا حَتّٰى لَحِقَ اللّٰهَ.❷

”رب کی قسم! پھر وہ شخص اپنی موت تک کبھی ہنسا ہی نہیں تھا۔“

---

❶ مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلتها فيها......، ح: ١٩١ (٤٦٩)

❷ تفسير ابن كثير ٣/ ١٧٩۔

گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم پر فرشتوں کی لعنت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ)) [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی و برا بھلا کہا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوعباس آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ اُمّ الفضل لبابۃ الکبری اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، تیرا سال صحبت رسول پائی۔ آپ وسعت علمی کی بنا پر ''البحر'' اور ''الحبر'' کہا جاتا تھا۔ تقریباً سولہ برس کی عمر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن بن گئے تھے۔

بعض بزرگوں نے کہا: امیر المومنین! اس عمر کے ہمارے بھی بچے ہیں لیکن آپ صرف انہیں ہی مجلس شوریٰ میں ہمارے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کی شان کے متعلق نہیں جانتے ہیں۔

چنانچہ ایک دن آپ نے اصحابِ مجلس سے سورۃ النصر ﴿ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ...... الآیۃ ﴾ کی تفسیر دریافت کی، بعض لوگ تو بالکل خاموش رہے جب کہ بعض نے کہا کہ اس میں فتح ونصرت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اے ابن عباس! کیا آپ کا بھی یہی خیال ہے؟

---

[1] صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ: ٦١٦١؛ الصحیحۃ: ٢٣٤٠۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدتِ عمر کے اختتام پذیر ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب فتح ونصرت آ چکی (اور مشن پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا) تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تسبیح وتحمید اور استغفار کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے بھی آپ کی رائے کے موافق ہے۔ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فراغت کے بعد تشریف لائے تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کس نے رکھا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنَ)) [2]

''اے اللہ! اسے دین میں فہم وتدبر عطا فرما۔''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ)) [3]

''اے اللہ! اسے دین میں فہم اور قرآن میں سمجھ بوجھ عطا فرما۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى صَدْرِهِ قَالَ: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

''مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔''

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) [4]

---

[1] صحیح بخاری: ٤٩٧٠، حلية الاولياء: ١ /٣١٤، سير أعلام النبلاء:٣ /٣٢١۔ [2] صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللّٰه بن عباس: ٢٤٧٧۔ [3] مسند احمد: ١ /٢٦٦۔ [4] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر ابن عباس: ٣٧٥٦؛ ابن ماجه: ١٦٦۔

”(اے اللہ!) اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔“

۶۸ھ میں انتقال فرما کر طائف میں مدفون ہوئے۔ ❶

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① کائنات میں امام الانبیا جناب محمد ﷺ اور انبیا کے بعد اگر کوئی ہستیاں معزز اور صاحب شرف وکمال ہیں تو وہ آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام ہیں جن کی آپ ﷺ، دین اسلام اور باہم محبت واخوت اور جانثاری کی مثالیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ ❷

”جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنھوں نے نیکوکاری کیساتھ اُن کی پیروی کی اللہ اُن سے خوش رہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اُس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ ❸

”تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یافتہ ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں (اور نہ مانیں) تو وہ (تمہارے) مخالف ہیں اور اُن کے مقابلے میں تمہیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا (اور)

---

❶ الاستيعاب: ت/١٦٠٦۔ ❷ ٩/التوبة: ١٠٠۔
❸ ٢/البقرة: ١٣٧۔

جاننے والا ہے۔''

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے کی بجائے ان کا احسان مانو کہ ان کی بدولت آج ہم تعلیمات اسلام کو محفوظ سن، پڑھ پا رہے ہیں۔ اور ان کا جو مقام اللہ کے ہاں ہے، ہم وہاں تک کبھی بھی پہنچ نہیں سکتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے زبان طعن دراز کرنے سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)) [1]

''میرے صحابہ کو گالی مت دو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے، خرچ کیے ہوئے، ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، گالی نہ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو تو بھی ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔'' [2]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ'' [3]

''تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو ان کا نبی کے ساتھ ایک گھڑی ٹھہرنا تمہارے ساری عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔''

③ گستاخ رسول کو اللہ تعالیٰ عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے اعزازات اور کمالات سے نوازا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا تو بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی شکایت لگائی کہ سعد ہمیں اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتا۔

---

[1] بخاري، المناقب، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا)): ٣٦٧٣۔

[2] صحيح الجامع الصغير: ٣٣٨٦۔ [3] ابن ماجة، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فَضْلُ أَهْلِ بَدْرٍ: ١٦٢، حسن۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں تو ان کو عین سنت کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں اور نماز کی ادائی میں ہرگز کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے بھی مطمئن تھے لیکن جواب سن کر مزید مطمئن ہو گئے۔ آپ نے مزید تحقیق کے لیے ایک شخص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کر دیا وہ مساجد میں جا کر آپ کے بارے میں رائے طلب کرتا اور ہر کوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا۔ البتہ ایک شخص نے گستاخانہ انداز اختیار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتے ہوئے تین باتیں کہیں۔

فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ.

''بلا شبہ سعد لشکر کے ساتھ نہیں جاتا، نہ برابری سے مال تقسیم کرتا ہے اور نہ ہی فیصلے میں انصاف کرتا ہے۔''

اس گستاخ شخص کی تینوں باتیں جھوٹ تھیں لیکن اس نے آپ کے مقام کو گرانے کے لیے آپ پر الزامات عائد کر دیے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں بددعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَ عَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ))

''اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے، ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر اور فقر کو لمبا کر دے اور اس کو آزمائشوں میں مبتلا کر۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ گستاخ ادھیڑ عمر میں غربت کی موت مرا اور آخر عمر میں اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے بہت زیادہ ذلیل ہوا کرتا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اللہ تعالیٰ تو بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینے والے اور ان کے متعلق گستاخانہ انداز اپنانے والے بہت بڑا بوجھ کندھوں پر اٹھاتے ہوئے ذلیل ہوتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [1]

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔''

نا چاہتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کرلینا کوئی بڑی بات نہیں، انسان بھول جاتا ہے اور شیطان کے ہاتھوں استعمال ہوجاتا ہے۔ اگر بندہ اپنے کیے پر فوراً معافی اور توبہ کا راستہ اختیار کرلے تو وہ عبرت کا نشان بننے سے بچ جاتا ہے لیکن اگر وہ نیک لوگوں کی تذلیل وتحقیر اور ان کی گستاخی کو اپنا معمول بنالے تو ایسے شخص کو اللہ جہان والوں کے لیے عبرت بنادیتا ہے۔ یہی معاملہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آیا، یہ بڑا ہٹ دھرم اور گستاخ آدمی تھا اس بدنصیب شخص نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ چہرے کی گستاخی کی کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام چوما کرتے تھے اور اس بدبخت نے اس چہرے پہ چھڑی رکھی جس چہرے پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسے دیا کرتے تھے۔

یہ گستاخ جب بری طرح ذلیل ہوکر قتل کیا گیا تو اس کی گردن کو کوفے کی جامع مسجد میں لایا گیا، اچانک دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ سانپ آیا اور وہ سب گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اس گستاخ کی گردن کے پاس پہنچا اور نتھنوں میں داخل ہوگیا کافی دیر تک وہیں رکا رہا پھر باہر نکلا اور غائب ہوگیا لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور ساری گردنوں کو پھلانگتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوگیا اور یہی عبرت ناک معاملہ تین بار پیش آیا۔ اللہ اکبر۔ [2]

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ﴾ [3]

''اور ہرگز خیال نہ کرو کہ اللہ اس سے بے خبر ہے جو ظالم کررہے ہیں وہ ان کو اس

[1] ٣٣/الاحزاب: ٥٨۔ [2] جامع ترمذی: ٣٧٨٠۔

[3] ١٤/ابراھیم: ٤٢۔ ٤٣۔

دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ وہ سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے، ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آئے گی اور ان کے دل بدحواس ہوں گے۔''

اور مزید فرمایا:

﴿ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [1]

''اور ظلم کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔''

اور یہ دردناک عذاب کبھی دنیا میں ذلت و رسوائی کی شکل میں ملتا ہے اور کبھی قیامت کے روز جہنم کی صورت میں ملے گا۔

④ الصارم المسلول میں موجود ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہ نے مقداد کو کسی جھگڑے کی وجہ سے گالی دے دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبید اللہ کو لاؤ میں اس کی زبان کاٹ دوں تا کہ بعد میں کسی کو صحابہ کو گالی دینے کی جرأت پیدا نہ ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے امیر المومنین کو ان کے اس ارادہ سے بمشکل باز رکھا۔ [2]

---

[1] ٧٦/الدهر: ٣١۔

[2] الصارم المسلول، ص: ٥٨٥۔

یہ دنیا مچھر سے بھی حقیر

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ)) [1]

''سہل بن سعد سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو پانی کا گھونٹ نہ پلاتا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھا۔ ان کا نام ''حزن'' تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ''سہل'' رکھ دیا تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ أُدْرِكَ السُّحُورَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [2]

''میں سحری اپنے گھر میں کھاتا، پھر جلدی کرتا تاکہ نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جائے۔''

آپ ﷺ کی تشریف آوریٔ مدینہ کے وقت ان کی عمر ۵ سال تھی۔ دو برس کے بعد غزوۂ بدر پیش آیا۔ اس وقت یہ سات سال کے تھے۔ لڑائی سے قبل ان کے والد نے انتقال کیا۔ اور حضرت سہل کو یتیم چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے لڑائی ختم ہونے کے بعد اور مجاہدین کی طرح ان کے باپ کا بھی حصہ لگایا کیونکہ وہ جنگ کا عزم کر چکے تھے۔ غزوۂ احد میں وہ اور

---

[1] الترمذي، الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا على الله: ٢٣٢٠؛ صحيح لشواهده السلسلة الأحاديث الصحيحة: ٩٤٣۔

[2] بخاري، الصوم، باب تعجيل السحور: ١٩٢٠۔

لڑائیوں کی طرح شہر کی حفاظت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو جب چشم زخم پہنچا اور دھویا گیا اس وقت آپ کے پاس آ گئے تھے۔ ۵ھ میں غزوۂ خندق ہوا، باوجود صغرسنی جوش کا یہ عالم تھا کہ خندق کھودتے اور مٹی اٹھا اٹھا کے کندھے پر لیجاتے تھے۔ غزواتِ مابعد میں بھی میدانِ جنگ کے قابل نہ ہو سکے۔ ۱۵ برس کا سن ہوا اور تیغ زنی کے قابل ہوئے تو خود سرورِ عالم ﷺ نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔ یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے۔

انہوں نے ۹۷ھ ۸۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ وہ مدینہ منورہ میں موجود آخری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمت کا نزول فرمائے۔ [1]

فوائد

① اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا حقیر چیز کا نام ہے جس کے پیچھے آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فقط دھوکے کا سامان کہا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [2]

''اور نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر دھوکہ کا سامان۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ [3]

''اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟''

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دنیا کی رنگینیاں دیکھ کر آدمی اس کے پیچھے بھاگتا ہے جبکہ ہو سکتا ہے اس کو پانے سے پہلے ہی وہ ضائع ہو جائے جیسے کسان فصل کاشت کرتا ہے جب وہ تیار ہو جاتی ہے تو وہ گمان کرتا ہے کہ اب میرے علاوہ یہ کس کے پاس

---

[1] اسد الغابه: ٢/ ٥٧٥، ٥٧٦؛ الجرح والتعديل: ٤/ ١٩٨؛ الطبقات لخليفة: ٦٠٦۔ [2] ٣/آل عمران: ١٨٥۔ [3] ٦/الأنعام: ٣٢۔

جائے گی؟ یہ سارا مال میرا ہی ہے۔ لیکن اگر اچانک آندھی آئے اور اسے تہس نہس کر دے تو کون اسے واپس دلا سکتا ہے ایسے ہی دنیا کی دلفریب کشش کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۴﴾ [1]

"دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اُس کو آسمان سے برسایا پھر اُس کیساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں ملا کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اُس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"

② نبی کریم ﷺ نے دنیا کی حقارت کا ذکر کرتے ہوئے کئی مثالیں پیش کیں مثلاً آپ ﷺ نے دنیا کو مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ دوسری جگہ آپ ﷺ نے مردار بکری کے بچے کے برابر بھی اس کو قرار نہیں دیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلاً مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ)) فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ قَالَ: ((أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ)) قَالُوا: وَاللَّهِ

---

[1] ۱۰/یونس: ۲۴۔

لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا فِيهِ لِأَنَّهُ أَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ فَقَالَ:

((فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ)) [1]

رسول اللہ ﷺ بھیڑ کے ایسے مردار بچے کے پاس سے گزرے کہ جس کے کان چھوٹے چھوٹے تھے آپ ﷺ نے (صحابہ سے) سے دریافت کیا: ''تم میں سے کون ایک درہم کے بدلے اسے لینا پسند کرے گا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم تو کسی معمولی چیز کے عوض بھی اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے۔'' لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان چھوٹے ہیں پھر مرنے پر اس کو کون لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تمہارے نزدیک یہ حقیر ہے۔''

ایک مقام پر آپ ﷺ نے دنیا کو سمندر کے پانی کے قطرے کے برابر بھی قرار نہیں دیا۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰذِهِ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ)) [2]

''اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال بس اتنی سی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا کے پانی میں ڈالتا ہے وہ غور کرے کہ انگلی کے ساتھ کتنا پانی لگتا ہے۔''

کسی مقام پر آپ ﷺ نے دنیا کو ملعون قرار دیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ أَوْ عَالِمًا

---

[1] مسلم، الزهد والرقائق، باب: ٢٩٥٧؛ ابوداود: ١٨٦۔

[2] مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا: ٢٨٥٨۔

أَوْ مُتَعَلِّمًا)) ❶

''خبردار بے شک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون (رحمت الٰہی سے دور کرنے والا) ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ اعمال جنہیں اللہ محبوب جانتا ہے، عالم اور علم سیکھنے والا۔''

③ دنیا انسان کی ضروریات کا ساز و سامان ہے اور آخرت اس کی اصل کامیابی۔ اسی لیے آدمی ہمیشہ ایسے اعمال کرے جس سے اس کی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کامیاب اور کامران ہو جائے اور دنیا کی اشیا اور رنگینیوں میں اس قدر الفت نہ کرنے لگ جائے کہ اسے آخرت بھول ہی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى)) ❷

''جس نے (اللہ سے بڑھ کر) دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو برباد کر لیا اور جس نے آخرت کے ساتھ محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا بس تم باقی رہنے والی اشیاء کو فنا ہونے والی اشیاء پر ترجیح دو۔''

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ)) ❸

''اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق فقیری کا خوف نہیں رکھتا بلکہ تمہارے بارے میں مجھے یہ خدشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ ہو جائے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ ہوئی پس تم اسی میں رغبت کرو گے جیسا کہ انہوں نے اس میں رغبت کی اور وہ تمہیں تباہ و برباد کر دے گی جیسا کہ اس نے انہیں برباد کر دیا۔''

---

❶ ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنيا: ٤١١٢؛ الترمذى: ٢٣٢٢؛ الصحيحة: ٢٧٩٧۔ ❷ مسند احمد: ٤/٤١٢؛ الصحيحة: ٣٢٨٧، حسن لشواهده۔

❸ البخارى، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا: ٦٤٢٥۔

④ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر دنیا کی مثال مچھر کے ساتھ دی ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مچھر و مکھی کی مثالیں کیوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی قرآن میں دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴾ [1]

''بیشک اللہ تعالیٰ اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے۔ جو لوگ مومن ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ ان کے رب کی طرف سے سچ ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہی کیا ہے؟ اس سے (اللہ تعالیٰ) بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے تو صرف نافرمانوں ہی کو۔''

مزید حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ذکر فرمایا: ''قیامت کے روز ایک بڑا اور موٹا آدمی آئے گا اللہ کے نزدیک اس کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہو گی۔'' [2]

مثال دے کر بات کو سمجھانا اللہ رب العزت اور جناب محمد ﷺ کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی ایک پرند و چرند، جانوروں کی مثالیں دے کر انسان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے، چند ایک بطور نمونہ یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے مکھی کی مثال بیان کی:

---

[1] ٢/البقرة: ٢٦۔

[2] بخاری، التفسیر، باب أولئك الذين كفروا بآيات......: ٤٧٢٩۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ ﴾ 1

''لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اُسے اُس سے چھڑا نہیں سکتے، طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں۔''

② اللہ تعالیٰ نے مکڑی کی مثال بیان کی:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ 2

''جن لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال لکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔ کاش! یہ (اس بات کو) جانتے۔''

③ اللہ تعالیٰ نے کتے کی مثال بیان کی:

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ 3

''اور اگر ہم چاہتے تو اُن آیتوں سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا تو اُس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے رہے اور یونہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو

---

1 ۲۲/الحج: ۷۳۔ 2 ۲۹/العنکبوت: ۴۱۔
3 ۷/الأعراف: ۱۷۶۔

(ان سے) یہ قصہ بیان کردو تاکہ وہ فکر کریں۔"

④ اللہ تعالیٰ نے گدھے کی مثال بیان کی:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ [1]

"جن لوگوں (کے سر) پر تورات لدوائی گئی پھر انہوں نے اس (کے بارِ تعمیل) کو نہ اٹھایا ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں جو لوگ اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں ان کی مثال بُری ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

---

[1] ٦٢/الجمعة: ٥۔

بیٹی کی پرورش اور جنت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ)) وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے دو بیٹیوں کی بلوغت کو پہنچنے تک پرورش کی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ قیامت کے دن ایسے ہوں گے۔ (آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری کے ساتھ ملایا)۔“

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں، عبدالعزیز کے بھائی عثمان بن ابی رواد بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدَمِشْقَ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقُلْتُ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هَذِهِ الصَّلٰوةَ، وَهٰذَا الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ. [2]

”میں نے زہری سے سنا کہ میں دمشق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا، آپ اس وقت رو رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی چیز اس نماز کے

---

[1] صحيح مسلم، البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات: ٢٦٣١ (٦٦٩٥)۔ [2] البخاري، الصلاة، باب تضييع الصلاة عن وقتها: ٥٣٠۔

علاوہ اب میں نہیں پاتا اور اب اس کو بھی ضائع کر دیا گیا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سفر میں ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل کی نمازیں پڑھ لیتے تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے تھے۔ [1]

۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [2]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ اس نعمت کو جسے چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ﴿۴۹﴾ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾﴾ [3]

”(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔“

جبکہ عرب جہلا بیٹی کو اپنے لیے منحوس خیال کرتے تھے اور بہت پریشان ہوتے، اگر ان کے گھر بیٹی پیدا ہو جاتی بلکہ وہ اسے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿ۚ۵۸﴾ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی

---

[1] مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز الصلوٰۃ النافلۃ علی الدابتہ فی السفر حیث توجھت: ۱۶۱۶، ۱۶۲۰۔ [2] تھذیب الکمال: ۳/ ۳۶٤؛ تھذیب التھذیب: ۱/ ۳۲۹، ۳۳۰۔ [3] ٤۲/الشوری: ٤۹۔ ۵۰۔

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾ ❶

''حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے۔ اور (اس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے اور خبرِ بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے؟ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بُری ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿١٧﴾﴾ ❷

''حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو انہوں نے اللہ کے لیے بیان کی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔''

② اولاد بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اسلام نے ان کے درمیان ہر چیز میں برابری کا حکم دیا ہے جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے تحفہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (ان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے تو اللہ کے رسول! میری بیوی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناؤں آپ ﷺ نے دریافت کیا:

((أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا))

''کیا تم نے باقی ماندہ اولاد کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے۔''

انہوں نے کہا: نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)) ❸

---

❶ ١٦/النحل: ٥٨۔ ٥٩۔ ❷ ٤٣/الزخرف: ١٧۔

❸ البخاری، الھبة، باب الإشهاد فی الهبة: ٢٥٨٧۔

”پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرو۔“
انہوں نے بیان کیا کہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ)) [1]
”عطیہ (تحفہ) دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو (عطیہ دینے میں) عورتوں کو ترجیح دیتا۔“
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کا بیٹا آیا تو اس نے اس کو پکڑ کر اس کو بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھالیا پھر اس کی بیٹی آئی تو اس نے اس کو پکڑا اپنے پہلو میں بٹھا دیا آپ ﷺ نے فرمایا:
((فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا)) [2]
”تم انے دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔“

③ فطرت انسانی ہے کہ بیٹوں سے زیادہ بیٹیاں والدین کا احترام کرتی ہیں۔ جبکہ والدین خصوصاً والد اپنی اولاد میں بیٹوں کو ہر بات اور ہر کام میں ترجیح دیتا ہے خواہ وہ معاملات ہوں، عطیات ہوں یا وراثت کے معاملات ہوں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس کے برعکس ہے۔
سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ)) [3]
”بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو کیونکہ وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی ہیں۔“

④ نیک اولاد آدمی کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا بیٹی، عموماً معاشرے میں بیٹیوں کے مسائل بیٹوں سے زیادہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان کی تعلیم و تربیت

---

[1] سنن الكبرى للبيهقي، الهبات: ١٢، ٦ /٢٩٤، حسن۔
[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤ /١٥٥٣، حسن۔
[3] مجمع الزوائد، البر والصلة، باب ما جاء في الأولاد: ٨ /١٥٦، حسن۔

اور پرورش کے بدلے اجر بھی زیادہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) [1]

''جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا تو وہ اس کے لیے آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔''

⑤ بیٹیوں کی پرورش پر اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں چند ایک روایات ملاحظہ ہوں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ فَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور ان پر صبر کرے انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے تو وہ اس کے لیے روزِ قیامت پردہ ہوں گی (یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے)۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ)) [3]

''کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کرتا رہے مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروادیں گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ وَسَرَّائِهِنَّ

---

[1] البخاری، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: ٥٩٩٥۔

[2] مسند أحمد: ١٧٤٠٣؛ ابن ماجه: ٣٦٦٩، صحيح۔

[3] ابن ماجه، الآداب، باب بر الوالدين والإحسان إلى البنات: ٣٦٧٠، حسن۔

أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ))

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شدت، سختی اور خوشی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بیٹیوں پر اس کی شفقت کے سبب سے اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔''

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر تین کی بجائے دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو بھی ہوں تب بھی۔ پھر ایک آدمی نے کہا:

أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

''اے اللہ کے رسول! اگر ایک بھی ہو تو تب بھی؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اگر ایک بھی ہو تب بھی (اس کے ساتھ نیکی کی وجہ سے اللہ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا)۔'' [1]

آپ ﷺ کی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرا بنت محمد ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ پیار اپنی اسی بیٹی سے کرتے تھے۔ احادیث میں موجود ہے جب آپ ﷺ گھر سے سفر کے لیے نکلتے اور جب واپس پلٹتے تو سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔''

آپ ﷺ نے انہیں اُمت محمدیہ کی خواتین کی جنتی سردار ٹھہرایا ہے اور قیامت کے دن آپ ﷺ سب سے پہلے انہی سے ملاقات کریں گے۔ [2]

---

[1] مسند أحمد: ١٤٢٥؛ المستدرك للحاكم: ٤/ ١٧٦، صحيح۔

[2] طبقات ابن سعد: ٨/ ١٧؛ اسد الغابة: ٥/ ٥٢٤؛ الاصابة: ٨/ ١٥٧۔

دو جنتی آنکھیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ)) [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات کو پہرہ دیا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوعباس آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ اُمّ الفضل لبابۃ الکبری اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَطَاءٍ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَتَذَاکَرْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ عَطَاءٌ مَا رَاَیْتُ الْقَمَرَ لَیْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ اِلَّا ذَکَرْتُ وَجْهَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما. [2]

''ہم مفتی مکہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے پاس مسجد حرام میں بیٹھے تھے تو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یاد کیا، حضرت عطاء نے فرمایا کہ میں نے جب بھی چودھویں رات کے چاند کو دیکھا تو مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا چہرہ یاد آ گیا۔''

---

[1] الترمذی، الجهاد، باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰه: ١٦٣٩؛ صحیح الجامع الصغیر: ٤١١٣۔

[2] سیراعلام النبلاء: ٣٣٧/٣؛ غایة النهایة فی طبقات القراء، ابن الجزری: ١٨٩/١؛ تاریخ الاسلام للذهبی: ٥/ ١٥٢۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آخری عمر میں ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اطباء اور معالجین نے مشورہ دیا کہ آپ کا علاج تو ہو سکتا ہے، مگر اس کے لیے آپ کو چند دن نماز ترک کرنا ہوگی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: میں نماز نہیں چھوڑ سکتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''جس نے نماز چھوڑی، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہوگا۔'' ❶

حضرت امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَارَاَیْتُ اَحَدً اَشَدَّ تَعْظِیْمًا لِحُرُمَاتِ اللّٰہِ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ❷

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حرمات کا سختی سے خیال کرنے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

۶۸ ھ میں انتقال فرما کر طائف میں مدفون ہوئے۔ ❸

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① دو جنتی اشخاص میں سے ایک وہ آدمی ہے جو خوف الٰہی سے اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا ہے۔ اللہ اس کے آنسو کے قطرے کو زمین پر گرنے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر کے اسے جنتی ٹھہرا دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ حَتّٰی اُصِیْبَ الْاَرْضُ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ یُعَذِّبْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) ❹

''جو اللہ کو یاد کرے، اللہ کے خوف سے اتنا روئے کہ اس کے آنسو زمین پر گریں تو قیامت کے دن اس پر عذاب نہیں ہوگا۔''

② دوسرا وہ شخص جو راہ خدا میں اسلامی سرحدوں اور مسلمانوں کے مال و جان کی حفاظت کی

❶ حیاة الصحابہ: ۳/ ۱۱۲۔ ❷ حلیة الاولیاء: ۱/۳۲۹؛ تاریخ دمشق: ۱۴/۲۰۱۔ ❸ الاستیعاب: ت/۱۶۰۶۔ ❹ المستدرك للحاکم، التوبة والانابة، باب لا یلج النار احد بکی من خشیة اللّٰہ: ۴/ ۲۶۰۔

خاطر حراسہ اور پہرہ دیتا ہے اور راتوں کو بیدار رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [1]

''اے اہلِ ایمان! (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ مراد حاصل کرو۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

'عَيْنٌ فُقِئَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، [2]

''ایک وہ آنکھ (بھی جنتی ہے) جو راہ جہاد میں پھوڑ دی گئی۔''

③ رسول اللہ ﷺ نے ساری رات بیدار رہ کر پہرہ دینے والے کے لیے جنتی ہونے کا اعلان کر دیا۔

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ہم لوگ) غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتی کہ پچھلا پہر ہو گیا، سو میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتی کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا: ''کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہو گا۔'' پھر فرمایا: آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا۔۔۔؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سوار ہو جا۔'' چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ، حتی کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے

---

[1] ۳/آل عمران: ۲۰۰۔ [2] المستدرك للحاكم: ۲/ ۸۲۔

دھوکہ کھا جائیں۔“

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلّٰی پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر دریافت فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟“ صحابہ نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم نے اسے نہیں دیکھا ہے۔

پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران آپ ﷺ گھاٹی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتی کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ”خوشخبری ہو تمہارا سوار آ گیا ہے۔“

چنانچہ ہم بھی درختوں میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتی کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا، جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟“ اس نے کہا: نہیں، صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لیے ہی اترا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم نے اپنے لیے (جنت) لازم کر لی، تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مواخذہ نہیں۔“ [1]

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ، وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ

---

[1] سنن ابی داود، الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰه عز وجل: ۲۵۰۱۔

يُشَفَّعْ)) ❶

''روپے پیسے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش جو نہ دیا جائے تو غصے ہو جائے، ایسا شخص تباہ سرنگوں ہوا۔ اس کو کانٹا لگے تو خدا کرے پھر نہ نکلے۔ خوشخبری ہے اس بندے کے لیے جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لیے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔''

⑤ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو مدینہ میں پہرے کے لیے پیش کر دیا، ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِيْ يَحْرُسُنِيْ اللَّيْلَةَ)) ❷

''کاش میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک نیک آدمی میرا پہرا دے۔''

پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلحے کی جھنکار کے ساتھ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے غم ہو کر سو گئے۔

⑥ سیدنا ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ رسول اللہ ہمیں رات کو ایک اونچی جگہ پر لے گئے جہاں ہمیں سخت سردی لگی یہاں تک کہ ہم زمین میں گڑھے کھود کر ان میں گھس گئے اور اپنی ڈھالیں اپنے اوپر ڈال لیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

---

❶ بخاری، الجهاد والسير، باب الحراسة فی الغزو فی سبيل الله: ٢٨٨٧۔

❷ صحيح بخاری: ٧٢٣١؛ صحيح مسلم: ٢٤١٠(٦٢٣٠)

((مَنْ يَحْرُسُنَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَأَدْعُو لَهُ بِدُعَاءٍ يَكُونُ فِيهِ فَضْلٌ))

''کون آج پہرہ دے گا میں اس کو ایسی دعا دوں گا کہ جس سے وہ اپنا مقام پا لے گا۔''

انصار میں سے ایک ساتھی اٹھے اور انہوں نے کہا میں اے اللہ کے رسول پہرہ دوں گا۔ آپ ﷺ نے ان کو دعا دی۔ ابو ریحانہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی کہا کہ میں بھی پہرہ دوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دی لیکن پہلی کی نسبت کم تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ دَمَعَتْ أَوْ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) [1]

''جہنم کی آگ کو اس آنکھ پر حرام کر دیا گیا ہے جو اللہ کے خوف سے روئے اور اس آنکھ پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے جو اللہ کے راستے میں جاگے۔''

⑦ سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلاَّ الْمُرَابِطَ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ)) [2]

''موت کے ساتھ ہی ہر آدمی کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کے راستہ میں پہرہ دینے والے کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں اور اس کو قبر کے فتنوں سے بچا لیا جاتا ہے۔''

⑧ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ کسی جنگ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرحد پر کھڑے پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ساحل کی جانب سے خطرے کا احساس ہوا سب بھاگ کر وہاں گئے جا کر پتہ چلا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں تو سب لوگ واپس آ گئے مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے رہے کسی نے پوچھا اب یہاں کیوں کھڑے ہوئے؟ فرمایا ایک فضیلت حاصل کرنے کے لیے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسند أحمد: ٤/ ١٣٤ـ ١٣٥؛ الحاكم: ٣/ ٨٣ـ

[2] ابوداود، الجهاد، باب فی فضل الرباط۔

((مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ)) [1]

''میدان جہاد میں اللہ کی راہ میں ایک گھڑی صبر سے کھڑا ہونا حجر اسود کے پاس لیلۃ القدر کے مکمل قیام سے افضل ہے۔''

[1] شعب الإیمان للبیهقی: ۲/ ۱۰۳۔

راستے کے حقوق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ: ((إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستے میں بیٹھنے سے بچو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے راستوں میں کھڑا ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں، ان میں کھڑے ہو کر ہم باتیں کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا اگر تم انکار کرتے ہو تو راستے کا حق دو۔'' لوگوں نے کہا راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نظر جھکا کر رکھو، تکلیف دور کرو، سلام کا جواب دو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن مالک غزوۂ احد میں شہید ہوگئے۔ اور آپ کو کم عمری کی وجہ سے غزوۂ احد میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ بعد کے بارہ غزوات میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ سے کل گیارہ سو ستر احادیث مروی ہیں۔ جن میں

---

[1] البخاری، الاستئذان، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ ......﴾: ٦٢٢٩؛ مسلم: ٢١٢١؛ ابوداود: ٤٨١٥۔

سے چھیالیس متفق علیہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان اپنے اساتذہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کم سن صحابہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں تھا۔ ❶

خلیفہ مروان نے یہ شاہی حکم جاری کر رکھا تھا کہ جب بادشاہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو دورانِ خطبہ آنے والا بغیر دو رکعتیں پڑھے بیٹھ جائے کیونکہ اس سے شان شاہی کی تحقیر ہوتی ہے اتفاق سے ایک جمعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو مروان خطبہ دے رہا تھا انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اس پر محافظ انہیں بٹھانے کے لیے آئے لیکن آپ نہ مانے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے پھر جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ لوگ تو آپ پر ٹوٹ پڑے تھے انہوں نے فرمایا: ''میں ان دو رکعتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ لینے کے بعد کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔'' پھر واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک آدمی آیا میلی کچیلی صورت میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے رہے (یارو اگر آج شاہی فرمانروا مجھے نماز کی وجہ سے قتل بھی کر دیتے تو مجھے برا نہ لگتا اور میں روز قیامت دربار الٰہی میں فخر سے کہہ سکتا کہ اے اللہ! میں نے تیرے نبی کی سنت کی لاج اپنی گردن پیش کر کے رکھ لی، اب تو مجھ سے راضی ہو جا۔) ❷

۶۴ھ یا ۷۴ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔ اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ ❸

اللہ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① دور رسالت میں لوگ اکثر و بیشتر اپنے معاملات کی بیٹھک راستے، چوک چوراہوں پر ہی کرتے تھے کیونکہ اس وقت دور حاضر کی طرح ڈرائینگ روم وغیرہ نہیں ہوتے تھے جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم صادر فرمایا کہ راستوں میں مت بیٹھو، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عذر پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معقول جان کر رخصت دے دی لیکن ساتھ چند

---

❶ الإصابة فی تمییز الصحابة: ۳/ ۷۸، ۷۹؛ اسد الغابة: ٦/ ۱۳۳۔ ❷ جامع ترمذي، الجمعة، باب ماجاء فی الرکعتین اذاجاء الرجل والامام یخطب: ۵۱۱۔

❸ الإصابة: ۳/ ۷۸، ۷۹؛ اسد الغابه: ٦/ ۱۳۳۔

چیزوں کا خیال رکھنے کا بھی حکم دے دیا۔ ان میں سے پہلی کہ غض بصر یعنی نگاہ نیچی رکھو اور کسی غیر محرم کو مت دیکھو ہاں اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ [1]

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں۔''

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَاعَلِيُّ لَاتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّهَالَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةَ)) [2]

''اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھو کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں۔''

② راستے کے حقوق میں سے دوسری چیز ہے کف الاذی یعنی تکلیف دہ چیز کو دور کرنا اور راستے میں بیٹھ کر دوسروں کے لیے باعث تکلیف نہ بننا۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اچھے اعمال اور برے اعمال پیش کیے گئے:

((فَوَجَدْتُّ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ))

''پس میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو (پتھر، کانٹا

---

[1] ٢٤/النور: ٣٠۔ ٣١۔

[2] ترمذی، الأدب، باب ما جاء فی نظرة الفجأة: ٢٧٧٧، احمد: ٢٢٩٧٤۔

وغیرہ) ہٹانا پایا۔“

((وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِئ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ)) ❶

”اور اس کے برے اعمال میں وہ تھوک پایا جو مسجد میں تھوکا گیا ہو اور اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَه)) ❷

”ایک شخص راستے پر چل رہا تھا اور اس نے وہاں کانٹے دار شاخ دیکھی اس نے اسے اٹھالیا (یا اسے کاٹ دیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)) ❸

”راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے۔“

③ راستے کے حقوق میں ایک رد السلام یعنی سلام کا جواب دینا بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾﴾ ❹

”اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اُس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دعا دو یا انہیں لفظوں سے دعا دو، بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

④ راستے کے حقوق میں ایک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ مسلم، المساجد، باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة: ٥٥٣۔

❷ البخاری، المظالم، باب من أخذ الغصن: ٢٤٧٢۔

❸ البخاری، الجهاد، باب من اخذ بالركاب: ٢٩٨٩۔ ❹ ٤/النساء: ٨٦۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ ❶

''(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ ❷

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ)) ❸

''قیامت کے دن (امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقدمات کے فیصلے کے وقت) ایک شخص کو لایا جائے گا جس کو مستوجب عذاب قرار دے کر آگ میں ڈال دیا جائے گا اور آگ میں پہنچتے ہی ان کی انتڑیاں فوراً باہر نکل پڑیں گی اور وہ انتڑیوں کو اس طرح پیسے گا جس طرح خراس کا گدھا اپنی چکی کے ذریعہ آٹے کو پیستا ہے (یعنی جس طرح چکی میں چلنے والا گدھا اپنی چکی کے گرد چلتا رہتا

---

❶ ۳/آل عمران: ۱۱۰۔ ❷ ۳/آل عمران: ۱۰۴۔

❸ البخاری، بدء الخلق، باب صفة النار وانها مخلوقة: ۳۲۶۷؛ مسلم: ۷۴۸۳۔

ہے، اسی طرح وہ شخص اپنی ان انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا اور ان کو پیروں تلے روندتا رہے گا) چنانچہ (اس شخص کو اس حالت میں دیکھ کر) دوزخی (یعنی اس کے زمانہ کے فاسق و فاجر لوگ) اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں شخص تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ تم تو ہمیں نیک کام کی تلقین و نصیحت کیا کرتے تھے اور برے کام سے منع کرتے تھے۔ وہ شخص جواب دے گا کہ بے شک میں تمہیں نیک کام کی تلقین کیا کرتا تھا مگر خود اس نیک کام کو نہیں کرتا تھا اور تمہیں برے کام سے منع کرتا تھا مگر خود اس برے کام سے باز نہیں رہتا تھا''

⑤ مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک راستے کے حقوق شمار فرمائے ہیں۔ ابن حجیر عدوی لکھتے ہیں میں نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم ﷺ سے راستے کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بھی راستے کے حق ہیں:

۱۔ وَتُغِيثُوا الْمَلْهُوفَ

''مصیبت زدہ کی مدد کرو۔''

۲۔ وَتَهْدُوا الضَّالَّ

''راستہ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرو۔''

اسی طرح ایک روایت میں لفظ ہے۔

((إِرْشَادُ السَّبِيلِ)) [1]

''مسافر کی راہنمائی کرنا۔''

اور ایک دوسری روایت میں لفظ ہیں:

((وَأَعِينُوا عَلَى الْحُمُولَةِ)) [2]

''اور مدد کرو بوجھ پر (یا) سواری طلب کرنے اور سواری پر مال لدوانے پر۔''

نوٹ: مزید اس مضمون کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''راستے کے حقوق'' ناشر مکتبہ اسلامیہ کا مطالعہ کیجیے۔

---

[1] أبو داود، الأدب، باب فی الجلوس بالطرقات: ٤٨١٦۔

[2] فتح الباری، الاستئذان: ١١/ ١٥۔

محبت صرف اللہ کے لیے

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَل رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَحْكِيْ عَنْ رَبِّهِ يَقُوْلُ :((حَقَّتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ)) [1]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا مجھ پر واجب ہے۔“

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا معاذ بن جبل خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن المدنی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بیعت عقبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔ نیز تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران میں آپ یمن سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے، بعد میں آپ شام منتقل ہو گئے تو مرجع الخلائق بن گئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”اے معاذ! اللہ کی قسم! تم مجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔“

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنَا وَاللّٰهِ أُحِبُّكَ“

”اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! مجھے بھی

---

[1] مسند احمد: ٥/ ٣٢٨؛ صحيح الجامع الصغير: ٤٣٢١۔

آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا:

((اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) [1]

''اے اللہ! اپنا ذکر اور شکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے امامت کے لیے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسا ساتھی عنایت فرمائیں جو ہمیں نماز پڑھا دیا کرے، تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ میں سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ امامت کرواتے رہے اور اکثر عشا کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کرتے اور بعد میں اپنے علاقے کے لوگوں کی امامت کرواتے، بسا اوقات پہلی دو رکعات میں حد درجہ لمبی قراءت کرتے۔ ایک دفعہ تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، علاقے کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کا بھیجا ہوا امام حد درجہ صالح اور باکمال ہے، صرف ایک بات ہے کہ وہ نماز میں قراءت بہت لمبی کرتے ہیں جب کہ ہم صبح کے تھکے ماندے ہوتے ہیں، آپ ﷺ ان سے عرض کریں کہ قراءت تھوڑی سی کم کیا کریں۔ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے معاذ! لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا کرو، اگر تجھے لمبے قیام کا شوق ہے تو اپنا یہ شوق اکیلے قیام اللیل میں پورا کر لیا کرو، جماعت کرواتے ہوئے بیمار، بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں کا خیال رکھا کرو۔'' [2]

سیدنا ابوہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) [3]

''معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔''

---

[1] ابوداود، الصلاة، باب فی الاستغفار: ۱۵۲۲؛ صحیح ابی داود: ۱۳۴۷۔

[2] مسند احمد: ۹۹ /۲۲، ۱۴۱۹۰؛ السنن الکبریٰ: ۸۵/۳؛ صحیح ابن حبان: ۱۵۹/۶، ۲۴۰۰۔ [3] سنن الترمذی: ۳۷۹۸، صحیح۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے گہرے دوست اور دست راست حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ شام کا والی مقرر فرمایا۔ لیکن چند ماہ بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چونتیس (۳۴) سال تھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ [1]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① جو شخص کسی سے صرف اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابوادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کے حل کے لیے اس سے سوال کرتے ہیں اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اس کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ صحابی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آ گیا میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں اور میں نے انہیں وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ پس میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے، میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا انہیں سلام عرض کیا اور کہا ''اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔''

انہوں نے کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: واقعی اللہ کی قسم!

پس انہوں نے مجھے میری چادر کے کنارے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا:

خوش ہو جا کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مُحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ)) [2]

---

[1] حلية الاولياء: ١/ ٢٢٨؛ تهذيب التهذيب: ١٠/ ١٦٩۔

[2] مؤطا امام مالك، الجامع، باب: ما جاء في المتحابين في الله، صحيح۔

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری محبت واجب ہوگئی ان کے لیے جو میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میرے لیے ایک دوسرے سے ہم نشینی کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

② جب اللہ کسی سے محبت کرنے لگے تو اللہ تمام فرشتوں کو اس کی خبر دیتا ہے اور لوگوں میں اس کی مقبولیت رکھ دیتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالٰی الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِيْلَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بتلا دیتے ہیں کہ وہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تو بھی اس سے محبت کر، پس جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں (فرشتوں) میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر اس شخص کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے یعنی اہل زمین میں بھی وہ مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔''

③ جو دو مسلمان ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں تو وہ اللہ کے بھی محبوب بن جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جو اس کا انتظار کرنے لگا، جب وہ شخص اس

[1] صحیح بخاری، بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ: ۳۲۰۹۔

کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کے پاس جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، صرف اس لیے جا رہا ہوں کہ اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں اس پر فرشتے نے کہا:

((فَإِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ إِلَیْکَ بِأَنَّ اللّٰہَ قَدْ أَحَبَّکَ کَمَا أَحْبَبْتَہُ فِیْہِ)) [1]

"میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں (اور یہ بتانے آیا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتے ہیں جیسے تو اس (بھائی) سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ نیک لوگوں سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرنا اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس جو شخص نیک لوگوں اور اولیاء اللہ سے نفرت کرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

((مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہُ بِالْحَرْبِ)) [2]

"جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔"

④ باہم محبت اور نفرت کی بنیاد کیا ہونی چاہیے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد نبوی میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے......؟" کسی کہنے والے نے کہا: نماز یا زکوٰۃ اور ایک کہنے والے نے کہا کہ جہاد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: "اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل خدا کی خوشنودی و رضا کی خاطر کسی سے محبت کرنا اور خدا کی خوشنودی کی خاطر کسی سے نفرت و بغض رکھنا ہے۔" [3]

⑤ مومن کی باہم محبت میں مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے سے رحم کا معاملہ

---

[1] صحیح مسلم، البر والصلة، باب: فضل الحب فی اللّٰہ: ۲۵۶۷۔

[2] صحیح البخاری: ٦٥٠٢۔

[3] مسند احمد: ٥/١٤٦ (٢١٦٢٨)؛ ابوداود: ٤٥٩٩۔

کرنے ایک دوسرے سے محبت وتعلق رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی ومعاونت کاسلوک کرنے میں ایسا پائے گا جیسا کہ بدن کا حال ہے کہ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے توبدن کے باقی اعضا اس ایک عضو کی وجہ سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور بیداری و بخار کے تعب و درد میں سارا جسم شریک رہتا ہے۔'' [1]

⑥ باہم اللہ کے لیے محبت کرنے والے وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اللہ عرش کا سایہ دے گا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات بندے جن کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں گے جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

((اِمَامٌ عَادِلٌ))

''عادل حکمران۔''

((وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ))

''وہ نوجوان جس نے جوانی اللہ کی عبادت میں گزار دی۔''

((وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ))

''اور وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔''

((وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ))

''اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی رکھی اسی بنیاد پر ملے اور اسی پر جدا ہوئے۔''

((وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ أَخَافُ اللّٰهِ))

''اور وہ آدمی جس کو حسب ونسب اور خوبصورت عورت نے برائی کی دعوت دی لیکن اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔''

((وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ))

---

[1] بخاری، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم: ٦٠١١؛ مسلم: ٦٥٨٦۔

''اور وہ آدمی جو اس قدر پوشیدہ طور پر صدقہ کرتا ہے حتی کہ بائیں ہاتھ کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔''

((وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) [1]

''اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں رو دیں۔''

[1] بخاری، الزکاۃ، باب الصدقة باليمين: ١٤٢٣۔

آنکھ اللہ کی نعمت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ بَلَى، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ، قُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) [1]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''مجھے خبر ملی ہے کہ تم رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھ لیتے ہو۔'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نا کیا کرو بلکہ تم قیام بھی کرو اور رات کو آرام بھی کرو، روزہ رکھو بھی اور کبھی چھوڑ بھی دو، کیونکہ تیرے اوپر تیرے جسم کا حق ہے، تیرے اوپر تیری آنکھ کا حق ہے، تیرے اوپر تیرے مہمان کا حق ہے، تیرے اوپر تیری بیوی کا حق ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ان کی کنیت ابو محمد ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، عبادلہ اربعہ (چار فقیہ اور محدث: عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم) میں سے ایک ہیں۔ کتبِ احادیث میں ان سے سات سو احادیث مروی ہیں جن میں سے سترہ متفق علیہ ہیں۔ جبکہ آٹھ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور بیس احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، الادب، باب حق الضیف: ٦١٣٤؛ مسلم: ١١٥٩۔

[2] تهذیب التهذیب: ٥/ ٢٩٤۔

ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرے (کثرت) روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ آپ کے لیے رکھا۔

فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ.

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہو گیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ))

''کیا تمہارے لیے ہر ماہ سے تین دن (کا روزہ رکھنا) کافی نہیں۔''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (یہ از راہ ادب تھا یعنی مجھے کافی نہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'خَمْسًا' ''پانچ''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ((سَبْعًا)) ''سات''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ((تِسْعًا)) ''نو''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ((أَحَدَ عَشَرَ)) ''گیارہ''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ شَطْرُ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)) [1]

''داود علیہ السلام کے روزے سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں، آدھے زمانے کے (روزے) ایک دن کا روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔''

---

[1] مسلم، الصیام، باب النهی عن صوم الدهر......: ۱۹۱۔

یعنی داود علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟

آپ نے فرمایا: ''ایک مہینہ میں۔''

انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

ابوموسیٰ نے یہ جملہ بار بار دہرایا، یعنی انہوں نے اس مدت میں کمی چاہی۔

بالآخر آپ نے فرمایا: ''سات دنوں میں پڑھو۔''

انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔'' [1]

آپ کی وفات طائف میں ۶۳ ھ میں ہوئی۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار انعامات سے نوازا ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے، قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ [3]

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔''

اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت آنکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے انعامات کا ذکر کیا ہے وہاں سرفہرست آنکھ کا تذکرہ یوں کیا ہے:

﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝﴾ [4]

---

[1] سنن ابو داود: ۱۳۹۰؛ ترمذی: ۲۹۴۹؛ مسند احمد: ۲/ ۱۹۵۔

[2] تهذيب التهذيب: ۵/ ۲۹۴۔ [3] ۱۴/ابراهیم: ۳۴۔

[4] ۹۰/ البلد: ۸، ۹، ۱۰۔

"کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں، زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دو راستے سمجھا دیے۔"

② جب آنکھ بہت بڑی نعمت ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی حفاظت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔ انسان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو قانون دیا ہے اس میں اتنی گہرائی ہے کہ کسی اور قانون کی طرف التفات کی ضرورت نہیں رہتی۔ انسانی جان ہی نہیں انسان کے ایک ایک عضو کی حفاظت کے لیے بھی قانون متعین فرمایا، آنکھ ہی کو لیجیے اگر کوئی کسی کی ایک آنکھ کو ضائع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی قصاص لینے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نصف دیت یعنی پچاس اونٹ وصول کیے جائیں گے اگر دونوں آنکھیں ضائع کر دیتا ہے تو پوری دیت وصول کی جائے گی۔ [1]

③ اللہ کی اس عظیم نعمت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جا سکتا ہے جسے امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا تھا جو پہاڑ پر پانچ سو سال تک عبادت کرتا رہا اس کے اردگرد دریا تھا، پہاڑ پر پانی پینے کے لیے اللہ نے اس کے لیے چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت اگا دیا، وہ انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا۔ فوت ہوتے وقت اس نے التجا کی، الٰہی! حالت سجدہ میں میری روح قبض کی جائے، میرے جسم کو صحیح سالم رکھا جائے تا کہ قیامت کے دن میں سجدہ کی حالت میں اٹھایا جاؤں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے وہی معاملہ کیا، مگر ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن جب اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے کہ بندے کو میری رحمت سے میری جنت میں داخل کیا جائے، مگر وہ کہے گا نہیں، بلکہ میرے عمل کے بدلے میں مجھے جنت میں داخل کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتیں جو میں نے اسے دیں تھیں ان کے

[1] البیهقی: ١٥٩٦٨۔

''کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں، زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دو راستے سمجھا دیے۔''

② جب آنکھ بہت بڑی نعمت ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی حفاظت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔ انسان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو قانون دیا ہے اس میں اتنی گہرائی ہے کہ کسی اور قانون کی طرف التفات کی ضرورت نہیں رہتی۔ انسانی جان ہی نہیں انسان کے ایک ایک عضو کی حفاظت کے لیے بھی قانون متعین فرمایا، آنکھ ہی کو لیجیے اگر کوئی کسی کی ایک آنکھ کو ضائع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی قصاص لینے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نصف دیت یعنی پچاس اونٹ وصول کیے جائیں گے اگر دونوں آنکھیں ضائع کر دیتا ہے تو پوری دیت وصول کی جائے گی۔ [1]

③ اللہ کی اس عظیم نعمت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگایا جا سکتا ہے جسے امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا تھا جو پہاڑ پر پانچ سو سال تک عبادت کرتا رہا اس کے اردگرد دریا تھا، پہاڑ پر پانی پینے کے لیے اللہ نے اس کے لیے چشمہ جاری کر دیا اور ایک انار کا درخت اگا دیا، وہ انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا۔ فوت ہوتے وقت اس نے التجا کی، الٰہی! حالت سجدہ میں میری روح قبض کی جائے، میرے جسم کو صحیح سالم رکھا جائے تاکہ قیامت کے دن میں سجدہ کی حالت میں اٹھایا جاؤں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے وہی معاملہ کیا، مگر ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن جب اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے کہ بندے کو میری رحمت سے میری جنت میں داخل کیا جائے، مگر وہ کہے گا نہیں، بلکہ میرے عمل کے بدلے میں مجھے جنت میں داخل کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے بندے کے اعمال اور میری نعمتیں جو میں نے اسے دیں تھیں ان کے

[1] البیہقی: ١٥٩٦٨۔

درمیان موازنہ کرو، چنانچہ ایک آنکھ کی نعمت کا جب پانچ سو سال کے اعمال کے مقابلہ میں وزن کیا جائے گا تو آنکھ کی نعمت کا پلڑا بھاری ہوگا اور باقی نعمتیں اس پر مستزاد ہوں گی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اسے اب جہنم میں پھینک دو پھر وہ عرض کرے گا۔ الٰہی مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کیا جائے، اللہ فرمائیں گے اسے واپس لے آؤ، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے میرے بندے بتلاؤ تمہیں عدم سے وجود کس نے بخشا۔۔؟ عرض کرے گا، اے اللہ! آپ نے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہیں پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی توفیق کس نے بخشی۔۔؟ اسی طرح تیرے کھانے کے لیے انار کا درخت کس نے اگایا اور پینے کے لیے پانی کا چشمہ کس نے جاری کیا۔۔؟ عرض کرے گا: اللہ آپ نے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ سب میری رحمت سے ہوا اور تو میری رحمت سے ہی میری جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔ [1]

④ آنکھ کی اس عظیم نعمت کا تقاضا ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے آنکھوں کی حفاظت کے لیے سرمہ ڈالنے کی اجازت دی ہے تاکہ آنکھوں کا قیمتی نور محفوظ رہے۔ [2]

سیاہ سرمہ ہر دور میں نظر کی تقویت اور آنکھ سے ردی مواد کے اخراج کا سبب سمجھا گیا ہے، اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے ''اثمد'' کی بڑی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے:

''یہ آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے۔'' [3]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''اثمد'' وہ سیاہ پتھر ہے، جو اصفہان سے آتا ہے اور مغرب سے بھی درآمد کیا جاتا ہے اس کا مزاج سرد خشک ہے اور بینائی کو طاقت دیتا ہے بالخصوص جب اس کے ساتھ کچھ کستوری بھی ملالی جائے۔''

آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ: ''سوتے وقت کستوری ملا ہوا اثمد لگاؤ۔'' [4]

---

[1] المستدرك للحاكم، الترغيب والترهيب، ص: ۲۳۹۹۔

[2] صحيح بخاری، الطب، باب الاثمد والكحل من الرمد فيه عن عطية: ۵۷۰٦۔ [3] ابوداود، الطب، باب الكحل: ۳۸۷۸؛ الترمذی: ۱۹۷۱۔

[4] زادالمعاد: ٤ / ١٤٠۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ''کماۃ'' یعنی کھمبی کے پانی کو آنکھ کے لیے شفا فرمایا ہے۔ [1]

⑤ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ))

''مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

① اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ جب بات کرو سچ بولو۔

② وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وعدہ کرو تو پورا کرو۔

③ وَاَدُّوْا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ امانت کو لٹاؤ جب امانت رکھی جائے۔

④ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ شرم گاہوں کی حفاظت کرو

⑤ وَغَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ نگاہیں نیچی رکھو

⑥ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ تکلیف دینے سے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ [2]

⑥ مگر افسوس کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کے قدردان بہت کم ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝﴾ [3]

''اور تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دل دیا تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو''

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے کان اس کا کلام ہوش سے سنتے اس کے عطا کردہ دل سے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے، اس کی دی ہوئی بصارت سے بصیرت کا کام لیتے، تکوینی امور کو بنظر امعان دیکھتے اور ان سے سبق حاصل نہ کرنے والوں کا انجام دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاتے، اسباب کو دیکھ کر مسبب الاسباب کی معرفت حاصل کرتے، مگر افسوس تم نے ان سے کوئی کام نہ لیا انہی بدنصیبوں کے بارے میں فرمایا۔

﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ

---

[1] ترمذی، الطب، باب ماجاء فی السعوط وغیرہ: ۲۰۴۷؛ بخاری: ۵۷۰۸؛ ابن ماجہ: ۳۴۴۶۔ [2] مسند احمد: ۵/ ۳۲۳؛ ابن حبان: ۲۷۱؛ الحاکم فی المستدرك: ۴/ ۳۵۹؛ قال ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ، وقال الذھبی: فیه ارسال ولکن له شاھد من حدیث انس [3] ۳۲/السجدۃ: ۹۔

اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴾ [1]

''کہ ان کے دل ہیں مگر یہ ان سے سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بدتر ہیں''

⑦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنٰى أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ))

''آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پہنچے گا۔''

((فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ))

''آنکھوں کا زنا (بری نظر سے) دیکھنا ہے۔''

((وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ))

''زبان کا زنا (برا) کلام کرنا ہے۔''

((وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ))

''کانوں کا زنا (غلط) سننا ہے۔''

((وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ))

''ہاتھ کا زنا (بری نیت سے) پکڑنا ہے۔''

((وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى))

''پاؤں کا زنا (برائی کی طرف) چلنا ہے۔''

((وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ)) [2]

''دل کا زنا (برائی کی) تمنا اور آرزو کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

بدکاری کے ارتکاب میں سارے اعضا حصہ دار بنتے ہیں اس لیے زنا کی نسبت ان کی

---

[1] ۷/الاعراف: ۱۷۹۔

[2] مسلم، القدر، باب قدر علی آدم حظه من الزنا وغیره: ٦٧٥٣۔

طرف کی گئی ہے اور انہی میں سرفہرست آنکھ ہے جس سے غیر محرم کو دیکھا اور پسند کیا جاتا ہے۔

⑧ ایمان خوف ورجا کا نام ہے ایک مومن اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر دل میں فکر مند ہونا اور رونا اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز جن خوش نصیب حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا ان میں ایک وہ ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روتا ہے۔'' [1]

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنسو بہہ کر زمین پر گر پڑے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے۔'' [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا یعنی جیسے دھویا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا۔'' [3]

⑨ اسی طرح اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص بھی جہنم میں نہیں جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔''

((عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

''وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے رو پڑی۔''

((وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [4]

---

[1] بخاری، الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة: ٦٢٠؛ مسلم: ١٧١٢۔ [2] مستدرك حاكم: ٢٤٣٠۔ [3] ترمذی، الجهاد، باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل اللّٰه: ١٦٣٣؛ صححه الحاكم: ٤/ ٢٦۔

[4] ترمذی، فضائل الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰه: ١٦٣٩؛ صحیح الجامع الصغیر: ٤١١٣۔

”اور وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔“

⑩ اللہ تعالیٰ کے خوف یا اللہ کی محبت میں رونا حضرات انبیا کرام علیہم السلام، صدیقین اور صلحائے امت کا طریقہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کہ

”كَانَ رَجُلٌ بَكَّاءٌ لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ“ ❶

”وہ بہت رویا کرتے تھے انہیں اپنی آنکھوں پر کنٹرول نہ تھا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ نماز کے دوران اتنا روتے کہ ان کی آواز پچھلی صف میں سنائی دیتی۔ ❷

⑪ اسلام دوست واحباب اور رشتہ داروں سے میل ملاقات کا حکم دیتا ہے اور ان کے گھر جانے کی بھی اجازت دیتا ہے، البتہ اس سلسلے میں کچھ آداب کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَىٰ بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِالْاَيْسَرِ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ)) ❸

”نبی ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ اس کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور سلام کہتے۔“

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا آپ ﷺ نے ہاتھ میں کنگھی نما کوئی لکڑی پکڑ رکھی تھی جس سے سر کے بال درست کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، الصلاة، باب المسجد يكون فى الطريق من غير ضرر بالناس: ٤٧٦۔ ❷ مصنف عبد الرزاق: ٢/ ١١٤؛ طبقات ابن سعد: ٦/ ١٢٦۔

❸ ابوداود، الأدب، باب كم مرة ليسلم الرجل: ٥١٨٦۔

((لَوْ اَعْلَمُ اِنَّكَ تَنْظُرُ طَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِأْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ)) [1]

''اگر مجھے معلوم ہو جاتا تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں دے مارتا، اجازت تو آنکھ ہی کی بنا پر طلب کی جاتی ہے۔''

بلکہ مسند احمد میں ہے کہ اہل خانہ کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔

((مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَفَقِؤُا عَيْنَهُ فَلَا دِيَّةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ)) [2]

''جو شخص کسی کے گھر بغیر اجازت دیکھتا ہے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی نہ ہی دیت ہے نہ قصاص۔''

---

[1] صحيح بخارى، الاستئذان، باب الاستئذان من أجل البصر: ٦٢٤١؛ مسلم: ٥٦٣٨؛ الترمذى: ٢٧٠٩۔ [2] صحيح مسلم، الآداب، باب تحريم النظر فى بيت غيره: ٥٦٤٣(٥٦٤٢)؛ مسند احمد: ٨٦٣٦۔

جہنم سے آزادی کا ایک طریقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)) ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کردیں گے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی تھا۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبدشمس تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل دیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے، ان میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں اور ۷۹ میں بخاری اور ۹۳ میں مسلم منفرد ہیں۔

ایک دن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث پڑھاتے ہوئے رونے لگے:

سَأَلَ سَائِلٌ مِنْ تَلَامِذِهٖ.

''شاگردوں میں سے ایک نے سوال کردیا۔''

آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے مجھے اپنا بچپن یاد آگیا ہے۔

انہوں نے دریافت کیا کیا بچپن......؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک وقت تھا کہ میں ایک عورت کا غلام تھا اور مجھے وہ ٹکڑے کھانے کو نصیب ہوتے تھے جو اس کے کھانے سے بچ جاتے تھے اور میں ان پر گزارا کرتا تھا لیکن

---

❶ صحیح بخاری، العتق، باب فی العتق وفضله: ۲۵۱۷۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَجَعَلَ أَبَا هُرَیْرَةَ إِمَامًا.[1]

”اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دین کے ذریعے سے اس قدر عزت عطا فرمائی ہے کہ مجھے امام بنا دیا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے ایک بازار سے گزرے تو وہاں رک گئے اور کہنے لگے:

یَا أَهْلَ السُّوْقِ! مَا أَعْجَزَکُمْ؟.

”اے بازار والو! تم کس قدر سست ہو؟“

انہوں نے کہا:

وَمَا ذَاكَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ!.

”اے ابو ہریرہ! کیا ہوا ہے؟“

انہوں نے کہا:

ذَاكَ مِیْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُقْسَمُ وَأَنْتُمْ هَاهُنَا أَ لَا تَذْهَبُوْنَ فَتَأْخُذُوْنَ نَصِیْبَکُمْ مِنْهُ.

”وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو تم وہاں جا کر اس سے اپنا اپنا حصہ کیوں نہیں لے لیتے؟“

انہوں نے دریافت کیا: وہ کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: فِی الْمَسْجِدِ ”مسجد میں“

وہ تیزی سے مسجد کی طرف گئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے واپس آنے تک وہیں رکے رہے ان کے پلٹ کر آنے پر انہوں نے فرمایا:

مَا لَکُمْ.

”تمہارے لیے کیا ہے؟“

---

[1] مصباح الزجاجة: ٢/ ٢٦١، امام بوصیری اور شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن حبان: ٧١٥٠۔

انہوں نے عرض کیا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَدْ أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فِيْهِ فَلَمْ نَرَ فِيْهِ شَيْئًا يُقْسَمُ.

''اے ابوہریرہ! ہم مسجد گئے ہیں اور اس میں داخل بھی ہوئے لیکن وہاں تو ہم نے کوئی چیز تقسیم ہوتی ہوئی نہیں دیکھی۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

وَمَا رَأَيْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدًا؟.

''تم نے مسجد میں کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا؟''

انہوں نے فرمایا:

بَلٰى رَأَيْنَا قَوْمًا يُصَلُّوْنَ وَقَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَقَوْمًا يَتَذَاكَرُوْنَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ.

''کیوں نہیں! ہم نے ایک جماعت کو نماز پڑھتے ہوئے، ایک گروہ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اور ایک ٹولی کو حلال و حرام کے مسائل آپس میں سمجھتے سمجھاتے دیکھا۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا:

وَيْحَكُمْ! فَذَاكَ مِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم. [1]

''تم پر افسوس! وہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① اللہ ایسے انسان کو جہنم کی آگ سے آزاد کریں گے جو آدمی کسی غلام کو آزاد کرتا ہے چونکہ

---

[1] مجمع الزوائد: ۱/ ۱۲۲، ۱۲۳؛ الترغيب والترهيب، العلم، الترغيب فی العلم: ۳۹۔ ۱/ ۱۰۳، ۱۰۴؛ صحيح الترغيب والترهيب: ۱/ ۱۴۴، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ [2] تهذيب التهذيب: ۱۲/ ۲۸۸۔

اس نے اللہ کی مخلوق پر نرمی کرتے ہوئے اس کے بندے کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر شفقت کرتے ہوئے اسے جہنم سے آزاد کریں گے۔

میدانِ جنگ میں جو لوگ دشمن سے جنگ کے بعد مغلوبی کی حالت میں پکڑے جائیں وہ مرد و عورت غلام کہلاتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝﴾ [1]

”تو جب کافروں سے گھمسان کا رن پڑ جائے تو گردنوں پر وار مارو جب ان کا خوب کٹاؤ کر چکو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو پھر اختیار ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دیا یا فدیہ لے کر تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کے مشابہ یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے سے لے لے جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔“

② غلاموں کو آزاد کرنا مومنوں کے ایمان کی نشانی ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝﴾ [2]

”وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔“

③ بن فدیے کے قیدی چھوڑنا جس کافر قیدی کے اسلام لانے کی امید ہو اسے چھوڑ دینا حاکم پر جائز ہے۔

جیسا کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ٤٧/محمد: ٤۔ [2] ٧٦/الدهر: ٨۔ ٩۔

((أُطْلُقُوْا ثُمَامَةَ))

''ثمامہ کو چھوڑ دو۔''

تو وہ مسجد کے قریب ایک نخلستان میں گئے غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا:

((اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) [1]

④ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا اِمْرَاَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ اِمْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكُهَا مِنَ النَّارِ)) [2]

''اور جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے خلاصی کا موجب بن جائے گی۔''

معلوم ہوا کسی مرد وعورت کو آزادی دلانا جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے اسی فضیلت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرسٹھ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ستر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرے کے دوران بیس، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے سو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار، حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ نے ایک دن میں آٹھ ہزار اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کیے۔ [3]

⑤ ایک گھر کے قیدی خواتین اور ان کی اولاد کے درمیان جدائی ڈالنا جائز نہیں ہے۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَافَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [4]

''جس نے والدہ اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے چہیتوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔''

---

[1] صحيح بخاري، المغازي، باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن اثال: ٤٣٧٢۔ [2] ابوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل: ٣٩٦٧، صحيح۔
[3] سبل السلام: ٤/ ١٩٥٥۔ [4] ترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ان يفرق بين الاخوين: ١٢٨٣؛ دارمي: ٢/ ٢٢٧۔

⑥ غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝﴾ [1]

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر، ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔''

⑦ اسلام نے اپنے ماننے والوں کی غلطیوں کے ازالے کے لیے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دے کر قیدیوں اور غلاموں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ ﴾ [2]

''کسی مومن کا دوسرے مومن کو قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد

---

[1] ٢/البقرہ: ١٧٧۔ [2] ٤/النساء: ٩٢۔

کرنا مقتول اور عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے، ہاں یہ بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور وہ مسلمان تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی لازمی ہے۔......''

﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ [1]

''جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں، تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے، پھر جو شخص نہ پائے تو دو پے درپے مہینوں کا روزہ رکھنا ہے، اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جو اس کی (بھی) طاقت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔......''

[1] ٥٨/المجادلہ: ٣، ٤۔

ہر پر رحم و کرم کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ان کی کنیت ابومحمد ہے، السابقون الاولون میں سے ہیں، عبادلہ اربعہ (چار فقیہ اور محدث: عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم) میں سے ایک ہیں۔ کتبِ احادیث میں ان سے سات سو احادیث مروی ہیں جن میں سے سترہ متفق علیہ ہیں۔ جبکہ آٹھ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور بیس احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی نمودار ہوگا۔''

چنانچہ انصار کے ایک آدمی نمودار ہوئے جن کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا، انہوں نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں اٹھا رکھے تھے۔

---

[1] سنن ابی داود، الأدب، باب فی الرحمة: ٤٩٤١۔

[2] تهذيب التهذيب: ٥/ ٢٩٤۔

جب دوسرا دن آیا تو نبی کریم ﷺ نے وہی بات فرمائی، یعنی ''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا۔''

چنانچہ اس دن بھی وہی انصاری نمودار ہوئے جو گزشتہ دن نمودار ہوئے تھے اور آج بھی وہ پہلے ہی کی طرح تھے۔

جب تیسرا دن آیا تو نبی اکرم ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی، یعنی ''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا۔'' چنانچہ اس تیسرے دن بھی وہی انصاری نمودار ہوئے اور اس حالت میں جیسے پہلے دن تھے، یعنی ان کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور انہوں نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں اٹھا رکھے تھے۔

جب رسول اکرم ﷺ اٹھ کر چل دیے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اس انصاری کے پیچھے پیچھے گئے اور ان سے عرض کی: میں نے اپنے والد سے جھگڑا کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے کہ میں تین دنوں تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ چاہیں تو مجھے اپنے پاس تین دن قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں نے یہ تین راتیں اس انصاری کے ساتھ گزاریں۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ رات کو عبادت کے لیے تھوڑے سے وقت کے لیے بھی بیدار نہیں ہوئے۔ ہاں میں نے یہ دیکھا کہ جب نیند ٹوٹتی اور اپنے بستر پر کروٹیں بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور تکبیر کہتے، حتی کہ فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوتے۔ میں نے ایک بات یہ دیکھی کہ وہ اپنی زبان سے کوئی بھلی بات ہی نکالتے تھے۔ جب میں نے تین راتیں ان کے ساتھ گزار لیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر جانتا (کہ ہمارے مقابلے میں ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کسی قسم کی ناراضی یا لڑائی نہیں تھی، البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا:

((یَطْلُعُ عَلَیْکُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ))

''ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔''

چنانچہ تینوں دفعہ آپ ہی نمودار ہوئے، لہٰذا میری خواہش ہوئی کہ آپ کے پاس رہ کر دیکھوں کہ آخر وہ کون سا عمل آپ بجالاتے ہیں (جو میں نہیں کرتا) جسے میں اپنا سکوں، لیکن میں نے دیکھا کہ آپ کوئی زیادہ عمل نہیں کرتے، پھر وہ کیا بات ہے جس کی بنا پر رسول کریم ﷺ نے آپ کے متعلق یہ بات فرمائی ہے (جسے آپ نے سنا ہے؟)

انصاری نے فرمایا: عمل تو صرف اتنا ہی ہے جو آپ نے دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس سے واپسی کے لیے مڑا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر بلایا اور فرمایا:

"مَا هُوَا اِلَّا مَا رَاَيْتَ غَيْرَ اَنِّيْ لَا اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَلَا اَحْسُدُ اَحَدًا عَلٰى خَيْرٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ"

"عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، البتہ اس کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی رنجش نہیں اور نہ میں کسی آدمی سے اس بھلائی پر حسد نہیں کرتا ہوں جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے یہ سن کر عرض کیا:

هٰذِهِ الَّتِيْ بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِيْ لَا نُطِيْقُ. [1]

"یہی وہ صفت ہے جو آپ کو اس درجے تک لائی ہے اور یہی وہ خصلت ہے جس کو اپنانے کی ہم میں طاقت نہیں۔"

آپ کی وفات طائف میں ۶۳ھ میں ہوئی۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) [3]

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۱۶۶، صحیح۔ [2] تہذیب التہذیب: ۵/ ۲۹۴۔

[3] صحیح البخاری: ۵۹۹۷۔

''جو (مخلوق خدا پر) رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

② اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)) [1]

''کہ اللہ پاک نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ دنیا میں اتار دیا اسی ایک حصہ رحمت کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ ایک جانور اپنے بچے کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنا پاؤں بچے کے اوپر سے ہٹا لیتا ہے (یہ بھی رحمت کے ایک حصے کی برکت سے ہے۔''

③ ایک روایت میں ہے کہ ''اگر کافر کو اللہ کی وسیع رحمت کا علم ہو جائے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو، اس طرح اگر مومن کو اللہ کے بڑے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ جہنم سے بے خوف نہ ہو۔'' [2]

④ بچوں پر شفقت سے پیش آؤ یہ سنت نبوی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)) ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، آپ تو بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو ان سے پیار نہیں کرتے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے۔'' [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ نے تمہارے دل کو رحمت

---

[1] صحیح بخاری، الادب، باب جعل االلّٰه الرحمة فی ......: ٦٠٠٠۔

[2] صحیح بخاری، الرقاق، باب الرجاء مع الخوف: ٦٤٦٩۔

[3] صحیح البخاری: ٥٩٩٨؛ صحیح مسلم: ٤٢٨١؛ سنن ابن ماجه: ٣٦٥٥۔

وشفقت اور پیار محبت سے خالی کر دیا ہے تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ تمہارے دل میں رحم وشفقت اور محبت کا جذبہ پیدا کروں، نیز حدیث کا مقصد بے رحمی و بے مروتی اور سخت دلی کے خلاف نفرت کا اظہار کرنا اور اس قسم کے لوگوں کو سختی کے ساتھ متنبہ کرنا ہے نیز اس ارشاد گرامی میں اس طرح بھی اشارہ ہے کہ دلوں میں رحم وشفقت کے جذبات کا ہونا اللہ کا ایک بہترین عطیہ ہے اور اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور اگر وہ کسی شخص کے دل سے رحم وشفقت اور محبت و مروت کے جذبات کو نکال دے تو یہ پھر کسی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اس شخص کے دل کو ان جذبات کی دولت عطا کر دے۔

⑤ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا (کھانے کے لیے) میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھی آدھی دونوں کو دے دی اور خود نہ کھائی۔ میں نے یہ سارا ماجرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ سنایا۔ تو آپ نے سن کر فرمایا: ''جو شخص بھی لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جاتا ہے وہ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔'' [1]

⑥ حضرت الامام ابراہیم بن محمد البیہقی رحمہ اللہ نے ایک خوبصورت کتاب لکھی ہے ''المحاسن والمساوی۔'' اس میں ایک حبشی کی رحمدلی کا واقعہ اس طرح ہے۔ ''عبیداللہ بن معمر ایک حبشی کے پاس سے گزرے جو کھجوریں کھا رہا تھا، جبکہ ایک کتا اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ یہ حبشی جب ایک لقمہ خود کھاتا تو دوسرا کتے کو کھلا دیتا، آپ نے پوچھا: کیا یہ کتا تمہارا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو پھر تم اسے کیوں کھلاتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میرے سامنے دو آنکھوں والا جانور مجھے دیکھ رہا ہو اور میں اسے کھلائے بغیر اپنا پیٹ بھر لوں۔ عبیداللہ بن معمر نے پھر پوچھا کہ تم غلام ہو یا آزاد؟ حبشی نے کہا کہ میں بنی غاضرہ (قبیلہ) کا غلام ہوں۔ حبشی کا یہ جواب پا کر عبیداللہ بن معمر سیدھے اس کے مالکوں

---

[1] مسلم، البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات: ۲٦۲۹۔

کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ اس حبشی کا مالک کون ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس کا مالک ہوں آپ نے فرمایا کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کردو تو مالک نے کہا یہ آپ کا ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! ایسے نہیں اس کی پوری قیمت لے لو یا اس کے بدلے ایک غلام لے لو۔ چنانچہ آپ نے اسے خرید کر اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا۔ [1]

⑦ صرف انسانوں ہی پر نہیں بلکہ اللہ کی دیگر مخلوقات، جیسے جانوروں اور پرندوں پر بھی رحم کرنے کی احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔

قرہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ میں بکری ذبح کروں گا اور (ذبح کرتے وقت) میں اس پر رحم کروں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالشَّاۃَ اِنْ رَحِمْتَھَا رَحِمَکَ اللّٰہُ)) [2]

''اگر تو بکری پر رحم کرے گا تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔''

⑧ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص چلا جا رہا تھا اور اس کو پیاس لگی تو وہ کنویں میں اترا اور اس نے اس سے پانی پیا پھر وہاں سے نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، تو اس شخص نے (اپنے دل میں) کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی، لہٰذا وہ پھر کنویں میں اترا اور اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے دانت سے پکڑا اس کے بعد اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرما لیا اور اس کو معاف فرما دیا۔'' لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کی جان بچانے میں بھی ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)) [3]

''ہاں! ہر جاندار سے احسان کرنے میں ثواب ملتا ہے۔''

---

[1] المحاسن والمساوی لابراھیم بن محمد البیھقی: ت ٣٢٠ ھجری۔

[2] مسند احمد: ٥/ ٣٤۔

[3] صحیح بخاری، المساقات، باب فضل سقی الماء: ٢٣٦٣۔

⑨ اسی طرح ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''جو رحم کرتا ہے اگرچہ پرندے کے ذبیحے پر ہی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

[1] سلسلة احاديث الصحيحة: ٢٧۔

رزق میں برکت کا ایک ذریعہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّمَدَّ لَهٗ فِيْ عُمُرِهٖ وَيُزَادَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ)) [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے اچھا لگے کہ اس کی عمر لمبی ہو جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اپنی رشتہ داری کو ملائے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث مروی ہیں۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایک سچی حقیقت ہی نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد رشید اور خاص خادم تھے اور آپ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سچے پیروکار تھے، اسی لیے آپ کو خواب میں بیشمار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً ۸۳ سال زندہ رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہر رات ہی بابرکت رہی، قیام اللیل کی لذت ختم نہ ہوتی تھی کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مٹھاس لینا شروع کر دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] مسند أحمد: ٣/ ٢٦٦؛ صحیح الترغیب والترھیب: ٢٤٨٨۔

مَا مِنْ لَيْلَةٍ اِلَّا وَاَنَا اَرَای فِیْهَا حَبِیْبِیْ ثُمَّ یَبْکِیْ. [1]

''میں نے تقریباً ہر رات اپنے پیارے کو خواب میں دیکھا.......... راوی بیان کرتا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ رو پڑتے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، اپنی خدمتِ نبوی کا ایک واقعہ کچھ اس طرح سناتے ہیں کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولہا تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو اُم سلیم (میری والدہ) مجھ سے کہنے لگیں اس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفے بھیجیں تو اچھا ہے۔

میں نے کہا مناسب ہے۔ انہوں نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر ایک ہنڈیا میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوایا۔ میں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا، جب میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رکھ دو اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلاؤ۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لیا اور جو بھی تمہیں راستے میں ملے اسے بلا لانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ جب لوٹ کر آیا تو دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (یعنی برکت کی دعا فرمائی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے حتی کہ سب لوگ کھا کر گھروں کو چل دیئے۔ [2]

۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ [3]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] طبقات ابن سعد: ۱۹/۷، سیر اعلام النبلاء: ۴۰۳/۲۰۔

[2] صحیح بخاری، النکاح، باب لھدیة العروس: ۵۱۶۳۔

[3] تہذیب الکمال: ۳۶۴/۳، تہذیب التہذیب: ۳۲۹/۱، ۳۳۰۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾﴾ [1]

''اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کے آنا ہے، اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے اس کے راستے پر چلنا پھر تم کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے تو جو کام تم کرتے رہے میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔''

آیت مبارکہ میں رب العالمین کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک واحسان کرتے رہو، عموماً قرآنِ کریم میں ان دونوں چیزوں کا بیان ایک ساتھ ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾﴾ [2]

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور

---

[1] ۳۱/لقمان:۱۴۔ [2] ۱۷/الاسراء: ۲۳۔ ۲۴۔

ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اوران سے بات ادب سے کرنا اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔"

نیز مذکورہ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے ماں باپ تمہیں اسلام کے سوا اور دین قبول کرنے کو کہیں۔ گو وہ تمام تر طاقت خرچ کر ڈالیں۔ خبردار! تم ان کی مان کر میرے ساتھ ہرگز شریک نہ کرنا۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ تم ان کیساتھ سلوک و احسان کرنا چھوڑ دو نہیں، دنیوی حقوق جو تمہارے ذمہ ان کے ہیں ادا کرتے رہو۔ ایسی باتیں ان کی نہ مانو بلکہ ان کی تابعداری کرو جو میری طرف رجوع کر چکے ہیں سن لو تم سب لوٹ کر ایک دن میرے سامنے آنے والے ہو اس دن مَیں تمہیں تمہارے تمام تر اعمال کی خبر دونگا۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگی بچے یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا۔ سنو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ، ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور ہر طرف سے مجھ پر آوازہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دل میں تنگ ہوا اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا خوشامدیں کیں سمجھایا کہ اللہ کے لیے اپنی ضد سے باز آجاؤ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور اس کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا میری اچھی اماں جان سنو تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں۔ واللہ ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے

دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ اب میری ماں مایوس ہوگئی اور کھانا پینا شروع کر دیا۔ [1]

② والدین سے حسن سلوک کی تلقین رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک مقامات پر فرمائی ہے اور والدین کی نافرمانی کرنے کی وعید بھی سنائی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْحَكَ! الْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ)) [2]

''تیرا کچھ نہ رہے (ہائے افسوس) اپنی ماں کے قدموں سے چمٹ جا! جنت وہیں ہے۔''

③ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نہ تو نفلی عبادت قبول فرماتے ہیں اور نہ ہی فرضی۔

عَاقٌّ — والدین کا نافرمان

مَنَّانٌ — احسان جتلانے والا

وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدْرِ [3] — اور تقدیر کو جھٹلانے والا

④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، قِيلَ: مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَالْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْكِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) [4]

''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔''

⑤ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٢٣١؛ اسد الغابه: ٢/ ٢١٦۔ [2] ترمذی: ٢٧٨١؛ ابن ماجه: ٢٧٨١۔ [3] صحيح الترغيب، البر والصلة، باب الترهيب من عقوق الوالدين: ٢٥١٣۔ [4] صحيح مسلم، البروصلة والادب، باب رغم انف من......الخ: ٢٥٥١؛ مسنداحمد: ٨٥٦٥۔

میں خاص اعزار دیا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں جنت دیکھی وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَذَالِكَ وَالْبِرُّ كَذَالِكَ وَالْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ)) [1]

''نیکی کا یہی بدلہ ہے، نیکی کا یہی بدلہ ہے، یہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا۔''

⑥ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں ایک بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ))

''کیا تیری ماں زندہ ہے؟ (ایک روایت میں والدین کا ذکر ہے)۔''

اس نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

((هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟))

''کیا تیری خالہ زندہ ہے۔''

اس نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَبِرَّهَا)) [2]

''تو پھر اس کے ساتھ نیکی کر (تیرا گناہ معاف ہو جائے گا)۔''

---

[1] مسند احمد: ٦/ ١٥١ (٢٥٣٧٦)؛ صحيح ابن حبان: ١٥/ ٤٧٩؛ سلسلة الصحيحة: ٩١٣۔

[2] ترمذی، الصلة، باب ما جاء فی بر الخالة: ١٩٠٤؛ صحيح ابن حبان: ٤٣٦۔

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت پر جنت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)) [1]

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (زبان اور شرم گاہ) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ان کا تعلق خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھا۔ ان کا نام ''حزن'' تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سہل'' رکھ دیا تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں ہیں۔ اکابر صحابہ کے فوت ہونے کے بعد ان کی ذات مرجع نام بن گئی تھی۔ لوگ نہایت ذوق و شوق سے حدیث سننے آتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ صغیر السن تھے، تاہم آپ سے حدیث سنی تھی بعد میں حضرت ابی بن کعب، عاصم بن عدی، عمرو بن عبسہ سے اس فن کی تکمیل کی، روایات کی تعداد ۱۸۸ ہے جن میں سے ۲۸ متفق علیہ ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ اُدْرِكَ السُّحُوْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [2]

---

[1] بخاري، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٤۔

[2] بخاري، الصوم، باب تعجيل السحور: ١٩٢٠۔

''میں سحری اپنے گھر میں کھاتا، پھر جلدی کرتا تا کہ نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جائے۔''

حق گوئی خاص شعار تھی۔ آلِ مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا امیر ہو کر آیا حضرت سہل کو بلا کر کہا علی رضی اللہ عنہ کو برا کہو۔ انہوں نے انکار کیا تو کہا کہ اچھا اتنا ہی کہہ دو کہ ''خدا (نعوذ باللہ) ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل نے جواب دیا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کا محبوب ترین نام تھا اور آپ ﷺ اس نام سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اس کے بعد ابوتراب کی وجہ تسمیہ بتلائی تو اس کو بھی خاموش ہونا پڑا۔

انہوں نے ۹۷ھ ۸۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ وہ مدینہ منورہ میں موجود آخری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں، اللہ آپ پر رحمت کا نزول فرمائے۔ [1]

فوائد

① حدیثِ مبارکہ میں دو چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جس میں سے ایک زبان کی حفاظت ہے۔ ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں:

((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [2]

''جسے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے شر سے بچا لیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی زبان اور شرم گاہ) وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

زبان سے نکلی ہوئی ہر چیز محفوظ ہوتی ہے اس لیے پہلے تولو پھر بولو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝١٨﴾ [3]

''(انسان) منہ سے کوئی لفظ نہیں نکال پاتا مگر اس کے پاس نگہبان (فرشتہ) تیار ہے۔''

---

[1] اسد الغابه: ۲/ ۵۷۵، ۵۷۶؛ الجرح والتعديل: ٤/ ١٩٨؛ الطبقات لخليفة بن خياط: ٦٠٦۔ [2] ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ۲٤٠٩؛ الصحيحة: ٥١٠۔ [3] ٥٠/ ق: ١٨۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) [1]

''بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے ایک بات زبان سے ادا کرتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا ہے مگر اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درجات بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایسا کلمہ منہ سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا ہے لیکن اسی کی وجہ سے وہ جہنم کے اندر چلا جاتا ہے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضا زبان کی منت وسماجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، بلاشبہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو درست رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی سیدھے راستے سے ہٹ جائیں گے۔'' [2]

② شرم گاہ کی حفاظت اصل میں عزت وعصمت کی حفاظت اور معاشرے کی پاکدامنی کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی صفات قرآن مجید میں بیان کرتے ہوئے کئی مقامات پر اس کا تذکرہ فرمایا ہے کہ مومن ہمیشہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ سے انعام میں جنت پاتے ہیں چنانچہ چند ارشادیہ ہیں:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦﴾ [3]

---

[1] صحيح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٤٨۔ [2] ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ٢٤٠٧۔ [3] ٢٣/المومنون: ١۔٧۔

''یقیناً کامیاب ہو گئے مومن وہ جو اپنی نمازوں کے اندر عاجزی کرتے ہیں وہ جو بے فائدہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں وہ لوگ جو اپنے مالوں کی زکاۃ ادا کرنے والے ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنی بیویوں اورلونڈیوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملتے ان پر اللہ کی طرف سے کوئی ملامت نہیں۔''

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ ﴾ [1]

''مسلمان مردوں اور عورتوں، ایمان دار مردوں اور عورتوں، فرماں بردار مردوں اور عورتوں، راست گو مردوں اور عورتوں، صابر مردوں اور عورتوں، اللہ سے ڈرنے والے مردوں اور عورتوں، صدقہ خیرات کرنے والے مردوں اور عورتوں، روزہ دار مردوں اور عورتوں، اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں الغرض ان سب کے لیے اللہ نے بہت بڑی بخشش اور بدلہ تیار کر رکھا ہے۔''

﴿ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ [2]

[1] ٣٣/الاحزاب: ٣٥۔ [2] ٧٠/المعارج: ١٩۔ ٣١۔

’’بے شک پیدائشی انسان بے صبرا ہے جب اس کو تکلیف آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خیر آتی ہے تو روک لیتا ہے، مگر نمازوں پر دوام کرنے والے لوگ ایسے نہیں اور جن کے مالوں میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا حق مقرر ہے وہ ان کو برابر دیتے ہیں، اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں، اور وہ بھی لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر جو لوگ بوقت ضرورت اپنی بیویوں اور لونڈیوں کو ملتے ہیں۔ ایسا کرنے میں ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس مذکورہ طریقہ کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔‘‘

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ [1]

’’تو ایمان داروں کو کہہ دے چلتے پھرتے اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے حق میں زیادہ صفائی کا موجب ہے اللہ کو ان کے ان سب کاموں کی خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ایماندار عورتوں کو بھی کہہ دیں کہ اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور نہ ظاہر کریں اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں۔‘‘

③ رسول اللہ ﷺ نے کئی مقامات پر شرم گاہ کی حفاظت کو جنتی عمل قرار دیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ لَا تَزْنُوا أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) [2]

’’اے قریش کے نوجوانو! تم زنا نہ کرو یقیناً جس آدمی نے اپنی شرم گاہ کی

---

[1] ٢٤/ النور: ٣٠۔ ٣١۔ [2] المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٥٨، الترغيب للمنذرى: ٣/ ٢٨٢، وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

حفاظت کی اس کے لیے جنت ہے۔"

④ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) ((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْءَةُ خَمْسَهَا))

"جب عورت نے پانچوں نمازیں پڑھیں۔"

(۲) ((وَصَامَتْ شَهْرَهَا))

"اور رمضان کے روزے رکھے۔"

(۳) ((وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا))

"اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی۔"

(٤) ((وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا))

"اور اپنے شوہر کی اطاعت کی۔"

تو اس کے لیے کہا جاتا ہے:

((اُدْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) [1]

"جنت کے جس دروازے سے چاہتی ہے جنت میں داخل ہو جا۔"

۵...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ اَلنَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ اَلنُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَالِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ)) [2]

نہیں میں نے دیکھی لمم کی تفسیر سوائے اس کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے، بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ نے ہر شخص کا حصہ زنا سے لکھ

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۱۹۱، صحيح الجامع الصغير: ۱/ ۲٤٥، (٦٧٣)، مجمع الزوائد: ٤/ ۳۰۱، وقال الالبانی رحمہ اللہ فيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال صحيح۔

[2] مسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره: ۲٦٥٧۔

دیا ہے جسے وہ ضروری طور پر پالیتا ہے، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس اس کی تمنا کرتا ہے اور چاہتا ہے اور شرم گاہ اس کی تکذیب کرتی ہے یا تصدیق کرتی ہے۔''

⑥ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّ لَهُ وِجَاءٌ)) [1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرے، پس بے شک یہ نظر کو جھکانے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کا سبب ہے اور جو طاقت نہیں رکھتا اس کے ذمے روزے ہیں پس بے شک یہ اس کے لیے ڈھال ہے۔''

⑦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ قَالَ: ((اَلتَّقْوىٰ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ مَا أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّارَ)) قَالَ: ((اَلْأَجْوفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ)) [2]

کون سی چیز ہے......؟ جو کثرت سے جنت میں داخلے کا سبب بنے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقویٰ اور اچھا اخلاق۔'' اور کون سی چیز ہے جو کثرت سے جہنم میں داخل کرتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ۔''

⑧ بہز اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

عَوْرَتُنَا مَانَأتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ: ((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّامِنْ زَوْجَتِكَ أَوْمَامَلَكَتْ يَمِينُكَ)) قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:

---

[1] مسلم، النكاح، باب استجاب النكاح لمن طاق نفسه ووجد مؤنته واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم: ٣٤٠٠۔

[2] ابن ماجه، الزهد باب ذكر الذنوب: ٤٢٤٦۔

((اِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَاهَا اَحَدُهٗ فَلَا تُرِيَنَّهَا)) قَالَ: قُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِذَا كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ: ((فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)). ❶

ہم اپنے ستر سے کیا چھپائیں اور کیا ظاہر کریں......؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی اور لونڈی سے۔'' راوی کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب قوم آپس میں ملی جلی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو طاقت رکھے کہ کوئی تیری شرم گاہ کو نہ دیکھ سکے پس تو نہ دکھلا۔'' راوی کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم میں سے کوئی ایک اکیلا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس ''اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔''

⑨ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِلَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ شَيْءٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ وَاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ. ❷

''رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا ہے اور دو نمازوں سے منع فرمایا ہے فجر کے بعد حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور مغرب کے بعد حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ آدمی ایک چادر لپیٹ کر گھٹنے اوپر کر کے بیٹھ جائے اس کی شرم گاہ پر آسمان اور زمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو اور گونگی بکل مارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔''

⑩ شرم گاہ کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ اپنی فرج کو ان جگھوں سے بچایا جائے جن

---

❶ ترمذی، الادب، باب ماجاء فی حفظ العورۃ: ۲۷۹۴۔

❷ صحیح بخاری: ۵۸۱۹۔

سے شریعت نے منع کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝﴾ ❶

''اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر، پس یقیناً ان پر کوئی ملامت نہیں ہے، پس جس نے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا تو یہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ فرج کے صحیح استعمال کی جگہ لونڈی اور بیوی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی راستہ ہو وہ ناجائز ہے مثلاً: زنا، مشت زنی، لواطت، متعہ اور حلالہ وغیرہ۔

زنا کار مرد ہو یا عورت حرام فعل کے شرعی طور پر سزا کے مستحق ہیں۔ زانی مرد ہو یا عورت اگر کنوارہ ہو تو اسلام نے حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی مقرر کی ہے اور اگر زانی مرد اور عورت شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ ❷

''زنا کار مرد اور عورت ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

⑪ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی سے زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ عورت کے ساتھ شادی شدہ مرد زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔'' ❸

⑫ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ)) ❹

''جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ اس کے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل

---

❶ ۲۳/المومنون: ۵۔۷۔ ❷ ۲۴/النور: ۲۔ ❸ مسلم، الحدود، باب حد الزنا: ۱۶۹۵؛ ابوداود: ۴۴۱۵؛ ترمذی: ۱۴۳۴۔ ❹ ابن ماجه، الحدود، باب من عمل قوم لوط: ۲۵۶۱؛ ترمذی: ۱۴۵۶؛ ابوداود: ۴۴۶۲؛ صحیح ابوداود: ۳۷۴۵۔

کردو۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کو قتل کردو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ ❶

نوٹ: (یہ قتل کرنا اسلامی حکومت کا کام ہے ہر آدمی اٹھ کر قتل نہیں کرسکتا)

⑬ کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک مقررہ معاوضے کے بدلے میں نکاح کر لینے کو متعہ کہتے ہیں مثلاً دو دن یا تین دن یا اس کے علاوہ کسی اور مدت تک۔ ❷

پہلے یہ نکاح درست تھا لیکن پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا، حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اب اسے اللہ تعالیٰ نے تا روز قیامت حرام قرار دیا ہے، لہٰذا جس کے پاس ان عورتوں میں سے کوئی ہے وہ اس کا راستہ چھوڑ دے۔" ❸

⑭ حلالہ ایسے عقد کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص مطلقہ ثلاثہ محض طلاق کی نیت سے نکاح و مباشرت کرتا ہے تا کہ وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے اس غرض سے کرنے والے کو مُحلِّل (حلالہ کرنے والا) اور جس کے لیے عورت کو حلال کیا جا رہا ہو اسے محلَّل له (یعنی پہلا شوہر) کہتے ہیں۔

⑮ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ:
((هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَهُ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ)) ❹

"کیا میں تمہیں ادھار کے سانڈ کی خبر نہ دوں......؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

---

❶ صحيح ابن ماجه، الحدود باب رجم اليهود: ٢٥٧٦۔
❷ التعليقات الرضية للالبانی: ٢/ ٨٦٤۔
❸ مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان انه ابيح: ١٤٠٦؛ ابوداود: ٢٠٧٢؛ ابن ماجه: ١٩٢٢۔ ❹ ابن ماجه، النكاح باب المحلل والمحلل له: ١٩٣٦۔

اسلام اور قناعت بہت بڑی نعمت

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((طُوْبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ)) [1]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آپ فرما رہے تھے: اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی، اس کی معاش بقدر ضرورت تھی اور اس نے (اسی پر) قناعت اختیار کر لی۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ ہیں یہ اپنی کنیت ابو برزہ اسلمی سے مشہور و معروف ہیں۔ آغاز میں ہی اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر عبدالعزی ابن خطل کو جو کعبہ کے پردہ کے نیچے تھا، انہوں نے قتل کیا تھا۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ پہلے بصرہ میں رہے پھر خراسان جا کر مرو میں رہے، پھر بصرہ واپس آ گئے تھے۔ یتیموں، بیواؤں اور مساکین پر بکثرت صدقہ کیا کرتے تھے، رات کا قیام کثرت سے کرتے تھے حتیٰ کہ بیوی کو بھی بیدار کر دیا کرتے تھے۔ ۶۴ ہجری کو وفات پائی۔ اللہ ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① حدیث مبارکہ میں اسلام قبول کرنے والے کو خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ خوش نصیب ہے کہ اسے اللہ نے ہدایت کی توفیق دی اور اس نے اس کو قبول کر لیا۔ کیونکہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے جیسے اللہ نے ہمارے لیے پسند کیا ہے:

---

[1] ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی الكفات والصبر عليه: ۲۳۴۹؛ صحيح الترغيب: ۸۳۰؛ الحاكم: ۱/ ۳۵۔

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [1]

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔''

دین اسلام کی ہدایت صرف اسے ہی ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ)) [2]

''اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے مگر جس کو میں ہدایت دوں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔''

② اسلام کیا ہے؟ کہ جس کی اللہ تعالیٰ سے طلب کی دعا کرنی چاہیے حدیثِ جبریل میں اس کی وضاحت بھی موجود ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں نمایاں مقام پر تشریف رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اور کہنے لگا:

مَا الْإِيْمَانُ؟

ایمان کسے کہتے ہیں؟

قَال: ((اَلْإِيْمَانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے پر، اور اللہ کے رسولوں پر اور دوبارہ جی اٹھنے پر یقین رکھو۔'' اس نے پوچھا:

مَا الْإِسْلَامُ؟

---

[1] ٥/المائدہ: ٣۔

[2] صحیح مسلم، البر والصلة، باب تحریم الظلم: ٦٥٧٢۔

اسلام کیا ہے؟

قَالَ: ((اَلإِسْلَامُ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ))

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو۔'' پھر اس نے پوچھا:

قَالَ: مَا الْإِحْسَانُ ؟

احسان کسے کہتے ہیں؟

قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))

آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ تصور نہ ہو سکے تو پھر یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' پھر اس نے پوچھا:

قَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟

قیامت کب آئے گی؟

قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمِ، فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ ﷺ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ......﴾ (اَلْآيَة) [1]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، البتہ میں تمہیں قیامت کی علامتیں بتادوں گا (وہ یہ ہیں) کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے۔ پانچ چیزیں ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت

[1] ۳۱/لقمان: ۳٤۔

تلاوت فرمائی: ''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔''

ثُمَّ اَدْبَرَ، فَقَالَ: ((رُدُّوْهُ)) فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا

اس کے بعد وہ شخص لوٹ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے واپس لاؤ۔'' لیکن صحابہ نے وہاں کسی کو نہ پایا۔

فَقَالَ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ، جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ)) ❶

تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل (علیہ السلام) تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے۔''

③ یاد رہے کائنات میں عزت اسے ہی ملتی ہے جو اسلام کو اپنا دین بنا لیتا ہے۔ مستدرک حاکم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کو جا رہے تھے تو اس کے قریب ایک گھاٹ آ گیا جسے عبور کرنا ضروری تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی سے نیچے اترے، اپنے موزوں کو اتار کر کندھوں پر رکھ لیا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور گھاٹ کو عبور کر گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! آپ اس حالت میں گھاٹ عبور کرتے ہیں، اگر ایلیا والے آپ کی اس حالت کو دیکھ لیتے ہیں تو مجھے اس سے خوشی نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش یہ بات تیرے علاوہ کوئی اور کہتا۔ یاد رکھو!

اِنَّا كُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ.

''ہم ایک انتہائی ذلیل قوم تھے، اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی۔''

اور اگر ہم اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ ہمیں ذلیل کر کے چھوڑے گا۔ ❷

④ نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، الایمان: ٥٠۔ ❷ مستدرك حاكم: ١/ ٦١، ٦٢؛ الصحيحة: ٥١۔
❸ مسلم، الزكاة، باب فى الكفاف والقناعة: ١٠٥٤؛ الترمذى: ٢٣٤٨؛ ابن ماجه: ٤١٣١۔

’’بیشک وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا۔ اسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور جو کچھ بھی اللہ نے اسے عطا کیا اس نے اسی پر قناعت اختیار کر لی۔‘‘

خود رسول اکرم ﷺ اس کی دعا بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِي رِوَايَةٍ: كَفَافًا)) [1]

’’اے اللہ! آل محمد ﷺ کو بقدر ضرورت رزق عطا فرما اور ایک روایت میں ہے کہ جو کافی ہو یعنی جس سے بھوک مٹ سکے۔‘‘

---

[1] صحیح مسلم، الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ: ۱۰۵۵؛ الترمذی: ۲۳۶۱۔

نگاہیں نیچی رکھو

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَلِيٍّ: ((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّهَا لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةَ)) [1]

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھو کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں، بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ فضل و کمال کے اعتبار سے بھی عام صحابہ کی جماعت میں ممتاز ہیں، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کافی تعداد ان کے حافظے میں محفوظ تھی، ان کی مرویات کا شمار ۱۶۴ حدیثوں تک پہنچتا ہے، اس میں ایک متفق علیہ ہے اور ۲ میں بخاری اور ۱۱ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کی مرویات تمام تر براہِ راست زبان نبوت سے منقول ہیں۔ [2]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پذیرائی حاصل تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے تکلفانہ ملتے تھے، کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے نکلتے تھے، ایک مرتبہ یہ کسی ضرورت سے کہیں جا رہے تھے، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور آگے بڑھے۔ [3]

یزید کے عہد حکومت میں ۶۳ھ میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔

---

[1] ترمذی، الأدب، باب ما جاء فی نظرة الفجأة: ۲۷۷۷؛ احمد: ۲۲۹۷۴۔

[2] تهذيب التهذيب: ۱/ ۴۳۳۔ [3] مسند احمد: ۵/ ۳۵۰۔

فوائد

① غضِ بصر قرآن مجید کا وہ حکم ہے جس کو اپنانے سے انسانی معاشرہ فحش قسم کی خباثتوں سے نجات پا کر پاک وصاف ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ [1]

''اے نبی کہہ دیجئے مومن مردوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے جو یہ کام کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے، اور مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس سے ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں رکھا کریں۔''

نگاہیں نیچی رکھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ نگاہ ایسی چیز ہے جو انسان کے دل میں گناہ کی خواہش ابھارتی ہے اور یہ پہلا آلہ زنا ہے کیونکہ یہ خاموش قاصد کا کردار ادا کرتی ہے اور ہاتھ، دل، زبان اور شرم گاہ کے ملوث ہونے کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔

کما قال الشاعر:

نَظْرَةٌ   فَابْتِسَامَةٌ   فَسَلَامٌ
فَكَلَامٌ   فَوَعْدٌ   فَلِقَاءُ

''پہلے نظر بازی، پھر تبسم، پھر سلام، اس کے بعد بات چیت، پھر وعدہ اور پھر ملاقات یعنی ایک اشارہ ہوا دو ہاتھ بڑھے، بات ہوئی اور کھل جائیں گے دو تین ملاقاتوں میں۔''

---

[1] ۲٤/النور: ۳۰، ۳۱۔

اللہ تعالیٰ نے مرد وزن دونوں صنفوں کو یکساں نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، تاہم مرد کو اس کا حکم تاکیداً دیا گیا ہے جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ ناقہ مبارکہ پر سوار تھے اس وقت آپ ﷺ کے ردیف فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو نوجوان تھے۔ایک دیہاتی عورت آپ سے مسائل پوچھنے آئی۔آپ ﷺ جواب دے رہے تھے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے ان کا رخ اپنے ہاتھ سے پھیر دیا۔[1]

یہ دیہاتی عورت حجاب کے احکام سے ناواقف تھی اس لیے آپ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو سمجھایا اوران کے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔

② غض بصر کیوں۔۔؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:''عورت پردہ کی چیز ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے مردوں کی نظروں میں مزین کر دیتا ہے۔''[2]

اس مقام پر ہم کہیں گے کہ اگر عورت کو کسی خاص ضرورت کے تحت باہر نکلنا پڑ گیا ہے۔ تو وہ ایسی تمام حرکات سے اجتناب کرے جو مردوں کو اس کی طرف متوجہ کریں۔مثلاً بے حجاب چہرہ، زیور کی جھنکار، خوشبو کی لپیٹ، پاؤں کی چاپ، بھڑکیلا لباس وغیرہ۔

آنکھیں صلاح کار ہیں جوش شباب کی
دو کنڈیاں ہیں یہ دل خانہ خراب کی

③ نظر کے متعلق صاحب نظر ہی جانتا ہے کہ اس نے کیوں اور کس نیت سے دیکھا ہے لہٰذا اپنی نظر کی حفاظت کرنا صاحب نظر پر لازم ہے کیونکہ ہر طرح کی نیتوں کو جاننے والے نے پوچھ لینا ہے۔

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝﴾[3]

''بلاشبہ کان، آنکھ، دل سب کی باز پرس ہوگی۔''

③ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اچانک نظر پڑ جائے تو

---

[1] صحیح بخاری، جزاء الصید، باب حج المرءۃ عن الرجل: ۱۸۵۵۔

[2] ترمذی، الرضاع، باب استشرف الشیطان المرأۃ اذا خرجت: ۱۱۷۳۔

[3] ۱۷/بنی اسرائیل: ۳۶۔

کیا کروں۔۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچانک نظر پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔'' ❶
اگر جان بوجھ کر ایسا کیا جائے تو مؤاخذہ ہوگا اور اگر اچانک پڑ گئی ہے تو نظر دوسری طرف پھیر لی جائے کیونکہ اچانک نظر معاف ہے۔

⑤ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا۔''

فَقَالَ: ((اِصْرِفْ بَصَرَكَ)) ❷

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نظر پھیر لو۔''

اس لیے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لی جائے، پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت نظر کے لیے دیکھنا یہ حرکت گناہ اور قابل گرفت ہے۔

⑥ راستے میں آتے جاتے نگاہ جھکا کر رکھو، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ))

''راستے میں بیٹھنے سے بچو۔''

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لیے راستوں میں کھڑا ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں، ان میں کھڑے ہو کر ہم باتیں کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اگر تم انکار کرتے ہو تو راستے کا حق دو۔'' لوگوں نے کہا راستے کا حق کیا ہے۔۔؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، الادب، باب نظر الفجاءة: ٥٦٤٤۔ ❷ مسلم، الأدب، باب نظرة الفجأة: ٢١٥٩؛ ابوداود: ٢١٤٨؛ الترمذی: ٢٧٧٦۔ ❸ صحیح بخاری، الاستئذان، باب ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ ......﴾: ٦٢٢٩؛ مسلم: ٢١٢١؛ ابوداود: ٤٨١٥؛ ابن حبان: ٥٩٥۔

''نظر جھکا کر رکھو، تکلیف دور کرو، سلام کا جواب دو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔''

⑦ بدنظری کا علاج نکاح ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) [1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کرنے کی استطاعت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے جسے استطاعت نہ ہو اس کے لیے روزے کا اہتمام والتزام ضروری ہے اس لیے کہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، النکاح، باب قول النبی ﷺ من استطاع الباءۃ فلیتزوج: ٥٠٦٥؛ صحیح مسلم: ١٤٠٠؛ ابوداود: ٣٠٤٦؛ ابن ماجه: ١٨٤٥۔

جنت کے آٹھ دروازے کیسے کھلتے ہیں؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا (یعنی دو دو چیزیں) اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے (جنت میں داخلے کے لیے) جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی تھا، صحیح بخاری میں ہے ایک دن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے آج رات عشا کی نماز باجماعت آپ نے پڑھی ہے؟ سب کہنے لگے۔ جی ہاں! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے بتاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں کون سی سورت پڑھی تھی؟ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کون سی سورت پڑھی تھی۔؟

سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں فلاں سورت پڑھی تھی اور دوسری میں فلاں سورت پڑھی تھی۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوكنت متخذا خليلاً: ٣٦٦٦؛ مسلم: ١٠٢٧۔ [2] صحیح بخاری كتاب العمل فى الصلاة، باب يفكر الرجل الشئ فى الصلاة (١٢٢٣)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قراءت کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابوزرعہ کہتے ہیں) مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھوڑی دیر، تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، تکبیر اور قراءت کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ ......الخ)) اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں ایسا فصل کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں کر دیا ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کر دے، جیسے سفید کپڑا میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال......۔'' [1]

حضرت شُفَيًّا اصبحی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا گیا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں بھی ان کے قریب ہو گیا، یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا، وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جسے آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو فرمایا: ضرور بیان کروں گا، پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی، اس وقت میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ یہاں کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا، اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے۔ تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نزول فرمائیں گے اس وقت ہر امت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی، پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے

---

[1] صحيح بخاري، الاذان، باب ما يقول بعد التكبير: ٧٤٤۔

ایک حافظِ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولت مند شخص، اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے: کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی عرض کرے گا کیوں نہیں یا اللہ! اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا وہ عرض کرے گا میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو۔ اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اس لیے ایسا کرتے تھے کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا وہ عرض کرے گا، ہاں اے اللہ! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے سو ایسا کیا جا چکا، پھر شہید کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لیے قتل ہوا وہ کہے گا تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس یہ بات کہی گئی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری زانوں پر مارتے ہوئے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔'' ولید ابو عثمان مدائنی کہتے ہیں مجھے عقبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلاد تھے۔ کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بتائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ وہ اب فوت ہو جائیں گے اور ہم نے کہا: یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے چہرہ صاف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر

یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ ❶

''جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں رکھتے یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں پس جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ ضائع ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہو گئے۔'' ❷

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❸

فوائد

① کئی ایک اعمال ہیں جن کی وجہ سے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک مذکورہ حدیث میں ذکر ہے اور چند ایک یہ ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر یہ کہا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ❹

''تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان چار کاموں کی پابندی کرنے والی عورت جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔''

---

❶ ۱۱/ ھود: ۱۵۔۱۶۔ ❷ صحیح ترمذی، الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعة: ۲۳۸۲؛ الحاکم: ۱/ ۴۱۹۔ ❸ تھذیب التھذیب: ۱۲/ ۲۸۸۔
❹ مسلم، الطھارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء: ۲۳۴۔

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا

جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے۔

وَصَامَتْ شَهْرَهَا

اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا

اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔

وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا [1]

اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا، جو روزے دار ہوگا اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ویسے ضروری تو نہیں کہ کسی کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے، پھر بھی کیا کسی کو ان تمام دروازوں سے دعوت دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں امید کرتا ہوں کہ آپ انہیں میں سے ہوں گے۔'' [2]

④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص حلال کی کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے، جبکہ اللہ صرف حلال مال ہی قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں قبول فرماتا ہے، پھر اسے اس کے مالک کے لیے اس طرح بڑھا دیتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، حتی

---

[1] صحیح الجامع الصغیر: ٧٧٠؛ ابن حبان: ٤١٦٣، حسن۔

[2] صحیح بخاری، الفضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ......: ٣٦٦٦؛ مسلم: ٢٣٧١؛ نسائی: ٢٤٣٩۔

کہ وہ پہاڑ کی مانند ہو جاتی ہے۔" [1]

⑤ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، درگزر کرنے اور معاف کر دینے سے اللہ بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو کوئی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو رفعت عطا فرما دیتا ہے۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب: ۱٤۱۰؛ مسلم: ۲۳٤۲۔ [2] صحیح مسلم، البر وصلہ، باب استحباب العفو والتواضع: ٦٥۹۲؛ سنن ترمذی: ٦٦۱؛ سنن دارمی: ۱۷۱۸۔

آدابِ مجلس

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَثَلُ الْجَلِیسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ یُحْذِیَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیرِ إِمَّا أَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِیحًا خَبِیثَةً)) [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نیک اور اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور لکڑیاں جلانے والے کی طرح ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے خوشبو ہبہ کردے گا یا تو اس سے خریدے گا اور اگر خریدے گا نہیں تو تجھے اس سے خوشبو آتی رہے گی اور لکڑیاں جلانے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے برا دھواں یا بری خوشبو پائے گا۔“

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے، مکہ میں اسلام قبول کیا اور پھر واپس حبشہ کی طرف چلے گئے، پھر ے ہجری میں خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ پچاس سے زائد افراد لائے۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مشرّف باسلام ہو گئے تھے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کے اخلاقِ حسنہ کی تعریف فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشعری لوگ جب حالتِ جنگ وغیرہ میں قلت طعام اور بھوک سے دوچار ہوتے ہیں۔ تو

---

[1] صحیح بخاری، الذبائح والصید، باب المسك: ٥٥٣٤۔

سب لوگ کھانے کی اشیاء ایک کپڑے میں جمع کرنے کے بعد آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

((فَهُمْ مِنِّيْ ... وَأَنَا مِنْهُمْ)) ❶

''وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔''

علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

قُضاة هذه الأمّةِ أربعة. ❷

''اس امت کے قاضی چار ہیں۔''

''عمر، علی، ابوموسیٰ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔''

آپ کا انتقال ۴۲ھ میں ہوا۔ آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❸

فوائد

① مجلس میں بیٹھنے سے پہلے سلام کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ)) ❹

''کلام سے قبل سلام ہے۔''

② چند آداب مجلس:

① مجلس میں تہذیب اور وقار کی شکل اختیار کر کے بیٹھنا اچھے آدمی کی نشانی ہے، مجلس میں جہاں نشست کے لیے جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے نہ کہ مجمع میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا پھرے یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلسوں کا طریقہ تھا۔ ❺

② مجلس میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تفوق پسندی اور خود بینی کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ ❻

---

❶ صحیح بخاری، الشرکة، باب الشرکة فی الطعام والنهد والعروض۔
❷ تذکرة الحفاظ: ۱/ ۲۴۔ ❸ اسد الغابه: ٦/ ۲۹۹، ۳۰۰؛ الاصابه ت: ۱۰۵۹۰؛ الاستیعاب ت: ۳۲۳۸؛ بخاری: ۵۰۴۸۔ ❹ ترمذی، الاستیذان، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام: ۲٦۹۹؛ صحیح عند الالبانی۔ ❺ الادب المفرد للبخاری، باب یجلس الرجل حیث انتهی: ۱۱۴۱۔ ❻ ترمذی، الاستیذان، باب ماجاء فی کراهیتان یقام الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه۔

③ اگر کوئی شخص مجلس میں ایک جگہ بیٹھ کر کسی ضرورت سے خود اٹھ جائے تو پلٹنے کے بعد وہی اس جگہ کا مستحق ہے۔ کما قال النبی ﷺ۔ ❶

④ اگر مجلس میں دو شخص باہم مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر دونوں کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ❷

⑤ اگر کچھ لوگ مجلس میں حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہوں تو کسی کو اس حلقہ کے وسط میں نہیں بیٹھنا چاہیے ایسے شخص پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ ❸

⑥ مجلس میں کسی شخص کے گرد یا سامنے کسی کو کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔ ❹

③ راستے میں مجلس لگانا درست نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ)) ❺

''تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔''

ہاں مجبوری ہو تو بیٹھ سکتے ہیں البتہ اس کے حقوق ادا کرنے ہوں گے وہ یہ ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے حق یہ ہیں:

① غَضُّ الْبَصَر (نگاہ نیچی رکھنا) یعنی غیر محرم پر نہ پڑے۔

② کَفُّ الْاَذٰی (تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹا دینا)۔

③ رَدُّ السَّلَامِ (سلام کا جواب دینا) مجلس میں بیٹھے یا چلتے پھرتے کوئی سلام کہے تو ضروری ہے اس کا جواب دیا جائے۔

④ اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ (نیکی کا حکم)۔

⑤ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ (برائی سے منع کرنا)۔ ❻

⑥ تَغِیْثُوا الْمَلْھُوْفَ۔

---

❶ ترمذی، الاستیذان، باب ماجاء فی کراھیتان یقام الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه۔ ❷ ترمذی الاستیذان، باب ماجاء فی کراھیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنھا۔ ❸ ترمذی، الاستیذان، باب ماجاء فی کراھیته القعود وسط الحلقه۔

❹ ابوداود، الادب، باب فی قیام الرجل للرجل۔ ❺ صحیح بخاری، الاستیذان: ٦٢٢٩۔ ❻ صحیح بخاری، الاستیذان(٢٦٢٩)

''مصیبت زدہ کی مدد کرو۔''

⑦ تَهْدُوا الضَّآلَّ۔ [1]

''بھولے بھٹکے کی رہنمائی کرو۔''

④ جہاں مجلس میں چند آدمی ہوں تو دو الگ ہو کر سرگوشی کرنا شروع نہ کر دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کہ اس سے تیسرا غمگین ہوگا۔'' [2]

⑤ مجلس شوریٰ مقرر کرنا سنت ہے ایک دفعہ کفار نے مدینہ پر چڑھائی کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے اطلاع پاتے ہی مجلس شوریٰ کا اجلاس کیا اور دفاع کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ مختلف آراء پیش کی گئیں لیکن سلمان فارسی کی تجویز کو منظور کیا گیا انہوں نے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے علاقوں میں جب جنگ کرنی ہوتی ہے تو اپنے علاقے کے اردگرد خندق کھودی جاتی ہے تو خندق کھود کر مقابلہ کیا گیا اسی لیے اس جنگ کا نام غزوہ خندق پڑ گیا۔'' [3]

⑥ بہترین مجلس، مجلس ذکر ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ))

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے)۔''

پھر فرمایا:

((فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا))

---

[1] ابوداود، الادب: ٤٨١٧، صحیح للالبانی۔

[2] ابوداود، الادب، باب فی نقل الحدیث۔

[3] صحیح بخاری، باب غزوة الخندق: ٢ /٥٨٨۔

''یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ) پہنچ جاتے ہیں۔''

پھر فرمایا: (ذکر کی مجلس برخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔

((مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ))

''کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟''

یہ کہتے ہیں کہ (اے اللہ!) تیری تسبیح وتکبیر اور حمد وثنا کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔؟

فرشتے کہتے ہیں: نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اگر وہ مجھے دیکھتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ: اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے کہیں زیادہ آپ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس بیان کرتے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟

فرشتے کہتے ہیں: وہ آپ ﷺ سے جنت مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جو اس کی طلب کرتے ہیں؟

فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔

فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟

فرشتے کہتے ہیں کہ وہ وزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟

فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تب ان کی کیا کیفیت ہوتی؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے زیادہ بچتے اور بہت ہی خوف کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((فَإِنِّیْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ))

''(اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کر دیا ہے۔''

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں سے ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)) [1]

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔''

⑦ ہر مجلس میں نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجتی ہے تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن ندامت وحسرت کا سبب بن جائے گی۔ چاہے تو اللہ انہیں عذاب دے دے چاہے تو انہیں معاف کر دے۔'' [2]

⑧ ہر مجلس کو سلام کہو، مشرکین اور مسلمین کی اجتماعی مجلس ہو تو انہیں سلام کہہ دینا چاہیے اور اپنا مخاطب مسلمانوں کو رکھنا چاہیے رسول اللہ ﷺ ایسی مجلس کو سلام کیا کرتے تھے۔ [3]

⑨ مجلس سے ایک کا جواب ہی کافی ہے اگر کوئی جماعت کسی مجلس کے پاس سے گزر رہی ہو تو ایک آدمی سلام کہہ دے تو سب کا فرض ادا ہو جائے گا۔

((يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا أَنْ يُّسَلِّمَ أَحَدُهُمْ))

''جماعت کی طرف سے جب وہ (کہیں سے) گزریں یہی کافی ہے کہ ان میں

---

[1] بخاری، الدعوات، باب فضل ذكر الله عز وجل: ٦٤٠٨۔

[2] ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی القوم یجلسون ولا یذكرون الله۔

[3] بخاری، الاستیذان: ٦٢٥٤۔

سے ایک آدمی سلام کہہ دے۔''

اور اگر مجلس کی طرف سے ایک آدمی جواب دے دے تو سب کا فرض ادا ہو جائے گا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

((يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ أَنْ يَّرُدَّ أَحَدُهُمْ)) [1]

''جماعت کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی جواب دے دے۔''

⑩ آدمی اپنی مجلس سے پہچانا جاتا ہے انسان اچھے لوگوں سے دوستی رکھے کیونکہ اس کی پہچان اس کی مجلس کے لوگوں سے ہوتی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے:

((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُهُمْ مَنْ يُخَالِلُ)) [2]

''آدمی اپنے دوست کے دین (طور طریقہ) پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو سوچ سمجھ کر دوست کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ وہی اس کی پہچان ہے۔''

⑪ کفارہ مجلس کی دعا، جو آدمی یہ دعا مجلس کے اختتام پر پڑھے گا اللہ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ)) [3]

''اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

---

[1] صحیح ابی داود، آداب: ٤٣٤٢۔

[2] ابو داود: ٥ /٦٨؛ للالبانی فی الصحیحه، ح: ٩٦٧۔

[3] السنن الکبرٰی: ٩٩٠٩۔

شہید کے انعامات

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُلَهُ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْاِيْمَانِ وَيُزَوَّجُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهٖ)) [1]

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے لیے اللہ کے نزدیک چھ انعام ہیں۔ خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے اسے بخش دیا جاتا ہے، جنت میں اس کا ٹھکانہ اسے دکھا دیا جاتا ہے، ایمان کا لباس اسے پہنایا جاتا ہے، بہتر حوروں سے اس کی شادی کردی جاتی ہے، عذاب قبر سے اسے نجات مل جاتی ہے، بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول ہیں سیدنا مقدام بن معدیکرب بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو کریمہ یا ابو یحییٰ تھی، مشہور صحابی رسول ہیں، شام کو اپنا مسکن بنایا اس لیے ان کی روایت کردہ احادیث کے راوی بھی شامی ہیں۔

---

[1] ترمذی، فضائل الجهاد، باب فی ثواب الشهيد: ١٦٦٣؛ ابن ماجه، الجهاد، باب فضل الشهادة فی سبيل اللّٰه: ٢٧٩٩۔

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔'' ❶

صحیح قول کے مطابق ۸۷ ھ میں وفات پائی ان کی عمر اس وقت ۹۱ برس تھی۔ ❷

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① شہید اللہ کے ہاں زندہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾﴾ ❸

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے، جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

② شہداء اجر عظیم کے وارث ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

---

❶ بخاری، البیوع: ۲۰۷۲۔ ❷ اسد الغابة، ت: ۵۰۷۷۔

❸ ۳/آل عمران: ۱۶۹۔۱۷۱۔

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴾ [1]

''تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اُس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں اُن کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے تو ہم عنقریب اُس کو بڑا ثواب دیں گے اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔''

③ شہداء کے خون سے کستوری کی خوشبو آئے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا، إِذْ طُعِنَتْ، تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ)) [2]

''جو بھی زخم مسلمان کو اللہ کے راستے میں لگا وہ روز قیامت ویسا ہی ہوگا جیسا وہ زخم لگنے کے وقت تھا اس سے خون بہہ رہا ہوگا اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔''

④ شہید سے اللہ راضی ہو جاتا ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں کہا: اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعد نے اس طرح دعا مانگی:

يَا رَبِّ إِذَا لَقِينَا الْقَوْمَ غَدًا، فَلَقِّنِي رَجُلًا شَدِيدًا بَأْسُهُ شَدِيدًا حَرْدُهُ، فَأُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ارْزُقْنِي عَلَيْهِ الظَّفَرَ حَتَّى

---

[1] ٤/النساء: ٧٤، ٧٥۔ [2] بخاری، الوضوء: ٢٣٧۔

أَقْتُلَهُ، وَآخُذَ سَلَبَهُ.

''اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوتو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کردوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔''

ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی۔

قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًا رَجُلًا شَدِيدًا حَرْدُهُ، شَدِيدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُكَ غَدًا قُلْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ، فَيَقُولُ صَدَقْتَ. قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَا بُنَيَّ كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِي.

''اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے میری ناک بھی کاٹ دے، میرے کان بھی کاٹ دے، جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو پوچھے کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے تھے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے میرے ناک اور کان کاٹے گئے۔ تو کہے کہ ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔''

حضرت سعد اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر رہی، میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔ [1]

⑤ سبز پرندوں میں شہید کی روح کا داخل کیا جانا اللہ کی طرف سے عظیم انعام ہے، حضرت

---

[1] المستدرك للحاكم: ٢/ ٨٦(٢٤٠٩)؛ حلية اولياء: ١/ ١٠٩، صحيح۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''احد کے روز جو تمہارے بھائی شہید ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا۔ یہ پرندے جنت کی نہروں سے سیراب ہوتے ہیں۔ جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش الٰہی کے سائے میں لٹکی ہوئی سنہری قندیلوں میں آرام کرتے ہیں۔ انہوں نے جب اپنا اچھا کھانا پینا اور اچھی آرام گاہیں دیکھیں تو یہ آرزو کی کہ:

((مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى! أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ ﴾)) [1]

''کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر دے کہ ہم زندہ ہیں اور جنت میں ہیں؟ تا کہ ہمارے بھائی جنت سے ناامید نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو دیکھ کر فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے یہ پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔'' [2]

⑥ شہید سے اللہ تعالیٰ کے پیار کے مختلف انداز، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے اس آیت (سورہ آل عمران کی مندرجہ بالا آیت) کا مطلب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں ان کا ٹھکانا ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں چرتی پھرتی ہیں، پھر اپنی قندیلوں میں آ رہتی ہیں۔ یہ اپنی اس زندگی میں مگن تھیں کہ اس دوران

---

[1] ۳/آل عمران: ۱۶۹۔

[2] ابو داود، کتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة: ۲۵۲۰، حسن۔

فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً، فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى. [1]

ان کے رب نے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور ان سے پوچھا: تمہیں کچھ چاہیے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم کیا مانگیں ۔۔؟ جہاں ہم چاہتے ہیں جنت میں سیر کرتے ہیں، نعمتیں خواہشات سے بڑھ کر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے تین بار یہی پوچھا، چنانچہ شہیدوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے رہیں گے، جب تک کہ وہ کچھ نہ کچھ مانگیں گے نہیں، آخر کار وہ کہنے لگے: اے اللہ! ہمارا سوا یہی ہے کہ ہماری روحوں کو دنیا کے اندر ہمارے جسموں میں لوٹا دے حتیٰ کہ ہم تیرے راستے میں (ایک بار پھر) شہید کر دیے جائیں۔

چنانچہ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں ہے تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔"

⑦ فرشتے شہید پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب میرے والد صاحب احد کی جنگ میں شہید کر دیے گئے تو میں ان کے چہرے سے بار بار کپڑا اٹھا کر دیدار کرتا اور روتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مجھے ایسا کرنے سے روکتے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بالکل منع نہیں کیا۔ یہ منظر دیکھ کر میری پھوپھی (فاطمہ) بھی رونے لگیں۔ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

((تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ)) [2]

"تم لوگ روؤ یا چپ رہو، جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں فرشتے تو برابر

[1] صحیح مسلم، الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ...... الخ: ۱۸۸۷۔

[2] صحیح بخاری، الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت...... الخ: ۱۲۴۴۔

اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔''

⑧ شہداء کو لینے جنت سے حوریں اترتی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ پر جاتے ہوئے اپنے صحابہ کے ہمراہ ایک جھونپڑی پر سے گزرے۔ ایک دیہاتی جھونپڑی میں سے نکلا اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں اور جہاد پر جارہے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا دنیا کا بھی کوئی فائدہ ملے گا؟ کہا: ہاں! مال غنیمت ملے گا، جسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پلان رکھا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کرتا تھا اور صحابہ اس کے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعُوْا لِيَ النَّجْدِيَّ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّهُ لَمِنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ))

''دیہاتی کو میرے قریب آنے دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر دشمن سے معرکہ ہوا اور یہ آدمی شہید ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ آپ اس کے لاشے پر آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانا شروع کر دیا۔ پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے مسکرانے کی وجہ یہ تھی میں اللہ کی طرف سے ہونے والی رحمت و بخشش کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک جنت سے حور عین نازل ہوئی اور اس کے سرہانے آ کر بیٹھ گئی تو میں نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔'' [1]

⑨ شہید عرش کے نیچے اللہ کے (خاص پیدا کردہ) خیمے میں ہوگا سیدنا عتبہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْقَتْلَى ثَلَاثَةُ رِجَالٍ: رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ، ذٰلِكَ

---

[1] شعب الایمان للبیهقی: ٤٣١٧، حسن۔

الشَّهِيدُ الْمُمْتَحِنُ فِيْ خَيْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّوْنَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ فَرَقَ عَلَى نَفْسِهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا، جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَتِلْكَ مَضْمَضَةٌ مَحَّتْ ذُنُوْبَهُ و خَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا، وَ أُدْخِلَ من أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ وَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ و بَعْضُهَا أَسْفَلَ مِنْ بَعْضٍ، وَ رَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَذٰلِكَ فِي النَّارِ، إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحَقُ النِّفَاقَ)) [1]

''مقتول ہو جانے والے تین لوگ ہیں: ① مومن آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ دشمنوں (کافروں) سے قتال کرتا ہے، پھر قتل ہو جاتا ہے، یہ آزمائش میں کامیاب شہید ہے، جو عرش کے نیچے اللہ کے (خاص پیدا کردہ) خیمے میں ہوگا، انبیائے کرام اس سے صرف درجہ نبوت میں افضل ہوں گے۔ ② اور وہ مومن آدمی جو اپنے آپ پر گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے خوفزدہ ہے، وہ اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ دشمنوں (کافروں) کے سامنے جا کر قتال کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے تو یہ (گویا وضوء کی) کلی ہے جس نے اس کے گناہ اور غلطیاں دھو دی ہیں۔ بے شک تلوار خطاؤں کو ختم کر دیتی ہے۔ وہ جنت کے جن دروازوں سے چاہے گا داخل ہوگا۔ بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں جو اوپر نیچے ہیں۔ ③ اور منافق آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان مال سے جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ دشمنوں کے سامنے جا کر

[1] كتاب الجهاد لابن المبارك:٧؛ مسند أبي داود الطيالسي: ١٢٦٧؛ صحيح ابن حبان: الموارد: ١٢١٤؛ كتاب المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفارسي: ٢/ ٣٤٢؛ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٩/ ١٦٤، سنده صحيح۔

قتال کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، تو یہ شخص (جہنم کی) آگ میں ہے، کیونکہ تلوار سے نفاق ختم نہیں ہوتا۔''

⑩ شہید سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلے جو تین بندے جنت میں داخل ہوں گے ان کے متعلق مجھے بتایا گیا (وہ یہ ہیں):

شَهِيْدٌ شہید

عَفِيْفٌ پاک دامن

مُتَعَفِّفٌ نرم مزاج [1]

⑪ شہدا جنت کے بالا خانوں کے مالک ہوں گے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَبَا سَعِيْدٍ! مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَعَجِبَ لَهَا أَبُوْ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((وَأُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)) قَالَ: وَ مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ)) [2]

''اے ابوسعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو، تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' اس بات سے ابوسعید (بہت) خوش ہوئے (اور) کہا: یا رسول اللہ! یہ بات مجھے دوبارہ سنائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح (دوبارہ) فرمایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک اور بات یہ ہے کہ جس کے ساتھ (اپنے) بندے کے جنت میں سو

---

[1] ترمذی، فضائل الجهاد، باب ما جاء في ثواب الشهيد: ١٦٤٢، حسن۔

[2] صحيح مسلم: ١٨٨٤ (٤٨٧٩)، مسند أبي عوانه: ٥/ ٤٨۔

درجے بلند فرماتا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔'' انہوں نے (ابوسعید الخدری) نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد ہے۔''

⑫ شہدا کے لیے جنت کی گارنٹی اللہ تعالیٰ نے دی ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَضَمَّنَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ: لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَ إِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرَسُوْلِيْ فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَ رِيْحُهُ رِيْحُ الْمِسْكِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَبَدًا وَ لٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً و يَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ)) [1]

''اللہ عزوجل نے ضمانت دی ہے کہ جو شخص اس کے راستے میں نکلے: اسے میرے راستے میں جہاد، ایمان اور میرے رسول کی تصدیق نے ہی نکالا ہو تو میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا یا اسے اپنے گھر کی طرف اجر یا مال غنیمت دیتے ہوئے واپس بھیج دوں گا جہاں سے وہ (جہاد کے لیے) نکلا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اللہ کے راستے میں (مجاہد) کو جو بھی زخم لگتا ہے تو وہ روز قیامت اس زخم والے دن کے زخم کی حالت میں (اس طرح) آئے گا کہ اس کا رنگ خون کا رنگ ہو گا اور

---

[1] صحیح بخاری: ٢٦؛ صحیح مسلم: ١٨٧٦ (٤٨٥٩)

اس کی خوشبو مشک کستوری کی طرح ہوگی۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ نہ ہوتا کہ میری وجہ سے مسلمان مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے تو میں کبھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کسی جہادی لشکر سے پیچھے نہ رہتا، لیکن (میں لوگوں کے لیے) وسعت نہیں پاتا اور ان کے لیے یہ تکلیف دہ ہوگا کہ میرے بغیر پیچھے رہ جائیں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں، پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں، پھر جہاد کروں اور قتل ہو جاؤں۔"

حضرت حسناء بنت معاویہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم سے میرے چچا رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ:

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَئِيْدُ فِي الْجَنَّةِ)) [1]

میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: جنت میں کون کون جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نبی جنت میں جائے گا، شہید جنت میں جائے گا، نومولود جنت میں جائے گا اور زندہ درگور کی گئی لڑکی جنت میں جائے گی۔"

---

[1] سنن أبي داود، الجهاد، باب في فضل الشهادة: ٢٥٢١۔

شام پر اللہ کی رحمت

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((طُوبٰى لِلشَّامِ!)) فَقُلْنَا: لِأَيِّ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا)) [1]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری ہے شام کے لیے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے کہا: وہ کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام پر اللہ کے فرشتوں نے اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابو سعید اور ابو حارثہ تھی۔ بہت بڑے امام اور فرائض میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مدینے کے مفتی تھے۔ کاتب وحی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج پر جاتے تو انہیں مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر جاتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ سورتوں کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے ان سورتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھ دیا۔ آپ نے اس قوت حافظہ پر تعجب کیا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پندرہ دونوں میں سریانی زبان لکھنا اور پڑھنا سیکھی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے موقع پر جو کمیٹی قائم کی تھی آپ اس کے سربراہ تھے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ یمامہ کی خونریزی کے زمانہ میں مجھ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان

---

[1] جامع الترمذی، المناقب، باب فی فضل الشام والیمن: ٣٩٥٤؛ المستدرك للحاكم: ٢/ ٢٢٩؛ الصحيحة للألباني: ٥٠٣۔

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن پڑھنے والے شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہوگا تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا اس لیے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم کیونکر وہ کام کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ بہتر ہے اور عمر مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے بھی اس میں وہی مناسب خیال کیا جو عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا، زید کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم ایک جوان آدمی ہو ہم تم کو متہم بھی نہیں کر سکتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھتے تھے اس لیے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو، خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن کے جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا زیادہ وزنی نہ ہوتا میں نے کہا کہ آپ لوگ کس طرح وہ کام کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کر کے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لیے کھول دیا جس کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے کھولے تھے۔ چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پٹھوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں (حافظہ) سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سورت توبہ کی آخری آیت میں نے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جو مجھے کسی کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ سورت براۃ (توبہ) کے آخر تک چنانچہ یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ [1]

اسی سلسلے کی دوسری روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ٤٩٨٦۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اس وقت وہ اہل شام وعراق کو ملا کر فتح آرمینیہ وآذربائیجان میں جنگ کر رہے تھے قراءت میں اہل عراق وشام کے اختلاف نے حضرت حذیفہ کو بے چین کر دیا چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین! اس امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب میں اختلاف کرنے لگیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ تم وہ صحیفے میرے پاس بھیج دو ہم اس کے چند صحیفوں میں نقل کرا کر پھر تمہیں واپس کر دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا تو ان لوگوں نے اس کو مصاحف میں نقل کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں قریشیوں سے کہا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں کہیں (قراءت) قرآن میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس لیے کہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے اور نقل شدہ مصاحف میں سے ایک ایک تمام علاقوں میں بھیج دیئے اور حکم دے دیا کہ اس کے سوائے جو قرآن صحیفہ یا مصاحف میں ہے جلا دیا جائے، ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ میں نے مصاحف کو نقل کرتے وقت سورت احزاب کی ایک آیت نہ پائی حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تھا ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی (وہ آیت یہ ہے) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ... الخ﴾ یعنی ایمانداروں سے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا تو ہم نے اس آیت کو اس سورت میں شامل کر دیا۔ [1]

آپ نے ۵۶ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں ۴۵ ھ کو وفات پائی۔

---

[1] صحيح بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ٤٩٨٧ (٣٥٠٦)

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① مندرجہ ذیل احادیث میں ''شام'' کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور بعد میں خطہ زمین کے لیے شام کا لفظ بولا جاتا تھا اس پر اب سوریا (اردو میں ''شام'') لبنان، فلسطین اور اردن جیسے چھوٹے چھوٹے ملک پھیلے ہوئے ہیں۔

متعدد قرآنی آیات میں شام، فلسطین اور بیت المقدس کی سرزمین کی فضیلت بیان کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ [1]

''گو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مکر کا ارادہ کیا لیکن ہم نے انہیں ناکام بنا دیا اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو نجات دے کر اس سرزمین پر پہنچا دیا جس میں ہم نے تمام جہاں والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔''

﴿ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ [2]

''اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے نام لکھ دی ہے۔''

اس آیت میں مقدس سرزمین سے مراد فلسطین اور بیت المقدس ہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ [3]

''وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے

[1] ۲۱/الانبیاء: ۷۰، ۷۱۔ [2] ۵/المائدہ: ۲۱۔
[3] ۱۷/الإسراء: ۱۔

والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''

② صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلشَّامُ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ)) ❶

''شام وہ سرزمین ہے جہاں (روزِ قیامت) لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور وہیں سے وہ (حساب کے لیے) منتشر ہوں گے۔''

③ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ خِيَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ اِلَى الشَّامِ، وَيَتَحَوَّلَ شِرَارُ أَهْلِ الشَّامِ اِلَى الْعِرَاقِ. ❷

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک عراق کے اچھے لوگ شام میں اور شام کے برے لوگ عراق میں نہ چلے جائیں۔''

④ اہلِ شام کے ذریعے دین اسلام کی نصرت، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

((اِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ دِمَشْقَ بَعْثًا مِّنَ الْمَوَالِي هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سَلَاحًا، يُؤَيِّدُ اللّٰهُ بِهِمُ الدِّيْنَ)) ❸

''جب بڑی بڑی جنگیں واقع ہوں گی، اس وقت اللہ تعالیٰ دمشق سے موالی کے ایک گروہ کو مبعوث فرمائے گا، جو عربوں میں بہترین گھڑسوار اور سب سے اچھا اسلحہ رکھنے والا ہوگا، اللہ اس کے ذریعے دینِ اسلام کی نصرت فرمائے گا۔''

⑤ شام میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، فرمان نبوی ﷺ ہے:

((يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ)) ❹

''حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق کے مشرق میں سفید مینار پر نازل ہوں گے۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير: ٣٧٢٦۔ ❷ مسند أحمد: ٥/ ٢٤٩، حسن۔
❸ سنن ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم: ٤٠٩٠؛ المستدرك للحاكم: ٤/ ٥٤٨؛ صححه الألباني۔ ❹ صحيح مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال: ٢٩٣٧؛ سنن أبى داوٗد، الفتن والملاحم، باب خروج الدجال: ٤٣٢١۔

نصیحت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) [1]

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''(اے ابوذر رضی اللہ عنہ!) تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ اور اگر خطا ہو جائے تو فوراً نیکی کر، وہ اس کو ختم کر دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ مل۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ ان کا تعلق بنو کنانہ کی شاخ بنوغفار سے تھا۔ ان کا نام جندب یا بریر بن جنادہ تھا۔ یہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور کہا جاتا ہے کہ قبول اسلام میں چوتھے یا پانچویں شخص تھے۔ وہ پیکرِ زہد و صدق، مجسم علم و فضل، جسور و غیور بلا خوفِ لومۃ لائم حق بات کہنے والے صحابیٔ رسول تھے، وہ ہجرت نبوی کے بعد مدینہ آئے۔ [2]

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں، میں تمہارے متعلق فکر مند ہوں، رات کی تاریکی میں قبر کی تنہائی کے لیے عبادت کر لو، قیامت کی گرمی کے لیے دنیا میں روزہ رکھ لو، تنگدستی کے دن کے خوف سے اب صدقہ کرو، اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں، میں تمہارے متعلق فکر مند ہوں۔ [3]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''میں وہ باتیں دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے آسمان چرچر کر رہا ہے اور کیونکر چرچر نہ کرے گا اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی باقی نہیں ہے جہاں ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ

---

[1] جامع ترمذی: ۱۹۷۸۔ [2] سیر أعلام النبلاء: ۲/ ٤٦، ۷۸؛ الاصابہ، ت:۹۸۷۷۔ [3] کتاب الزھد لإمام أحمد بن حنبل،ص: ۱٤۸۔

تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم کو بچھونوں پر اپنی عورتوں کے ساتھ مزہ نہ آتا اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے۔" (ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) قسم خدا کی مجھے تو آرزو ہے کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو لوگ کاٹ ڈالتے۔ ❶

جس صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ نصیحتیں کی وہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں ابوذر غفاری کی مکمل وصیتوں کو پڑھنے کے لیے ہماری کتاب "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں" جسے مکتبہ اسلامیہ نے پرنٹ کیا ہے کا مطالعہ کریں۔

آپ کا انتقال ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں ربذہ (نزد مدینہ) میں ہوا بعض کے ہاں ان کا انتقال ۳۶ھ میں ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ❷

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① اس حدیث مبارکہ میں تین چیزوں کو بیان کیا گیا ہے مختصراً ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان میں ایک تقویٰ ہے۔ تقویٰ سے مراد اللہ کا ڈر، نیکی کی محبت، برائی سے نفرت اوامر کو بجالانا، کبائر سے بچنا، منہیات سے اجتناب کرنا، گناہ چھوڑنا اور نیکی کا دامن تھامنا ہے۔ کائنات کے پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کو اس کی وصیت کی گئی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خصوصی تقویٰ کی تعلیم اور تلقین فرمائی گئی، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وصیت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ أَوْ أَيْنَمَا كُنْتَ)) ❸

"تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔"

تمام انسانیت کو جتنی بھی عبادات کا حکم دیا گیا ہے سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے تقویٰ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

---

❶ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء: ٤١٩٠، حسن عند الألباني۔

❷ اسد الغابه: ٦ /٩٦؛ تجريد اسماء الصحابه: ٢ /١٢٤۔

❸ مسند أحمد: ٢١٥٧٣۔

تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾ ❶

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔''

تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ بہت بڑا اجر بھی عطا فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ﴿٥﴾﴾ ❷

''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کے گناہ دُور کر دے گا اور اسے اجرِ عظیم بخشے گا۔''

﴿وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾﴾ ❸

''اور اگر تم ایمان لے آؤ اور متقی بن جاؤ تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''

تقویٰ اختیار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوتا ہے کہ اللہ انہیں دشمنوں کے ہر مکر و فریب سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿١٢٠﴾﴾ ❹

''اور اگر تم تکلیفوں کو برداشت اور (اُن سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو اُن کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اُس پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا بہت زیادہ ذکر فرمایا یہاں تک کہ آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فتنہ احلاس کیا ہے؟ رسول

---

❶ ٢/البقرة:٢١۔ ❷ ٦٥/الطلاق:٥۔

❸ ٣/آل عمران: ١٧٩۔ ❹ ٣/آل عمران: ١٢٠۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایسا فتنہ ہے کہ لوگ باہمی بغض وعداوت کی بنا پر ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے۔ آدمی کا سارا مال چھین کر اس کو ہی بے دست کر دیا جائے گا۔ پھر نعمتوں کا فتنہ ہوگا اس کا دھواں میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے دونوں قدموں کے نیچے سے ہوگا اور گمان کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے لیکن وہ مجھ سے نہیں۔''

((إِنَّمَا أَوْلِيَآئِي الْمُتَّقُوْنَ)) [1]

''یقیناً میرے دوست تو متقی لوگ ہیں۔''

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت بھی اسی چیز کی وصیت فرمائی تھی فرمایا:

((وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا)) [2]

''بلاشبہ متقی لوگ مجھ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں وہ کوئی بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔''

② حدیث مبارکہ میں دوسری چیز یہ ہے کہ اگر غلطی ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کر لینی چاہیے تاکہ اللہ اس غلطی کو ختم کر دے۔

③ میزان میں وزنی چیز اچھا اخلاق ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ)) [3]

''میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) [4]

---

[1] أبوداود، الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها: ٤٢٣٦، صحيح۔

[2] صحيح ابن حبان: ٦٤٧؛ مسند أحمد: ٢٢٠٥٢۔

[3] سنن ابی داود: الادب، باب فی حسن الخلق: ٤٧٩٩؛ ترمذی: ٢٠٠٢؛ ابن حبان: ١٩٢٠، صحيح۔ [4] ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق: ٢٠٠٤؛ ابن ماجه: ٤٢٤٦؛ ابن حبان: ١٩٢٣، حديث حسن۔

”سب سے زیادہ جنت میں جو چیز داخل کرے گی وہ اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق ہے۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے (یمن کی طرف) روانہ کرتے وقت آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی:

((اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَامَعَاذُبْنُ جَبَلٍ)) [1]

”اے معاذ! لوگوں کے لیے اپنا اخلاق اچھا رکھنا۔“

---

[1] الموطا: ٢/ ٩٠٢؛ جامع الاصول: ٤١٤، حديث حسن بشواهده۔

مال اور عزت میں اضافہ مگر کیسے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ کرنا مال میں کوئی کمی نہیں کرتا، اور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو کوئی بھی اللہ کے لیے عاجزی کرتا ہے تو اللہ اسے رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیِ رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے، ان میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں اور ۷۹ میں بخاری اور ۹۳ میں مسلم منفرد ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ تلامذہ کا دائرہ بھی وسیع تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی نہایت مختصر فہرست ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ملا کر ان کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔

خود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں۔ [2]

مشہور تابعی حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چار

---

[1] صحیح مسلم، البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، حدیث: ٦٥٩٢۔ [2] کتاب المعرفة والتاریخ: ١٦١/٣، صحیح۔

سال نبی ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔ [1]

ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کیساتھ مکمل تین سال تک اور چوتھے سال کا کچھ حصہ رہے، جسے راویوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کر دیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① صدقہ کرنے والے کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس کا مال کم نہیں ہوگا، بلکہ بڑھے گا، اس لیے کثرت سے صدقہ کرے اور کوئی خوف نہ کرے بلکہ اللہ تو اس کے مال میں صدقے کے سبب اضافہ کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھجور کے برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں) حلال کمائی میں سے خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح پالتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔'' [3]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی چیز کا جوڑ اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلوۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا، جو روزے دار ہوگا اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔''

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ویسے ضروری تو نہیں کہ کسی کو ان سب دروازوں سے

---

[1] سنن ابی داود: ۸۱، صحیح، سنن النسائی: ۲۳۹۔ [2] تهذيب التهذيب: ۱۲/ ۲۸۸۔ [3] بخاری، الزکاۃ، باب الصدقة من كسب طيب: ۱۴۱۰؛ مسلم: ۲۳۴۲۔

بلایا جائے، پھر بھی کیا کسی کو ان تمام دروازوں سے دعوت دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا:
''ہاں میں امید کرتا ہوں کہ آپ انہیں میں ہوں گے۔'' ❶

مزید آپ ﷺ نے صدقہ کے فوائد ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ)) ❷

''بلاشبہ صدقہ پروردگار کا غضب ختم کر دیتا ہے۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْفِتْنَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ۔ قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيْءٌ فَكَيْفَ قَالَ؟ قُلْتُ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَ جَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ، وَالصَّدَقَةُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ❸

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتنہ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث آپ لوگوں میں سے کس کو یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: میں اس طرح یاد رکھتا ہوں جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں اس کے بیان پر جرأت ہے۔ اچھا تو آپ ﷺ نے فتنوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ (آپ ﷺ نے فرمایا تھا) ''انسان کی آزمائش (فتنہ) اس کے خاندان، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے اور نماز، صدقہ اور اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا اس فتنے کا کفارہ بن جاتی ہیں۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ...... ۳۶۶۶؛ مسلم: ۲۳۷۱؛ نسائی: ۲۴۳۹۔ ❷ السلسلة الصحیحة: ۱۹۰۸، صحیح۔
❸ بخاری، الزکوة، باب الصدقة تکفر الخطیئة: ۱۴۳۵؛ مسلم: ۱۴۴؛ ترمذی: ۲۲۵۸؛ ابن ماجه: ۳۹۵۵؛ ابن حبان: ۵۹۶۶۔

((وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا تُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ)) [1]

''صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو مٹا (بجھا) دیتا ہے۔''

② معاف کر دینے والے کو یہ بشارت سنائی گئی ہے کہ اس کی عزت میں اضافہ ہوگا۔

اگر کوئی لوگوں کی لغزشوں پر انہیں معاف کرنے کی عادت ڈال لے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾﴾ [2]

''معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ارْحَمُوا تُرْحَمُوا وَاغْفِرُوا يُغْفَرْ لَكُمْ)) [3]

''تم دوسروں پر رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور دوسروں کو معاف کر دیا کرو، تمہیں بھی بخش دیا جائے گا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی۔ ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا: اے محمد (ﷺ)! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے میرے لیے بھی حکم دے۔

فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [4]

''آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے اسے

[1] ترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی حرمة الصدقة: ٢٦١٦، صحیح۔

[2] ٢٤/النور:٢٢۔ [3] مسند احمد: ٢/ ١٦٥؛ صحیح الجامع: ٨٩٧۔

[4] صحیح بخاری، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ٥٨٠٩۔

دینے کا حکم فرمایا۔"

③ عاجزی کرنے والے کو یہ مژدہ سنایا گیا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ بلندی اور رفعت عطا فرمائیں گے۔ عاجزی تکبر کی ضد اور الٹ ہے۔

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَآءَ يَلْبَسُهَا)) [1]

"جس نے اللہ کے لیے محض عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے قیمتی لباس چھوڑا حالانکہ وہ اس کے پہننے پر قادر تھا۔ تو اللہ اسے قیامت کے روز سب مخلوق کے روبرو بلائیں گے حتی کہ اسے اختیار دیں گے کہ وہ ایمان کے لباسوں میں سے جو چاہے پہن لے۔"

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت وخواری ان کو پوری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا وہاں آگ ان پر چھا جائے گی۔ اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہو ان کو پلایا جائے گا۔ جس کا نام طینت الخبال ہے۔" [2]

---

[1] جامع الترمذی، الزهد، باب البناء كله وبال: ٢٤٨١، مسند أحمد: ٣/ ٤٣٩۔

[2] جامع ترمذی، صفة القيامة والرقائق والورع، باب: ٢٤٩٢، أحمد: ٢/ ١٧٩ (٦٦٧٧)۔

تین جنت کی ضمانت پانے والے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَیْتٍ فِیْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ)) [1]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ضمانت دیتا ہوں جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اسے جنت کے گرد و نواح میں گھر ملے گا، اور میں (ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اس کو جنت کے وسط میں گھر ملے گا، اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو اسے جنت کے اوپر والے حصے میں گھر ملے گا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ابوامامہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کا نام صدی بن عجلان ہے۔ باہلہ قبیلے سے ہونے کی وجہ سے باہلی کہلائے جو کہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن سے بکثرت روایات مروی ہیں۔ مصر میں سکونت اختیار کی، پھر حمص کی جانب منتقل ہو گئے۔ [2]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرا جذبہ دیکھ کر مجھے میرے ہی قبیلہ کی طرف حاکم بنا کر بھیجا۔ جب میں اس قبیلے کے لوگوں کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر میرے

---

[1] ابوداود، الادب، باب فی حسن الخلق: ٤٨٠٠؛ صحیح الترغیب والترھیب: ١٣٩۔ [2] الاصابہ ت: ٩٥٤٦؛ الاستیعاب، ت: ٢٨٩٣۔

پاس آئے اور مجھے بڑی عزت دی، خوش آمدید کہا لیکن جب میں دستر خوان کے قریب ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو خون پی رہے تھے میں نے خون پینے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا کہ محسوس ہوتا ہے تو بے دین ہو چکا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ

آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

''میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔''

اور مجھے محمد رسول اللہ ﷺ نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اسلام کی دعوت دے سکوں اتنی بات سننا تھی کہ وہ لوگ سب میرے مخالف ہو گئے اور فرماتے ہیں:

فَكَذَّبُوْنِیْ وَزَبَرُوْنِیْ.

''انہوں نے مجھے جھٹلایا اور مجھے دھمکیاں دیں۔''

فَإِنِّیْ شَدِیْدُ الْعَطْشِ.

اور مجھے شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے نڈھال ہو کر ان سے کہا کہ کم از کم مجھے تھوڑا سا پینے کے لیے پانی تو دے دو، وہ جواب میں کہنے لگے۔ ہم تجھے کبھی بھی پانی نہیں دیں گے جاؤ پیاسے ہی مر جاؤ۔ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سخت پیاس اور بھوک تھی سفر کی تھکان بھی۔ میں نڈھال ہو گیا اور میرا دم گھٹنے لگا اسی بے بسی کی حالت میں، میں تپتی گرم ریت پر اپنی پگڑی پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب نیند آئی تو میرے پاس دودھ لایا گیا، لوگوں نے اس قدر لذیذ دودھ کبھی نہ دیکھا نہ لیا ہو گا جب میں نے جی بھر کر پیا تو مجھے ہوش آ گئی اور میں اس قدر سیراب ہو چکا تھا کہ 'عَظُمَ بَطْنِیْ' ''میرا پیٹ بڑا ہو چکا تھا۔''

اسی دوران میری قوم کے کچھ سمجھ دار لوگوں نے میرے شدید مخالفوں کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تم اس سے اچھا سلوک نہ کرو لیکن کم از کم اسے پانی تو پلاؤ یا کچھ کھلا ہی دو، اس کی تعلیم کو ماننا یا نہ ماننا بعد کی بات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ وہ میرے پاس کھانا لے کر آئے اور مجھے پیش کیا تو میں نے کہا:

لَاحَاجَةَ لِیْ فِیْ طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ.

''مجھ کو تمہارے کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ.

''مجھ کو میرے اللہ نے کھلا پلا دیا ہے۔''

ابو امامہ کہتے ہیں میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر اپنا پیٹ دکھایا تب جا کے انہیں یقین ہوا کہ واقعتاً کھانے پینے سے سیر ہوں تو وہ سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔ ❶

ان کی وفات ۸۱ یا ۸۶ ہجری میں ہوئی۔ شام میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی یہی ہیں۔ ❷

یہ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ ان پر رحمت فرمائے۔

فوائد

① حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑنے والے کو نبی ﷺ نے جنت کی ضمانت دی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا)) ❸

''سچا ہونے کے باوجود جس نے جھگڑا چھوڑ دیا اس کو جنت کے وسط میں گھر ملے گا۔''

''مراء'' سے مراد ایسا جھگڑا جو کسی سے بغیر مقصد اور ضرورت کے کیا جائے اس سے مقصود صرف اسے نیچا دکھانا، ذلیل کرنا اور اس پر اپنی برتری ثابت کرنا ہو، گویا خواہ مخواہ جھگڑا کرنا اس سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ)) ❹

---

❶ السلسلة الأحاديث الصحيحة:٢٧٠٦؛ المعجم الكبير للطبرانی: ٨ /٣٤٣۔ ٣٤٤ (٨٠٩٩) شیخ زبیر علی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ فضائل جهاد، ص: ٩٢۔

❷ الاصابه، ت: ٩٥٤٦؛ الاستيعاب، ت: ٢٨٩٣۔ ❸ابو داود، الادب، باب فی حسن الخلق: ٤٨٠٠؛ ترمذی: ١٩٩٣، اسناده حسن۔ ❹ بخاری، التفسير، باب، الالد الخصم وهو الدائم فی الخصومة: ٧١٨٨ (٢٩٧٦)؛ ابن حبان: ٥٦٩٠؛ مسلم: ٢٦٦٦٨؛ تحفة الاشراف: ١ ١/٤٥٦ ۔

''سب سے زیادہ ناپسندیدہ آدمی اللہ کے ہاں وہ ہے جو ہٹ دھرم، سخت جھگڑالو ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَفٰى بِكَ اِثْمًا اَنْ لَّا تَزَالَ مُخَاصِمًا)) 1

''تجھے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑا کرتا رہے۔''

اللہ تعالیٰ نے کفار کی مذمت میں فرمایا:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝﴾ (٤٣/الزخرف :٥٨)

''انہوں نے اس (ابن مریم) کو آپ کے لیے صرف جھگڑے کے لیے بطور مثال بیان کیا ہے بلکہ وہ سخت جھگڑالو لوگ ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) 2

''مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) اور اس سے لڑائی جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

جھگڑا ہمیشہ باہم نفرت اور بغض وعناد کو جنم دیتا ہے جس سے کئی معاشرتی بیماریاں کھڑی ہو جاتی ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ)) 3

''اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ ہی اس کے ساتھ مزاح کرو، اور نہ ہی اس سے وہ وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔''

اسلام باہمی خانہ جنگی، جنگ وجدال، خون خرابے کو انتہائی بری نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کی جگہ اخوت وہمدردی، اتحاد واتفاق اور محبت وبھائی چارے کا درس دیتا ہے۔

آج جب کفر، یہود وہنود مسلمانوں کے مقابل متحد ہو چکے ہیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ

---

1 ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی المراء: ١٩٩٤۔

2 ترمذی، البر والصلة، باب سباب المسلم فسوق وقتاله كفر: ١٩٨٣۔

3 ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی المراء: ١٩٩٥، اس کی سند میں لیث بن سلیم بن زنیم راوی متروک ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

اپنی تمام تر فکری نظریاتی، علمی و عسکری صلاحیتوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کی بجائے کفر کے خلاف خرچ کریں اور اس عالم بالا میں محبت و مودت کا درس دیں اور اسلام کا پرچار کریں۔

② ترک کذب جنت کی ضمانت پانے والا عمل ہے جھوٹ کو عام حالت میں بھی بولنا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِى اِلَى الْفُجُوْرِ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا)) ❶

''جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں انسان کو جہنم تک لے جاتی ہیں اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴾ ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے۔''

ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا گناہ ہے، حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِى يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهُ ثُمَّ وَيْلٌ لَّهُ)) ❸

''اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے اس کے لیے ہلاکت ہے پھر اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے

---

❶ مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله: ٢٦٠٧ (٦٦٣٧)؛ بخاری: ٦٠٩٤۔ ❷ ٤٠/المومن: ٢٨۔ ❸ سنن ابی داود، الادب، باب التشدید فی الکذب: ٤٩٩٠؛ ترمذی: ٢٣١٥؛ احمد: ٢/٥۔

جھوٹ بولے البتہ جھوٹ بولے بغیر لوگوں کی خوش طبعی کا سامان فراہم کرنا جائز ہے۔

③ اگر ضمانت رسول ﷺ چاہیے تو اپنا اخلاق اچھا رکھو یعنی اپنی عادات حسنہ پیدا کرو اور عادات رذیلہ دور کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) [1]

"کامل ترین ایمان والا وہ مومن ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔"

حسنِ اخلاق سے تمام لوگوں پر چھایا جا سکتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً تم اپنے مالوں کے ذریعے لوگوں پر نہیں چھا سکتے ان پر چھانے کے لیے کشادہ روئی اور حسن خلق کی ضرورت ہے۔" [2]

[1] ترمذی، الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها: ١١٦٢؛ احمد: ٢/ ٢٥٠؛ وصححه ابن حبان: ١٣١١؛ الحاكم: ١/ ٣؛ وسنده حسن۔

[2] ابویعلٰی: ٦٥٥٠؛ كشف الاستار فی زوائد مسند البزار: ١٩٧٧؛ الحاكم: ١/ ١٢٤، حسن۔

تین کاموں پر جنت کی خوشخبری

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبٰى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ وَبَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهِ)) [1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوشخبری ہے اس آدمی کے لیے جس نے اپنی زبان کو قابو رکھا، بلاضرورت گھر سے نہ نکلا اور اپنی غلطی پر رویا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ، ابوعبداللہ ان کی کنیت ہے، خاندانی تعلق یمن کے مشہور حمیری خاندان سے تھا، غلام تھے، آپ نے خرید کر آزاد کر دیا، اور فرمایا: ''جب دل چاہے اپنے خاندان والوں کے پاس چلے جاؤ اور دل چاہے میرے ساتھ رہو، میرے ساتھ رہو گے تو اہل بیت میں شمار ہوگا، انہوں نے خدمت نبوی ﷺ کی حاضری کو اہل خاندان پر ترجیح دی اور زندگی بھر خلوت وجلوت میں آپ کے ساتھ رہے۔ [2]

آپ کے فرمان کا اس قدر لحاظ کرتے تھے کہ جو حکم آپ نے دے دیا وہ ہمیشہ جان کے ساتھ رہا اور ہر اس کام سے احتراز کرتے رہے، جس میں آپ کی عدول حکمی کا کوئی خفیف سا بھی پہلو نکلتا ہو۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرنا، اس حکم کے بعد عمر بھر کبھی کسی کے سامنے دست سوال نہ دراز کیا، حتیٰ کہ اگر سواری کی حالت میں کوڑا ہاتھ سے چھوٹ جاتا تو خود اتر کر اٹھاتے مگر کسی کو اٹھانے کو نہ کہتے۔ [3]

آپ ﷺ کی وفات کے کچھ دنوں بعد تک مدینہ ہی میں رہے، پھر رملہ (شام) میں

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ٢٧٤٠، حسن لغيره۔ [2] اسد الغابه: ١ / ٢٤٩؛ المستدرك للحاكم: ٥ / ٤٨١۔ [3] مسند احمد: ٥ / ٢٧٧۔

اقامت اختیار کر لی اور مصر کی فتوحات میں شریک ہوتے رہے پھر رملہ سے منتقل ہو کر حمص میں گھر بنا لیا، اور یہیں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ ❶

فوائد

① ایک روایت میں کچھ الفاظ مختلف ہیں، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! نجات کس چیز میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلِيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)) ❷

''اپنی زبان پر قابو رکھ، بلاضرورت گھر سے نہ نکل، اور اپنے گناہوں پر آنسو بہا۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کر دے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا:

((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا))

''اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھ۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا زبان کی وجہ سے بھی پکڑ ہوگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں تجھے گم پائے اے معاذ!

((وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ)) ❸

''لوگوں کو آتش جہنم میں ان کے چہروں کے بل ان کی زبانوں کی کٹائی ہی گرائے گی۔''

زبان سے نکلی ہوئی ہر چیز محفوظ ہوتی ہے اس لیے پہلے تولو پھر بولو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ الاستیعاب: ۱/ ۸۱۔

❷ ترمذی، الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان: ٢٤٥٦؛ الصحيحه: ١٩٥۔

❸ ترمذی، الايمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة: ٢٦١٦؛ صحيح الجامع الصغير: ٣/ ٢٩؛ ابن ماجه: ٢٩٧٣، حديث حسن صحيح۔

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ ❶

''(انسان) منہ سے کوئی لفظ نہیں نکال پاتا مگر اس کے پاس نگہبان (فرشتہ) تیار ہے۔''

② بلاضرورت کام لغویات کا حصہ ہیں، لغویات اور فضولیات سے پرہیز مومن کے ایمان کی نشانی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ ❷

''بلاشبہ ایمان داروں نے نجات حاصل کرلی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ ❸

''وہ بے مقصد مجلسوں سے باعزت گزر جاتے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) ❹

''آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ لایعنی، فضول کاموں کو چھوڑ دے۔''

بلاضرورت گھر سے نکل کر چوک چوراہے اور گلیوں میں بیٹھنے سے اسلام نے روکا ہے کیونکہ اس سے کئی ایک مفاسد سامنے آتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہماری مجلسوں کے بغیر ہمارا گزارا نہیں کیونکہ ہم ان میں باہمی بات چیت کیا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو جب تم عذر پیش کرتے ہو تو

---

❶ ٥٠/ق: ١٨۔ ❷ ٢٣/ المومنون: ١۔٣۔ ❸ ٢٥/الفرقان: ٧٢۔

❹ ترمذی، الزھد، باب من حسن اسلام المرء: ٢٣١٧؛ ابن ماجه: ٣٩٧٦۔

راستے کو اس کے حق دو۔'' انہوں نے دریافت کیا: راستے کے حق کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''غَضُّ الْبَصَرِ — نگاہ نیچی رکھنا
وَكَفُّ الْأَذٰى — تکلیف دہ چیز کو دور کرنا
وَرَدُّ السَّلَامِ — سلام کا جواب دینا
وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ — نیکی کا حکم دینا
وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ — اور برائی سے روکنا۔'' [1]

③ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو وعظ کرتے ہوئے یہی فرمایا:

((طُوْبٰى لِمَنْ بَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ وَخَزَنَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ)) [2]

''جنت میں اس شخص کے لیے طوبیٰ (درخت کا سایہ) ہے جو اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہائے، اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اس کا گھر اس کو وسیع ہو جائے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا انسان دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے۔ (یہ ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ میں پہنچنے والا گرد و غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔'' [3]

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَعِزَّتِيْ لَا أَجْمَعُ عَلٰى عَبْدِيْ خَوْفَيْنِ وَأَمْنَيْنِ إِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَمَنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِذَا أَمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ الْآخِرَةِ)) [4]

''اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا

---

[1] بخاری، المظالم، باب افنية الدور (٢٤٦٥) [2] حسن السمت فی الصمت: ٦٥؛ الزهد لابن أحمد: ٣٠٣؛ الزهد للامام وكيع: ٣١، ٢٥٥، صحيح۔
[3] صحيح سنن ترمذی، الجهاد، باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبيل الله: ١٦٣٣؛ الحاكم: ٤/ ٢٦۔ [4] صحيح ابن حبان: ٦٤٠۔

جب دنیا میں مجھ سے ڈرا، آخرت میں امن دوں گا اور جب دنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّبْكِيَ فَلْيَبْكِ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَتَبَاكِ. [1]

"تم میں سے جو رونے کی استطاعت رکھتا ہے پس اسے (خشیت الٰہی سے) رونا چاہیے اور جو رونے کی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم بناوٹی تو رونا رو لے یعنی رونے جیسا منہ ہی بنا لے۔"

---

[1] کتاب الزهد لابن المبارك:٤٢۔

فضائل مکہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَكَّةَ: ((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)) ❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے فرمایا: ''تو تمام شہروں سے بڑھ کر کس قدر اچھا اور پاکیزہ ہے اور تو مجھے کس قدر زیادہ پیارا ہے، اگر تیری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل پیدا ہوئے، آپ کی کنیت ابوعباس ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ اُمّ الفضل لبابۃ الکبری اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں، تیرا سال صحبت رسول پائی۔ آپ کو وسعت علمی کی بنا پر ''البحر'' اور ''الحبر'' کہا جاتا تھا۔ تقریباً سولہ برس کی عمر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن بن گئے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فراغت کے بعد تشریف لائے تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کس نے رکھا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) ❷

---

❶ الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل مکة: ۳۹۲۶، سنده حسن۔

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللّٰہ بن عباس: ۲۴۷۷۔

''اے اللہ! اسے دین میں فہم وتدبر عطا فرما۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ))

مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: ''اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔''

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) [1]

''(اے اللہ!) اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔''

۶۸ھ میں انتقال فرما کر طائف میں مدفون ہوئے۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① مکہ کائنات میں سب سے زیادہ عظمت وحرمت والا شہر ہے اس کی عظمت کی کئی ایک وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہیں کہ اس میں اللہ کا گھر بیت اللہ ہے۔ بیت اللہ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنے پرانے انسان، اس کی تعمیر مختلف ادوار میں ہوئی۔

تعمیر حرم مکی کے گیارہ مراحل:

پہلی مرتبہ فرشتوں نے تعمیر کیا۔

دوسری مرتبہ آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔

تیسری مرتبہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے تعمیر کیا۔

چوتھی مرتبہ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے۔

پانچویں تعمیر عمالیق نے کی۔

چھٹی بار بنو جرہم نے تعمیر کیا۔ [3]

ساتویں بار نبی علیہ السلام کے جد امجد قصی بن کلاب نے کی۔

---

[1] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر ابن عباس: ۳۷۵٦؛ ابن ماجہ: ١٦٦۔ [2] الاستیعاب، ت: ١٦٠٦۔ [3] سبل الهدی والرشاد: ١/ ١٦٣۔

آٹھویں بار قریش نے کعبہ کی تعمیر کی جس میں خود محمد ﷺ نے بھی شرکت فرمائی۔

نویں تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کی۔

دسویں تعمیر حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے حکم پر کی۔

گیارہویں مرتبہ سلطان مراد چہارم عثمانی نے ۱۰۴۰ ہجری میں کی۔

نیز اس بیت اللہ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ [1]

اس کی طرف منہ کر کے بول و براز کرنا سخت منع ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا. [2]

''کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پس آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال قبل آپ ﷺ کو قبلہ کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔''

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرنا منع ہے البتہ یہ ممانعت فضا میں ہے عمارتوں میں نہیں۔

اس کی طرف تھوکنا حرام ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى اَنْ يَّبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى)) [3]

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ٣٨٣٨۔

[2] صحيح ابی داود للالبانی، الطهارة، باب الرخصة فی استقبال القبلة عند قضاء الحاجة: ١٥؛ الترمذی، الطهارة: ٩؛ ابن ماجه، الطهارة وسننها: ٣٢٠۔

[3] صحيح البخاری، كتاب الصلوة، باب البزق عن يساره او تحت قدمه اليسری: ٣٩٧؛ مسلم: ٨٥٣، ٨٥٥؛ سنن النسائی، الطهارة: ٣٠٨۔

”نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں قبلہ والی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو کنکری کے ساتھ دیوار سے کھرچ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اپنے سامنے (قبلہ کی جانب) یا دائیں جانب نہ تھوکے۔ البتہ بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک لینا درست ہے۔“

یہ اس وقت کی بات ہے جب مساجد خام یعنی کچی ہوتی تھیں اور ریت وغیرہ نیچے ہوتی تھی اس لیے مسجد میں اگر تھوک دیا جاتا تو اس کا کفارہ دفن کرنا تھا یعنی اس پر مٹی ڈال دینا لیکن اب فرشوں والی مساجد میں رومال یا کپڑے سے صاف کرنا یا دھونا ضروری ہے۔

اور یہ بھی ہے کہ اس میں واقع اللہ کا گھر بیت اللہ، اللہ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ ❶

”پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت اور جہان کے لیے موجب ہدایت۔“

حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَوَّلُ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) ❷

”زمین میں پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد مسجدِ حرام ہے۔“

② سیدنا عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ میں کھڑے دیکھا آپ ﷺ نے (مکہ کو مخاطب کرکے) فرمایا:

((وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْ لَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ)) ❸

”اے مکہ! تو اللہ کی زمین سے بہتر ہے اور اللہ کی ساری زمین میں سے پسندیدہ ہے اگر میں یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں تجھ سے کبھی نہ نکلتا۔“

---

❶ ۳/آل عمران: ۹۶۔ ❷ صحیح الجامع الصغیر: ۲۵۷۹۔

❸ الترمذی، المناقب، باب فی فضل مکة: ۳۹۲۵؛ ابن ماجه: ۳۱۰۸، صحیح۔

③ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا: ''اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے حرمت والا بنایا ہے جس دن آسمان وزمین پیدا فرمائے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے۔ یہاں کسی کے لیے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لیے (فتح مکہ کے دن) اجازت ملی تھی اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لیے قابل احترام ہے۔ پس نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے نہ شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اذخر گھاس کی تو اجازت ہونی چاہیے کیونکہ یہ یہاں زرگروں اور گھروں کی ضرورت ہے، تو آپ ﷺ نے اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ [1]

ایک دوسری حدیث میں ہے ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ)) [2]

''تمہارے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ میں اسلحہ اٹھائے۔''

④ مکہ کے فضائل میں ایک یہ بھی ہے کہ اس میں حجر اسود ہے جو اپنی فضیلت الگ سے رکھتا ہے۔

حجر اسود جنتی پتھر ہے پہلے یہ سفید تھا اب لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے جو شخص اس کا بوسہ لے گا روزِ قیامت یہ پتھر اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ [3]

⑤ آب زم زم اس عظیم شہر کی عظیم سوغات ہے۔ آب زمزم روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، العمرة، باب لا یحل القتال بمكة:١٨٣٤؛ مسلم: ١٣٥٣۔

[2] صحیح مسلم،الحج، باب النهی عن حمل السلاح بمكة:١٣٥٦؛ ابن ماجه: ١٣٥٦۔ [3] ابن ماجه: ٢٩٤٤، صحیح۔

((خَيْرُ مَآءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامٌ مِنَ الطَّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ)) ❶

''روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے اس میں بھوکے کی خوراک اور بیمار کی شفا ہے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ)) ❷

''جس (نیک) مقصد کے لیے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔''

---

❶ السلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٥٦۔

❷ صحيح ابن ماجه، المناسك، باب الشرب من زمزم: ٢٤٨٤۔

فضائل مدینہ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ)) [1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہیں اس شہر میں طاعون کا مرض اور دجال داخل نہیں ہو سکتا۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابیٔ رسول جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قراءت کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابوزرعہ کہتے ہیں) مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھوڑی دیر، تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، تکبیر اور قرأت کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں: ((اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ......)) الخ اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں ایسا فصل کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں کر دیا ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دے، جیسے سفید کپڑا میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال......'' [2]

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے

---

[1] صحیح بخاری، الحج، باب صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون والدجال: ۱۳۷۹؛ مسلم، کتاب الحج: ۱۳۷۹۔

[2] صحیح بخاری، الاذان، باب ما یقول بعد التکبیر: ۷۴۴۔

ہیں، اللہ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [1]

فوائد

① مدینۃ الرسول کا پہلا نام یثرب تھا جس کا ذکر قرآنِ مجید اور حدیث میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟ ﴾ [2]

''اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہلِ مدینہ! (یہاں) تمہارے لیے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو۔''

اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ)) [3]

''مجھے ایسے شہر کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا جائے گا (یعنی فضیلت اور آبادی کے اعتبار سے سوئے مکہ کے) لوگ اسے یثرب کہتے ہیں جبکہ اس کا نام مدینہ ہے۔''

یثرب کا معنی بربادی اور فساد ہے طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے جو لوگ عمالقہ قبیلہ سے یہاں آکر آباد ہوئے ان میں سے ایک آدمی کا نام یثرب بن عمیل .... سام بن نوح تھا اسی مناسبت سے اس شہر کا نام یثرب معروف ہو گیا۔

② آپ ﷺ کی آمد سے قبل یہ شہر اور اس کے گرد ونواح کے لوگوں کو انتظار تھا کہ کوئی امن کا داعی آئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ ماحول آپ ﷺ کے لیے خیر و برکت کا باعث بنایا کیونکہ یہاں کے باسی جنگوں اور لڑائیوں سے تنگ تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل یثرب میں ۱۳۲ عیسوی میں فلسطین کے یہودی جو رومیوں سے تنگ تھے یہاں آکر آباد ہوئے تھے جن کے معروف قبیلہ بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع تھے اسی طرح ۴۵۰ عیسوی میں یمن کے سیلاب کے سبب اوس اور خزرج یہاں آکر آباد ہوئے پھر آپ کی بعثت سے قبل پہلے تو یمن کا

---

[1] تهذيب التهذيب: ١٢ /٢٨٨۔ [2] ٣٣/الأحزاب: ١٣۔ [3] صحيح بخاري، فضائل المدينة، باب فضل المدينة وإنها تنفى الناس: ١٨٧١۔

بادشاہ اسعد بن ابوکرب یمن سے شروع ہوا مدینہ تک پہنچا اس نے خوب خون خرابا کیا اور بعد میں جاتے ہوئے اپنے بیٹے کو یہاں کا حاکم بنا کر چلا گیا کچھ دیر بعد اس کے بیٹے کو کسی نے قتل کر دیا۔ جس پر یہ غضب ناک ہو کر آیا اور یثرب والوں سے لڑائی شروع کر دی یہاں کے رہنے والے دن کو اس سے لڑتے اور رات کو ان کی مہمان نوازی کرتے جس پر یہ حیران تھا آخر کار اس کے پاس یہود کے دو بڑے عالم اسد اور کعب آئے اور آ کر کہنے لگے جس یثرب کی تو بربادی چاہتا ہے اسے تو برباد نہیں کر سکتا اس نے کہا: کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک آخر الزمان نبی کا ورود ہونے والا ہے اور وہ اسی کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کر کے آئے گا اور اسی کو اپنا مسکن بنائے گا تو اس کو کیسے صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے لہٰذا تو اس منصوبہ اور ارادہ لے کر واپس چلا جا۔ چنانچہ وہ سچا یہودی ہو کر واپس پلٹنے کے لیے تیار ہو گیا واپس جاتے ہوئے راستہ میں اسے قبیلہ بنو ہذیل کے کچھ لوگ ملے انہوں نے اس کو کہا کہ تو مکہ میں جا اور وہاں ایک گھر ہے جہاں بہت قیمتی خزانے محفوظ ہیں انہیں حاصل کر۔ اس نے یہودی علما سے مشورہ کیا انہوں نے بتایا کہ ایسا کبھی نہ کرنا کیونکہ اس گھر کی طرف جس نے بھی بری نظر اٹھائی ہے اللہ نے اسے برباد کر دیا تھا۔ بادشاہ نے غلط مشورہ دینے والوں کو وہیں قتل کر دیا وہ مکہ آیا وہاں آ کر بیت اللہ کا غلاف تبدیل کیا۔ چھ ہزاروں اونٹوں کی قربانی کی طواف کیا اور سر منڈوایا اور پھر واپس یمن چلا گیا۔ [1]

کہا جاتا ہے کہ اسی بادشاہ کا لقب تبع تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ﴾ [2]

''بھلا یہ اچھے ہیں یا تُبّع کی قوم اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان (سب) کو ہلاک کر دیا بیشک وہ گنہگار تھے۔''

﴿ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ ﴾ [3]

[1] تفسیر خازن ٦/ ١٢٣۔ [2] ٤٤/الدخان: ٣٧۔ [3] ٥٠/ق: ١٤۔

''اور بَن کے رہنے والے اور تُبّع کی قوم (غرض) ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعید (عذاب) بھی پورا ہو کر رہا۔''

نیز آپ ﷺ کی تشریف آوری سے کچھ عرصہ پہلے ہی یثرب کے لوگ ہزاروں لوگوں کی لاشیں دیکھ چکے تھے۔ اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث کا معرکہ ہوا تھا، اگرچہ اوس اور خزرج دونوں ایک ہی باپ حارثہ بن عمرو کے بیٹے تھے لیکن بعد میں ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن گئے۔ پھر ان کے درمیان جنگ بعاث ہوئی اور دونوں قبلیوں کے سردار اوس کے حضیر اور خزرج کے سردار عمرو بن عمان قتل ہو گئے اور جنگ ٹھنڈی پڑ گئی لیکن باہم جنگ ابھی بھی جاری ہونے کے امکان موجود تھے۔ [1]

۱۱ نبوی میں خزرج کے چند لوگ مکہ میں آئے تو عقبہ وادی کے پاس اللہ کے نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے انہیں قرآن سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے واپس جا کر لوگوں کو خبر دی کہ آخر الزمان نبی آ گئے ہیں پھر آیندہ سال حج کے لیے آئے اور مزید لوگوں کو ساتھ لے کر آئے اور عقبہ ثانیہ پیش آئی۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنا معلم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس نے آ کر مدینہ میں دعوت دین محمد ﷺ دی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے یثرب میں اسعد بن زرارہ کا گھر مسلمانوں کی دعوت کا مرکز تھا۔ [2]

جب نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو یثرب کے اکثر و بیشتر لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور آپ ﷺ کو اپنے علاقے کی طرف ہجرت کی دعوت دے چکے تھے۔ آپ ﷺ حکم خداوندی کے منتظر تھے۔ اللہ کا حکم ملتے ہی چل پڑے اور یہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کا استقبال سے لے کر قیام وطعام کے انتظام و انصرام تک کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور اسی طرح بھی اسلام کا سب سے بڑا مرکز یثرب پھر مدینہ میں بدل گیا یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں انصار (مددگار) کا لقب دیا۔ سیدنا غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمُّوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمُ اللَّهُ؟ قَالَ:

[1] فتح الباری ۷/ ۸۵۔۸۶۔ [2] ابن ھشام ۱/ ٤٨٥۔

بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ. ❶

"یہ انصار نام تم نے خود رکھا ہے یا کہ اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ہمارا نام رکھا ہے۔"

③ مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ کی طرح حرمت والا بنایا ہے، دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ)) ❷

"اے اللہ! مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ ہمیں مدینہ کی محبت نصیب فرما اور اے اللہ! اس کے صاع (پیمانہ) اور مد میں برکت فرما، مدینہ کی آب وہوا کو صحت مند بنا، مدینہ کے بخار اور بیماریوں کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ)) ❸

"اے اللہ مکہ سے دوگنی مدینہ میں برکت عطا فرما۔"

④ مدینہ میں رہنے اور وہاں ہی مرنے کے خواہش کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَن يَّمُوْتُ بِهَا)) ❹

"جو شخص مدینہ میں فوت ہونے کی استطاعت رکھے تو وہ مدینہ میں فوت ہو میں اس کی ضرور سفارش کروں گا جو (ایمان کی حالت میں) مدینہ میں فوت ہوا۔"

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُوْلِكَ صلی اللہ علیہ وسلم)) ❺

---

❶ صحيح بخاري، مناقب الأنصار: ٣٧٧٦۔ ❷ صحيح بخاري، فضائل المدينة: ١٨٨٩۔ ❸ صحيح بخاري، الحج، باب فضائل المدينة: ١٨٨٥۔
❹ سنن ترمذي، المناقب، باب فضل المدينة: ٣٩١٧۔
❺ صحيح بخاري، الحج، باب كراهية النبي أن تعرى المدينة: ١٨٩٠۔

''اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرما، اور اپنے رسول ﷺ کے شہر مدینہ میں عطا فرما۔''

⑤ مدینہ میں مسجد نبوی ہے جس میں نماز کا ثواب ہزار درجہ زیادہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْهَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)) 1

''مسجد حرام کے علاوہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا (ثواب کے اعتبار سے) ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔''

پھر مسجد نبوی میں ایک خاص جگہ جنت کا باغیچہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ)) 2

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کا باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔''

⑥ مدینہ کی حرمت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔

((اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ)) 3

''اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا ہے اور میں مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جگہ میں کسی کو نہ ناجائز قتل کیا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھایا جائے۔''

---

1 صحیح بخاری، الجمعة، باب فضل صلاة فی مسجد مكة والمدينة: ۱۱۹۰۔

2 صحیح بخاری، الجمعة، باب فضل بين القبر والمنبر: ۱۱۹۶۔

3 صحیح مسلم، الحج: ۱۳۷۴۔

⑦ مدینہ میں بدعتی پر لعنت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) [1]

''مدینہ حرمت والا ہے مقام عیر سے مقام ثور تک، جس نے اس میں کوئی نئی بات نکالی یا بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (قیامت کے دن) اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔''

⑧ مدینہ بھٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَدِيْنَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) [2]

''مدینہ برے لوگوں کو (اپنے اندر سے) اس طرح نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔''

⑨ ایمان مدینہ میں سمٹ آئے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا)) [3]

''(قربِ قیامت) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنی بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔''

مفسر امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں مدنی مذہب کی صحت کی خبر ہے قرآن وحدیث والا مذہب صرف اور صرف مدینہ سے ملے گا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری، الحج: ٦٧٥٥۔ [2] صحیح بخاری، الحج: ١٨٧١۔
[3] صحیح بخاری، الحج: ١٨٧٦۔ [4] فتح الباری: ٤/ ٩٦۔

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارکہ

عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ رضی اللہ عنہ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ. ❶

''ابو اسحاق (سبیعی) سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابو عمارہ انصاری تھی۔ بڑے پایہ کے فقیہ تھے۔ غزوۂ بدر میں اگرچہ کم سن تھے، تاہم جوش ایمان عین شباب پر تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے لڑائی کے ناقابل سمجھ کر واپس کر دیا۔ غزوہ احد میں پندرہ سال کی عمر میں لڑائی میں شریک ہوئے، خندق، حدیبیہ، خیبر میں بھی شرف شرکت حاصل تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قرآن مجید کی مفصل سورتیں حفظ کرتے تھے۔ ❷

ابو اسحاق (سبیعی) سے مروی ہے کہ:

سُئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ. ❸

''ایک آدمی نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔''

۷۱ یا ۷۲ ہجری کو کوفہ میں وفات پائی۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، المناقب: ۳۵۵۲۔ ❷ الاصابہ، ت: ۶۱۸۔
❸ صحیح بخاری، المناقب: ۳۵۵۲۔ ❹ اسد الغابہ: ۱/ ۳۶۲۔

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① آج کے درس میں ہم نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک پر چند احادیث مبارکہ بیان کریں گے صحیح مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار جیسا تھا انہوں نے فرمایا:

لَا، بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا. [1]

"آپ کا چہرہ تلوار جیسا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا اور گولائی میں تھا۔"

② حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ حد درجہ رحم دل، شیریں کلام اور خوش اخلاق تھے۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کیساتھ بڑی شفقت سے گفتگو کرتے اور اسے یہ موقع دیتے کہ وہ کھل کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کر سکے اب ذرا دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کس طرح محو گفتگو ہوتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دونوں آنکھوں پر نیل پڑے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی دونوں آنکھوں پر نیل کیسے پڑا۔۔؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آ گرا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ رسید کر دیا اور غصے سے کہا: کیا تو یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھ رہی ہے۔۔؟ وہ کہتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت انتہا درجے کا بغض تھا کیونکہ انہوں نے میرے والد اور میرے خاوند کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھے مسلسل دلاسہ دیتے رہے اور فرمایا:

"صفیہ تیرے باپ نے میرے خلاف عربوں کو جمع کیا اور طرح طرح کی ریشہ دانیاں کیں۔"

آپ کے اس ہمدردانہ اور شفقت بھرے سلوک کی وجہ سے میرا دل بالکل صاف ہو گیا۔ [2]

---

[1] صحيح مسلم، الفضائل، باب شبيه: ٢٣٤٤۔

[2] مجمع الزوائد الهيثمى: ١٥٣٧٣۔

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے متعلق روایت مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَبْيَضَ كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ.❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ والے تھے گویا آپ کو چاندی سے ڈھالا گیا تھا۔''

④ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک کا اگلا حصہ سفید ہو گیا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل لگاتے تو سفیدی ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال پراگندہ ہوتے تو سفیدی ظاہر ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے بال بہت گھنے تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس تلوار کی طرح ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس سورج اور چاند کی طرح گولائی مائل تھا اور میں نے مہر نبوت آپ کے کندھے مبارک کے پاس دیکھی۔

كَأَنَّهُ بَيْضَةُ حَمَامٍ.❷

''جس طرح کہ کبوتر کا انڈہ اور اس کا رنگ آپ کے جسم مبارک کے مشابہ تھا۔''

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے راستے میں بھوک محسوس ہوئی ایک خیمہ میں آئے وہاں ایک عورت موجود تھی، اس سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے پوچھا: اس بکری کا دودھ نکالنے کی اجازت دے دو، وہ عورت بولی میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر دودھ دیتی ہے تو نکال لیں آپ نے دعا فرمائی اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اپنے ساتھیوں کو پلایا خود پلایا اس عورت کے گھر کے سارے برتن بھر گئے شام کو خاوند گھر آیا اس نے سوال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا تو وہ کہنے لگا ان کا حلیہ بیان کرو تو پھر ام معبد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا:

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، میں نے ایک آدمی دیکھا جس کا رنگ نکھرا ہوا

أَبْلَجَ الْوَجْهِ، تابناک چہرہ

حَسَنَ الْخَلْقِ، خوبصورت بناوٹ

---

❶ دلائل النبوة للبيهقي: ١/ ٢٤١(١٨٨)۔ ❷ مسلم، الفضائل، باب اثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده صلی اللہ علیہ وسلم: ٦٠٨٤۔

لَمْ تَعِبْهُ ثَجْلَةٌ نہ بڑھا ہوا پیٹ

وَلَمْ تُزْرِيهِ صَعْلَةٌ اور نہ بہت بڑا سر

وَسِيْمٌ قَسِيْمٌ، کھلا ہوا خوبصورت مکھڑا

فِي عَيْنَيْهِ دَعِج سرمگیں آنکھیں

وَفِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ باریک ہونٹ

وَفِي صَوْتِهِ صَهَلٌ بارعب آواز

وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ صراحی نما خوبصورت لمبی گردن

وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ گھنی داڑھی

أَزَجُّ أَقْرَنُ باریک اور دراز ابرو

إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ

خاموش ہوں تو پروقار نظر آئیں

وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ

گفتگو فرمائیں تو عالیشان اور پرکشش

أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِيد

دور سے آپ خوبرو اور دلنشیں نظر آئیں

وَأَحْسَنُهُ وَأَجْمَلُهُ مِنْ قَرِيب

قریب سے دیکھیں تو سب سے بڑھ کر حسین وجمیل

حُلْوُ الْمَنْطِقِ شیریں گفتگو

فَصْلًا لَا نَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ بات دوٹوک نہ اختصار اور نہ زیادہ بول

كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ

بولیں تو یوں محسوس ہو جیسے لڑی سے موتی گر رہے ہیں۔

رَبْعَةٌ لَا تَشْنَأُهُ مِنْ طُول وَلَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَر

درمیانہ قد نہ اتنا لمبا کہ ناگوار لگے اور نہ اتنا چھوٹا کہ آنکھوں میں نہ جچے۔

وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا معزز ترین

لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ آپ کے رفقا آپ کے گرد ہالے کی طرح

إِنْ قَالَ ﷺ سَمِعُوا لِقَوْلِهِ آپ کی بات بڑے غور سے سنیں

وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ

اگر حکم فرمائیں تو ماننے میں ایک دوسرے سے جلدی کریں۔

ابو معبد نے یہ حلیہ سن کر کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی قریش کا آدمی ہے جس کا تذکرہ ہر زبان پر ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اس کی خدمت میں حاضری دوں اگر کوئی راستہ نکلا تو میں ضرور جاؤں گا۔ [1]

⑥ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف آئے اور مشہور ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھوں۔ جب میری نظر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی۔

أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). [2]

”تو میں جان گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر پہلی مرتبہ یہ بات فرمائی کہ اے لوگو! سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔“

⑦ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ صادقہ کی مداح سرائی، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں کہتے ہیں:

---

[1] المستدرك حاكم: ٣/ ١٠(٤٢٧٤)۔

[2] ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع: ٢٤٨٥، صحیح۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنٌ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

میری آنکھوں نے آج تک ان جیسا کوئی دیکھا ہی نہیں ہے میں نے ان سا حسین وجمیل خوبرو، خوبصورت نہیں دیکھا ایسے محسوس ہوتا ہے کہ رب نے ہر عیب سے پاک بنایا ہے آپ جس طرح کہتے گئے اس طرح رب بناتا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ صادقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَنَا شَمسٌ وَلِلاٰفَاقِ شَمْسٌ
شَمْسِي خَيْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
شَمْسُ السَّمَاءِ تَطْلُعُ بَعْدَ الْفَجْرِ
وَشَمْسِي تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ایک آسمانوں کا سورج ہے ایک ہمارا سورج ہے، ہمارا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے۔ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور ہمارا سورج عشا کے بعد چمکنا شروع ہوتا ہے جب آسمان کا سورج غروب ہو جاتا ہے۔ یہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

⑧ آپ کے سر کے اور ڈاڑھی کے بال بھی سفید نہیں تھے۔
سر کے بال بہت زیادہ اور کانوں کی لو تک لمبے تھے۔
چوڑے اور مضبوط کندھے تھے۔
مضبوط اور پُر گوشت ریشم جیسی نرم ہتھیلیاں
سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی اور باریک لکیر تھی۔
چلنے میں تیز رفتار تھے۔

خوبصورت (تراشی ہوئی) ایڑیاں جن پر گوشت بہت کم تھا۔ ❶

آپ ﷺ اپنی مونچھوں کے بال پست رکھتے تھے۔ ❷

آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ ❸

---

❶ شمائل ترمذی۳۔۱۱۔

❷ طبقات ابن سعد۱ /٤٤٩، صحیح۔

❸ صحیح بخاری: ۳٥٦١۔

خصوصیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِی، کَانَ کُلُّ نَبِیٍّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلٰی کُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ، وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِی، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَیِّبَةً طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ اَدْرَکَتْهُ الصَّلَاةُ صَلّٰی حَیْثُ کَانَ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَیْنَ یَدَیْ مَسِیْرَةِ شَهْرٍ، وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ)) [1]

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔ ① ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ② پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔ ③ اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنادی گئی ہے۔ لہٰذا جو شخص کہ پالے اس کو نماز وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے۔ ④ اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔ ⑤ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ والدہ کا نام نسیبہ تھا، عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اس وقت عمر ۱۸۔۱۹ سال تھی۔ ان سے (۵۴۰) احادیث

[1] صحیح مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاۃ: ۱۱۶۳۔

مروی ہیں، ۱۹ غزوات میں شرکت فرمائی، غزوۂ احد میں باپ بیٹا دونوں شریک ہوئے، اور باپ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے بڑے فرمانبردار تھے، انہوں نے وصیت کی تھی: بیٹا جابر! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کل غزوۂ احد میں مَیں سب سے پہلا شہید ہوں گا۔ میرے بعد میری بیٹیوں (اپنی بہنوں) کا خیال رکھنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے باپ کی وصیت کی خاطر بہنوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے ایک عمر رسیدہ عورت سے شادی کی۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے جابر! پڑھ۔'' میں نے عرض کیا:

مَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں اے اللہ کے رسول!؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝)) اور ((قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝)) پڑھو۔'' [2]

میں نے ان دونوں کو پڑھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو پڑھتے رہنا، تم ان جیسی (سورتیں) ہرگز نہ پاؤ گے۔''

۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر پاکر انتقال فرما گئے۔ [3]

اللہ آپ پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ خاص معجزات اور اعجازات عنایت کیے ہوتے ہیں لیکن اللہ نے ہمارے پیارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے منفرد اعزاز اور خصوصیات دیں ہیں چند ایک کا ذکر اس مقام پر ہوگا۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں۔ فرمان

---

[1] سیر الصحابه: ۳/ ۲۵٦۔ [2] النسائی، الاستعاذة، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین: ٥٤٤٣۔ [3] اسد الغابه: ۲/ ۳٦٦۔

باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴾ ❶

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

② پہلے تمام نبی کسی علاقے یا مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیے جاتے تھے جبکہ آپ ﷺ قیامت تک آنے والی تمام انسانیت کے نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ❷

''اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے سب لوگوں (قیامت تک) کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ❸

③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں جس سے قیامت کے دن زمین (قبر) پھٹے گی۔''

اور بعض دوسری روایات میں یہ الفاظ زائد ہیں:

((وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) ❹

''میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا اور وہ پہلا شخص ہوں جس کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

---

❶ ۳۳/الاحزاب: ۴۰۔ ❷ ۳۴/سبا: ۲۸۔ ❸ صحیح البخاری، التیمم: ۳۳۵۔
❹ صحیح مسلم: ۱۷۸۲، احمد: ۲/ ۵۴۰، ابن ماجہ: ۴۳۰۸۔

④ سب سے پہلے پل صراط عبور کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کے اوپر ایک پل رکھا جائے گا سب سے پہلے میں اس سے گزروں گا۔'' ❶

⑤ سب سے پہلے جنت میں داخلہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❷

''(دنیا میں آنے میں) ہم آخری ہیں قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ)) ❸

''میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔''

⑥ عرش کے قریب خاص مقام آپ ﷺ نے فرمایا: ''روز محشر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ کا قیام عرش کے دائیں ہاتھ ہوگا۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي)) ❹

''میں سب سے پہلے زمین سے نکلوں گا پھر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا۔ میرے سوا تمام مخلوق میں سے کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہوگا۔''

⑦ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخاري، الرقاق: ٦٥٧٣۔ ❷ بخاري، الجمعة، باب فرض الجمعة: ٨٧٦۔ ❸ صحيح مسلم، الإيمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أول الناس يشفع......: ١٩٦۔ ❹ سنن الترمذي، المناقب، باب أنا أول الناس خروجا إذا بعثوا......: ٣٦١١، حديث حسن غريب صحيح۔

((تَنَامُ عَيْنَيَّ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ)) [1]

''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔''

⑧ نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھنا آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم سمجھتے ہو کہ میری توجہ صرف سامنے ہوتی ہے، اللہ کی قسم! تمہارا رکوع اور سجدہ مجھ سے مخفی نہیں ہوتا میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' [2]

⑨ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [3]

''قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔''

⑩ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے (وہ یہ ہیں) سورۂ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات، مزید فرمایا کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضروری دی جائے گی۔ [4]

⑪ مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب 40 خصوصیات رسول ﷺ کا مطالعہ کریں۔

---

[1] صحیح بخاری، المناقب: ٣٥٦٩۔ [2] صحیح بخاری، الصلاۃ: ٤١٨۔

[3] صحیح مسلم، الایمان: ١٩٦۔ [4] صحیح مسلم، فضائل القرآن: ١٨٧٧۔

جامع الکلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ)) ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے۔''

راوی حدیث

اس حدیث مبارکہ کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حد درجہ اپنی ماں کی خدمت کرتے تھے وہ ضعیف العمر تھیں جس کی وجہ سے انہیں چھوڑ کر کہیں نہ جاتے تھے حتیٰ کہ کئی بار حج کا ارادہ کیا لیکن ان کا خیال کون رکھے گا حج پر نہ جا سکے۔ حدیث میں آیا ہے:

وَلَمْ یَحُجَّ اَبُوْهُرَیْرَةَ حَتّٰی مَاتَتْ أُمُّهٗ. ❷

''ابوہریرہ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جب تک ان کی والدہ زندہ تھیں وہ فوت ہوئیں تو آپ نے حج کیا۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں تقریباً ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ جہاں بھی لیٹے ہیں اللہ آپ پر کروڑہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❸

فوائد

① جامع کلمات سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو کے لیے ایسے کلمات نوازے تھے کہ جو مختصر ہوتے تھے مگر معنی و مفہوم کے اعتبار سے بہت وسیع ہوتے تھے مثلاً چند

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالرعب: ۲۹۷۷؛ مسلم: ۵۲۳۔ ❷ صحیح بخاری: ۲۵۴۸؛ صحیح مسلم: ۱۶۶۵؛ الجمع بین الصحیحین: ۲۱۸۷۔ ❸ تهذیب التهذیب: ۱۲/ ۲۸۸۔

ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ)) ❶

''والد جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔''

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ)) ❷

''(گناہ پر) شرمندگی توبہ ہے۔''

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ)) ❸

''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا تیرے لیے صدقہ ہے۔''

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) ❹

''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

⑤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ)) ❺

''جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔''

⑥ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) ❻

''کوئی ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔''

---

❶ ترمذی: ۱۸۲۲۔ ❷ ابن ماجه، الزهد، باب ذكر التوبة: ٤٢٤٢۔

❸ ترمذی، البر والصلة عن رسول اللّٰهﷺ، باب ما جاء فی صنائع المعروف: ۱۸۷۹۔ ❹ مسلم، الزهد والرقائق: ٥٦٥٦۔

❺ ترمذی، البر والصلة عن رسول اللّٰهﷺ، باب ما جاء فی الشكر لمن أحسن إليك: ۱۷۷۸۔ ❻ صحيح مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ۱۳۳۔

⑦ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ)) ❶

”جب تم جمعہ کے دن دورانِ خطبہ میں اپنے ساتھی سے کہو خاموش ہو جا تو بے شک تم نے لغو کام کیا۔“

⑧ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا)) ❷

”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا نماز کے وقت میں سو یا رہ جائے تو جس وقت اسے یاد آئے پس چاہیے کہ وہ اسے پڑھ لے۔“

⑨ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً)) ❸

”سحری کھاؤ، بے شک سحری میں برکت ہے۔“

⑩ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) ❹

”نیکی اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اسے ناپسند جانے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔“

⑪ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ❺

---

❶ صحیح بخاری، الجمعة، باب الانصات یوم الجمعة والإمام یخطب......: ۸۸۲۔ ❷ صحیح ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی النوم عن الصلاة: ۱۶۲۔

❸ صحیح بخاری، الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب: ۱۷۸۹۔

❹ صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، بابتفسیر البر والإثم: ٤٦٣٣۔

❺ صحیح بخاری، البیوع، باب من احب البسط فی الرزق: ۱۹۲۵۔

''جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کا رزق وافر ہو اور اسے تا دیر یاد رکھا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ رشتہ داریوں کو جوڑا کرے۔''

⑫ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) [1]

''جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

⑬ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ)) [2]

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر بندہ دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔''

⑭ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ)) [3]

''تحفہ واپس لینے والا اس (کتے) کی مثل ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔''

⑮ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ)) [4]

''اجازت طلب کرنا تین مرتبہ ہے، پس اگر اجازت ملے تو داخل ہو جاؤ ورنہ پلٹ جاؤ۔''

⑯ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [5]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ (بغیر تحقیق کے) جو اس نے

---

[1] صحيح بخاری، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بنی اسرائيل: ٣٢٠٢۔
[2] ابو داود، الأدب، باب من يؤمر أن يجالس: ٤١٩٣۔
[3] صحيح بخاری، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب لا يحل لاحد ان يرجع فی هبته وصدقته: ٢٤٢٨۔ [4] مسلم، الآداب، باب الإستئذان: ٤٠١٠۔
[5] صحيح مسلم، مقدمة، باب النهی عن الحديث بكل ما سمع: ٦۔

سنا ہے اسے آگے بیان کر دے۔"

⑰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) [1]

"آدمی کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اس کے مقصد کی نہیں۔"

⑱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ)) [2]

"ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کرے اس کے لیے خرابی ہے اس کے لیے خرابی ہے۔"

⑲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) [3]

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

⑳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ)) [4]

"مجلس (کی باتیں) امانت ہوتی ہیں۔"

㉑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا)) [5]

---

[1] ترمذی، الزهد عن رسول اللّٰه ﷺ، باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس: ۲۲۳۹۔ [2] ترمذی، الزهد عن رسول اللّٰه ﷺ، باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس: ۲۲۳۷۔ [3] صحيح بخاری، فضائل القرآن، باب خير كم من تعلم القرآن وعلمه: ٤٦٣٩۔

[4] ابوداود، الأدب، باب فی نقل الحديث: ٤٢٢٦۔ [5] ترمذی، البر والصلة عن رسول اللّٰه ﷺ، باب ماجاء فی رحمة الصبيان: ١٨٤٢۔

"جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

㉒ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) ❶

"جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔"

㉓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ)) ❷

"اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو ہمیشگی سے ہوں اگرچہ کم ہوں۔"

㉔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ)) ❸

"دعا ہی عبادت ہے۔"

㉕ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ)) ❹

"اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔"

㉖ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ انْتَھَبَ فَلَیْسَ مِنَّا)) ❺

"جس نے زبردستی مال چھینا وہ ہم میں سے نہیں۔"

㉗ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ)) ❻

---

❶ صحیح بخاری، أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار: ۳۲۲۵۔ ❷ صحیح مسلم فی صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ: ۱۳۰۵۔ ❸ ترمذی، تفسیر عن القرآن عن رسول اللّٰہ ﷺ، باب ومن سورۃ المؤمن: ۳۱۷۰۔ ❹ ترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی أن الدعاء لا یرد بین الأذان والإقامۃ: ۱۹۶۔ ❺ الترمذی، السیر عن رسول اللّٰہ ﷺ، باب ما جاء فی کراھیۃ النھبۃ: ۱۵۲۷۔ ❻ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ: ۱۳۰۵۔

''اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو ہمیشگی سے ہوں اگرچہ کم ہوں۔''

㉘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)) [1]

''جب تم میں سے کوئی لڑے تو چہرے (پر مارنے) سے بچے۔''

㉙ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ)) [2]

''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔''

㉚ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ)) [3]

''حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔''

㉛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ)) [4]

''مومن مومن کا آئینہ ہے۔''

㉜ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [5]

''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

㉝ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ)) [6]

---

[1] بخاری، العتق، باب إذا ضرب العبد فليجتنب الوجه: ٢٣٧٢۔

[2] بخاری، النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح أو يدع: ٤٧٤٦۔

[3] صحيح بخاری، الإيمان، باب الحياء من الإيمان: ٢٣۔

[4] ابو داود، الأدب، باب فی النصيحة والحياطة: ٤٢٧٢۔

[5] ابو داود، اللباس، باب فی لبس الشهرة:٣٥١٢۔

[6] صحيح بخاری، المظالم والغضب، باب الظلم ظلمات يوم القيامة: ٢٢٦٧۔

"ظلم، قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوں گے۔"

㉞ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) ❶

"مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

㉟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الدَّالَ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ)) ❷

"بے شک بھلائی کے کام کی دعوت دینے والا (ثواب میں) بھلائی کرنے والے کی طرح ہے۔"

㊱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ❸

"جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے"

㊲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❹

"ظلم، قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوں گے۔"

㊳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفر)) ❺

"مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

㊴ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدُكُمْ مِنْكُمْ قَائِمًا)) ❻

---

❶ صحيح بخاری، الأيمان، باب خوف المؤمن من أن يحب عمله وهو لا يشعر: ٤٦۔ ❷ ترمذی، العلم عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله: ٢٥٩٤۔ ❸ ابوداود، اللباس، باب فی لبس الشهرة: ٣٥١٢۔

❹ صحيح بخاری، المظالم والغضب، باب الظلم ظلمات يوم القيامة: ٢٤٤٧۔

❺ صحيح بخاری، الأيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر: ٤٦۔ ❻ مسلم، الأشربة، باب كراهية الشرب قائما: ٣٧٧٥۔

"ہرگز نہ پیے تم میں سے کوئی ایک کھڑے ہو کر۔"

40 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ)) ❶

"نہیں دیکھے گا اللہ اس شخص کی طرف جس نے تکبر سے اپنا کپڑا نیچے کیا"

41 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ)) ❷

"جنت میں رشتہ داری توڑنے والا داخل نہیں ہوگا۔"

42 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) ❸

"چغل خور جنت میں نہیں جا سکتا۔"

43 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)) ❹

"ہر نیکی صدقہ ہے۔"

44 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) ❺

"دین خیر خواہی کا نام ہے۔"

45 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ❻

---

❶ صحیح بخاری، اللباس، بابقول اللّٰہ تعالی: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾: ٥٣٣٧۔ ❷ صحیح مسلم،البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها: ٤٦٣٧۔ ❸ صحیح بخاری،الأدب، باب ما یکرہ من النميمة: ٥٥٩٦۔ ❹ صحیح بخاری، الأدب، باب كل معروف صدقة: ٥٥٦٢۔
❺ صحیح مسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة: ٨٢۔
❻ صحیح مسلم، الإيمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا: ١٤٦۔

”جس نے ہمیں دھوکہ دیا (ملاوٹ والی چیز دی) وہ ہم میں سے نہیں۔“

(46) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) [1]

”اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔“

(47) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ)) [2]

”پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔“

(48) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْلَا اَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ)) [3]

”اگر میں مشقت نہ سمجھتا اپنی امت پر تو میں ان کو مسواک کا حکم دیتا۔“

---

[1] صحيح بخاری، بدء الوحی، باب بدء الوحی: ١۔

[2] صحيح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء: ٣٢٨۔

[3] صحيح بخاری، التمنی، باب ما يجوز من اللو: ٧٢٤٠۔

رسول اللہ ﷺ کس کی سفارش کریں گے؟

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((خُیِّرْتُ بَیْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَیْنَ أَنْ یَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِیْ الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا)) [1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو اختیار کرلوں یا اپنی نصف امت جنت میں داخل کروالوں، تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور یہ اس شخص کے لیے ہے جس نے موت تک اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس ہے آپ یمن کے رہنے والے تھے، مکہ میں اسلام قبول کیا اور پھر واپس حبشہ کی طرف چلے گئے، پھر ۷ ہجری میں خیبر میں نبی ﷺ سے آکر ملے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دو اشعری آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، ایک میرے دائیں جانب تھا اور دوسرا میرے بائیں جانب تھا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے عامل (گورنر) کا عہدہ طلب کیا لیکن رسول اللہ ﷺ (ان کے اس سوال کے جواب میں) خاموش تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ!'' یا فرمایا: ''اے عبدالرحمن بن قیس (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ (نبی بنا کر) بھیجا ہے انہوں نے مجھے اپنے دلوں کی بات سے مطلع نہیں کیا اور مجھے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ یہ

---

[1] ترمذی، صفة القیامة والرقائق والورع، باب منه: ٢٤٤١؛ ابن ماجه: ٤٣١٧، صحیح۔

دونوں عامل (گورنری) کا عہدہ طلب کرنا چاہتے ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کو آپ کے ہونٹ کے نیچے دیکھ رہا ہوں کہ ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم ہرگز اسے گورنر نہیں بنائیں یا فرمایا کہ ہم اسے گورنر نہیں بنائیں گے اپنے کاموں پر جو اسے چاہے۔'' لیکن ابو موسی یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ تم جاؤ تو انہیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج دیا پھر ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (گورنر) بنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتریئے اور ان کے لیے تکیہ رکھا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بندھا ہوا پڑا ہے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔۔؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہلے یہودی تھا پھر اسلام لے آیا پھر دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ گیا ہے۔ جو برا دین ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق اسے قتل نہ کیا جائے۔ تین مرتبہ یہ فرمایا چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا گیا تو اسے قتل کر دیا گیا پھر دونوں کے درمیان رات کے قیام کا تذکرہ ہوا تو دونوں میں سے ایک نے غالباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو سوتا ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں فرمایا کہ قیام اللیل بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں اپنی نیند کے بارے میں بھی اسی (اجر و ثواب کی) امید رکھتا ہوں جس کی اپنے قیام اللّیل میں رکھتا ہوں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے دلیل طلب کر لی

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لیے) اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی (کیوں کہ اس وقت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کسی کام میں) مشغول تھے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کی آواز سنی تھی ان کو اجازت دے دو تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا (اور پوچھا کہ تم کیوں لوٹ گئے تھے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ (یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ

---

[1] ابوداود، الحدود، باب الحکم فیمن ارتد: ٤٣٥١۔

اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو، لہٰذا وہ انصار کی مجلس میں آئے اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی گواہی تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دے سکتے ہیں جو ہم سب سے چھوٹے ہیں چنانچہ وہ انہی کو لے گئے (اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پوشیدہ رہ گیا کیوں کہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں مشغول ہوگیا تھا۔ [1]

آپ کا انتقال ۴۲ھ میں ہوا۔ آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [2]

فوائد

① شفارش وہی کرسکتا ہے جسے اللہ اجازت دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ۝ ﴾ [3]

''جب قیامت قائم ہوگی تو مجرم لوگ حیران و پریشان ہو جائیں گے ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ بنے گا اس وقت تو مجرم لوگ اپنے شریکوں کے (بااختیار ہونے سے) انکار کردیں گے۔''

اس دن اذن شفاعت اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہوگا:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ ﴾ [4]

''روزِ قیامت کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جسے رحمان نے اجازت دی ہو اور اس کی سفارش کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے گی۔''

② روزِ قیامت دربارِ الٰہی میں جن خوش نصیب لوگوں کو سفارش و شفاعت کا حق دیا جائے گا

---

[1] صحیح بخاری، البیوع، باب الخروج فی التجارۃ: ۲۰۶۲۔

[2] اسد الغابہ: ۶/ ۲۹۹، ۳۰۰؛ الاصابہ، ت: ۴۹۱۶؛ الاستیعاب، ت: ۱۶۳۹۔

[3] ۳۰/ الروم: ۱۲، ۱۳۔

[4] ۲۰/ طٰہٰ: ۱۰۹۔

ان میں سرفہرست جناب محمد ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کی شفاعت پانے والے لوگوں کی مختلف اقسام ہیں:

① وہ لوگ ہوں گے جو جہنم میں داخل ہوئے بغیر مختلف اوقات میں جنت میں جائیں گے۔

② وہ لوگ ہوں گے جو آپ ﷺ کی شفاعت کی بدولت بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

③ وہ خوش نصیب جن کا حساب و کتاب ہوگا لیکن ان کے اعمال صالحہ میزان میں بھاری ہوں گے، رسول اللہ کی سفارش سے یہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

④ وہ لوگ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں گی یہ لوگ پہلے مقام اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے (اعراف وہ مقام ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان ہے جہاں نہ جنت کی نعمتیں ہیں اور نہ جہنم کا عذاب) وہاں یہ رحمت الٰہی کے طلبگار رہوں گے انہیں بھی شفاعت رسول حاصل ہوگی اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

⑤ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں برائیوں سے کچھ کم ہوں گی ان کا جہنم میں جانا طے ہو جائے گا مگر آپ ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے یہ لوگ بھی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ [1]

③ ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْهَا فَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ فِي الْآخِرَةِ)) [2]

”ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے جو وہ دعا کرتا ہے پس میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کے لیے سفارش کرنے کے لیے۔“

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ

---

[1] عقيدة طحاويه، باب الشفاعة، ص: ٢٢٩-٢٣٣۔

[2] صحيح بخاری، الدعوات، باب لكل نبی دعوة مستجابة: ٦٣٠٤۔

أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) [1]

''میں روزِ قیامت ساری اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا، سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی۔''

⑤ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (اور محدث محمد بن عبید العنبری راوی حدیث فرماتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے) تو وہ کہیں گے ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے تو جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم ہیں۔ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ جو کہ پہلے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ جناب نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حضرت نوح بھی معذرت کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہوگئی تھی لہٰذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا تو لوگ جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کرکے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں

---

[1] صحیح مسلم، فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضل نبینا علی جمیع الخلائق: ٦٩٤٠؛ احمد: ٣/ ١٤٠؛ ابن ماجه: ٤٣٠٨۔

گے کہ تم جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کر کے معذرت کر لیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے پھر مجھے کہا جائے گا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابلِ سماعت ہے آپ سوال کریں آپ کو دیا جائے گا، سفارش فرمائیں آپ کی سفارش قابل قبول ہے۔'' تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا جو اس وقت مجھے سکھائی جائے گی پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے پھر کہا جائے گا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔! کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔'' تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سکھائیں گے پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ راوی حدیث کہتے ہیں معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں اب صرف وہ ہیں جن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب کر دیا ہے۔ [1]

⑥ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا: ٤٢٣(٤٧٥)

رہے تھے:

((إِنَّ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ)) ❶

"بے شک میری سفارش روز قیامت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔"

⑦ قیامت کے دن سب سے زیادہ خوش نصیب آدمی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا، جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی مجھ سے سوال کرو گے۔ کیونکہ تمہیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے۔ (توسنو)

((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ اَوْ نَفْسِهِ)) ❷

"روز قیامت میری شفاعت کی سعادت اسے نصیب ہوگی جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا۔"

⑧ اذان سن کر اس کا جواب دینے والے کے لیے شفاعت واجب، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اذان سن کر یہ کلمات کہے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ)) ❸

"یا اللہ! اس (توحید کی) مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، بزرگی اور مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔"

---

❶ ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الشفاعة: ٤٣١٠؛ صحيح۔ ❷ ترمذی، الدعوات، باب ماجاء أن دعوة المسلم مستجابة: ٣٣٨٣؛ الصحيحة: ٦٤؛ صحيح بخاری: ٦٥٧٠۔ ❸ صحيح بخاری، الاذان، باب الدعاء عند النداء: ٦١٤؛ ابو داود: ٥٢٩؛ الترمذی: ٢١١؛ ابن ماجه: ٧٢٢۔

تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرنا میرے ذمہ ہوگی۔"

⑨ مدینہ منورہ میں قیام سفارش کا باعث، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جس نے (مدینہ میں قیام کے دوران پیش آنے والی) مشکلات ومصائب پر صبر کیا قیامت کے روز میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا۔" یا فرمایا: "اس کی سفارش کروں گا۔" [1]

[1] صحیح مسلم، الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة: ۳۳۳۹۔

اہل بیت کون......؟

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ، لَا یُبْغِضُنَا أَھْلَ الْبَیْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ)) [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے جو بغض رکھتا ہے اللہ اس کو آگ میں داخل فرمائے گا۔“

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ان کا نام ونسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر خزرجی ہے۔ ان کے اجداد میں ابجر کا نام خُدرہ تھا۔ جن کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ: خدرہ اصل میں ابجر کی والدہ کا نام تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن مالک غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ اور آپ کو کم عمری کی وجہ سے غزوۂ احد میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ بعد کے بارہ غزوات میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ سے کل گیارہ سو ستر احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے چھیالیس متفق علیہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان اپنے اساتذہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کم سن صحابہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی افقہ واعلم نہیں تھا۔ [2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان کی کھجوریں روزانہ کوئی نہ کوئی کھاجایا کرتا تھا، ایک رات انہوں نے پہرہ دیا اور ایک جن پکڑ لیا اور اس جن نے اقرار کیا کہ ہم ہی آپ کی کھجوریں کھایا کرتے تھے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ ہم تم

---

[1] السلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢٤٨٨؛ ابن حبان: ٢٩٧٨۔

[2] الإصابة فی تمییز الصحابة: ٣/ ٧٨، ٧٩؛ اسد الغابہ: ٦/ ١٣٣۔

سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا کہ جو شخص آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھ لے وہ شام تک اور جو صبح پڑھے وہ شام تک محفوظ ہو جاتا ہے، تو صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات اللہ کے رسول کے سامنے پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس خبیث شیطان نے سچی بات کہی۔'' [1]

۶۴ھ یا ۷۴ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔ اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ [2]

اللہ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① سب سے پہلے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ اہل بیت کون ہیں کیونکہ بعض لوگوں نے اہل بیت سے مراد صرف پانچ افراد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا علی، فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم) لیے ہیں جو انصاف کے منافی ہے۔ آیئے اس حوالہ سے چند باتیں ملاحظہ کریں۔

علامہ زبیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الأَهْلُ لِلرَّجُلِ زَوْجَتُه ويدخلُ فِيهِ الأولادُ، وَبِه فُسِّر قولُه تعالَى وَسَارَ (بِأَهْلِهِ أَى زوجتِه وأولادِه). [3]

''آدمی کے اہل سے مراد اس کی زوجہ ہے اور اس میں اولاد بھی شامل ہے اور یہی تفسیر اللہ کے اس فرمان کی ہے۔ اور وہ اپنے اہل یعنی اپنی زوجہ اور اولاد کو لے کر چلے۔''

جب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کو بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب کی خوشخبری فرشتوں نے سنائی تو اس نے تعجب کا اظہار کیا تو فرشتوں نے کہا:

﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳﴾ [4]

---

[1] عمل اليوم والليلة للنسائی: ۹۶۱، ۹۶۲؛ دلائل النبوة للبيهقی: ۷، ۱۰۸؛ صحيحه ابن حبان: ۷۸۴۔ [2] الإصابة: ۳/ ۷۸،۷۹؛ اسد الغابه: ۶/ ۱۳۳۔

[3] تاج العروس للزبيدی: ۲۸/ ۴۱۔ [4] ۱۱/هود: ۷۳۔

''انہوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے اہل بیت! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا اور بڑی شان والا ہے۔''

اس آیت میں اہل بیت سے مراد بیوی ہے۔قرآن میں چار مقامات پر''اہل بیت'' کے لفظ آئے ہیں سب جگہوں پر اس سے مراد بیویاں ہی ہیں۔

② احادیث میں بھی یہ الفاظ ازواج کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا)) [1]

''اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے؟ جو میری حمایت کرے اس آدمی کے مقابلے میں جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھر والوں کو پاکدامن ہی سمجھتا ہوں۔''

③ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ کا نکاح حضرت زینب سے ہوا تو میں بھی اس ولیمہ میں شریک تھا جب دعوت ولیمہ سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے پاس جاتے اور فرماتے:

((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَيَقُولُونَ بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ فَيَقُولُ بِخَيْرٍ)) [2]

''تم پر سلامتی ہو اے اہل بیت! تم کیسے ہو؟ تو وہ جواب میں کہتے اللہ کے رسول ہم خیریت سے ہیں آپ نے اپنے اہل (زینب رضی اللہ عنہا) کو کیسا پایا تو آپ جواب میں فرماتے بہتر پایا ہے۔''

④ اہل بیت النبی ﷺ سے اصلی اور حقیقی طور پر آپ کی بیویاں مراد ہیں لیکن وسیع

[1] صحيح بخاری، تفسير القرآن باب: ﴿لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ (٢٤/النور:١٢) إلى قوله: ﴿الْكَٰذِبُونَ﴾: ٤٧٥٠۔

[2] مسلم، النكاح باب فضيلة إعتاقه امته، ثم يتزوجها: ١٣٦٥۔

ترمفہوم کے اعتبار سے آپ کی اولاد، نواسے، نواسیاں، چچے اوران کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ اس سے ملتا جلتا لفظ ایک آل ہے جس کا مفہوم اہل سے زیادہ وسیع ہے اس میں بیٹے اور بیٹیوں کے ساتھ پیروکار بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت علی، فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے باعث اہل بیت میں شامل ہیں اور بیویوں کو اہل بیت میں قرآن نے شامل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ﴿۳۳﴾ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ﴾ [1]

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

⑤ حضرت حصین بن سبرۃ رحمہ اللہ نے صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ، قَالَ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَكُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ نَعَمْ. [2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ اے زید! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ کہنے لگے آپ کی ازواج بھی اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت میں وہ بھی ہیں جن پر صدقہ استعمال کرنا حرام ہے۔ پوچھا وہ کون

---

[1] ۳۳/الاحزاب: ۳۳، ۳۴۔ [2] صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ۳۶ (۲۴۰۸)۔

ہیں؟ کہنے لگے، حضرت علی کا خاندان، حضرت عقیل کا خاندان، حضرت جعفر کا خاندان اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا خاندان۔ سائل نے پھر پوچھا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہنے لگے جی ہاں!''

⑥ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت ﴿ إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ میرے گھر میں نازل ہوئی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي))

''اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

اور یہ بھی ترجمہ کیا جاتا ہے کہ ''اے اللہ ان کو میرے اہل بیت میں شامل فرمادے۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟

''میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟''

قَالَ: ((إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي)) ❶

تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تو بہترین اہل ہے اور یہ لوگ بھی اہل بیت ہیں۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ)) ❷

''تو اپنی جگہ پر رہ اور تو خیر پر ہے (یعنی جو خیر ان کو اہل بیت میں شامل ہونے کے بعد ملی ہے وہ خیر تیرے پاس پہلے ہی ہے)۔''

⑦ خالد بن سعید رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک گائے صدقہ کی بھیجی تو آپ نے وہ واپس کر دی اور فرمایا:

إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ. ❸

''ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

---

❶ المستدرك للحاكم: ٢/ ٤٥١ (٣٥٥٨) ❷ ترمذی أبواب تفسير القرآن باب ومن سورة الاحزاب: ٣٢٠٥، صحيح۔ ❸ مصنف ابن ابی شيبة: ١٠٧٠٨۔

⑧ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک خم نامی جگہ ہے جہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا: ''سنو میں ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کی طرف سے پیغام آجائے اور میں اس کو قبول کرلوں (موت کا پیغام) میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں

((أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ))

''ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ کتاب اللہ کے بارے میں لوگوں کو ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔''

پھر فرمایا:

((وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي)) [1]

''میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں۔''

⑨ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موتیوں کا ایک ہار تحفے میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ))

''میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو ازواج مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو ابوقحافہ کی بیٹی کو ملے گا۔''

((فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ)) [2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال دیا۔''

---

[1] صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ٣٦ (٢٤٠٨) [2] مسند احمد: ٢٦٢٤٩۔

فضائل حسن وحسین رضی اللہ عنہما

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔''

راوی حدیث

اس حدیث کو ہم تک پہنچانے والے صحابی رسول ہیں سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ! ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ السابقون الاولون میں سے جلیل القدر صحابی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ابتدائے دنیا سے قیام ساعت تک رونما ہونے والے تمام بڑے بڑے فتنے بتلائے تھے، اسی لیے آپ راز دان رسالت مآب ﷺ کے لقب سے معروف ہوئے، غزوہ احد وخندق اور فتوحات عراق میں شریک ہوئے، صحیحین میں آپ سے بارہ احادیث متفق علیہ ہیں۔ آٹھ میں امام بخاری اور سترہ میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہیں۔ [2]

غزوۂ بدر میں شرکت کی غرض سے اپنے والد کے ساتھ نکلے تھے، لیکن راستہ میں ہی کفارِ قریش کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، اور اس شرط پر رہائی ملی کہ تم غزوہ بدر میں محمد ﷺ کا ساتھ نہیں دو گے۔ یہ رہائی کے بعد سیدھے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنی گرفتاری اور رہائی کی داستان سنائی، اور شرط کا ذکر کر کے پریشانی کی حالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اب ہمارے لیے کیا حکم ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہم قریش سے کیے گئے معاہدے کو پورا کریں گے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ [3]

غزوۂ احد میں ان کے والد کو بعض مسلمان مجاہدین پہچان نہ سکے۔ اور انہیں دشمن کی فوج

---

[1] ترمذی، المناقب: ۳۷۸۱، صحیح۔ [2] الاصابۃ، ت: ۱۶۴۹۔

[3] صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب الوفاء بالعهد: ۳۳۴۲۔

کا آدمی سمجھتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو آواز دی، خدا کے بندو! یہ میرے والد ہیں، یہ میرے والد ہیں۔ لیکن گھمسان کی جنگ کے شور میں ان کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی، اور ان کے والد شہید کر دیے گئے۔ آپ نے بے مثال حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے وہیں ارشاد فرمایا:

یغفر اللہ لکم.

''میرے ساتھیو! اللہ تمہیں معاف فرمائے۔''

جب رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتِ حال کا علم ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیت کی پیش کش کی، لیکن آپ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے باپ شہادت کے طالب تھے، وہ انہیں مل گئی، پھر فرمایا، الٰہی! گواہ رہنا میں نے یہ دیت مسلمانوں کے لیے وقف کر دی، ان کے اس فیصلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی عزت و وقار میں اور اضافہ ہو گیا، حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ عفو و درگزر کی صفت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میں اخیر وقت تک موجود تھی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا پھر مدائن میں ہی رہے حتی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد خلافتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ابتدا میں ۳۶ یا ۳۵ھ میں انتقال فرما گئے۔ [2]

آپ جہاں لیٹے ہیں اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

فوائد

① حضرت سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل بیت میں شامل ہیں، ارشاد باری تعالیٰ کا ہے:

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ۳۳ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب اذ همت طائفتان منکم ......الخ

[2] اسد الغابة، ت: ۵۱۰۔

اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ ❶

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ میرے گھر میں نازل ہوئی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي))

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

اور یہ بھی ترجمہ کیا جاتا ہے کہ ''اے اللہ ان کو میرے اہل بیت میں شامل فرما دے۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟

''میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟''

قَالَ: ((إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي)) ❷

تو آپ نے فرمایا: ''بلا شبہ تو بہترین اہل ہے اور یہ لوگ بھی اہل بیت ہیں۔''

② حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے دن بعد حاضر ہوتے ہو؟ عرض کیا اتنے دنوں سے میرا آنا جانا چھوٹا ہوا ہے، اس پر وہ بہت ناراض ہوئیں، میں نے کہا اچھا اب جانے دیجیے، میں آج ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا، ان سے اپنی اور آپ کی مغفرت کی دعا کرنے کے لیے کہوں گا۔ میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

---

❶ ٣٣/الاحزاب: ٣٣، ٣٤۔

❷ المستدرك للحاكم: ٢/ ٤٥١(٣٥٥٨)

مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ عشا تک نماز میں مشغول رہے اور پھر عشا پڑھ کر لوٹے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا۔ آپ ﷺ نے میری آواز سنی:

((مَنْ هٰذَا، حُذَيْفَةُ؟)) قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: ((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ؟)) قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [1]

تو پوچھا کون ہے؟ ''حذیفہ!'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: ''تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ایسا فرشتہ جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، آج اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ خوشخبری دینے کے لیے آنے کی اجازت چاہی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔''

③ ابن ابی نعم روایت کرتے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ آپ سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تو کہاں کا باشندہ ہے؟ اس نے کہا کہ عراق کا رہنے والا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)). [2]

اس آدمی کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے متعلق پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے فرزند (یعنی حسین) کو قتل کیا اور میں نے نبی ﷺ کو فرماتے

---

[1] ترمذی، المناقب: ٣٧٨١، صحیح۔

[2] صحیح بخاری، الأدب، باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته: ٥٩٩٤۔

ہوئے سنا: ''یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔

وَهُوَ يَلْثِمُ هَذَا مَرَّةً، وَيَلْثِمُ هَذَا مَرَّةً، حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُحِبُّهُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)) [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب آ گئے ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔''

⑤ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت عرض کر چکا تو پوچھا:

مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) [2]

یہ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ رکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پہلوؤں میں تھے (یعنی

---

[1] مسند احمد: ٩٦٧٣؛ صحیح؛ الحاکم: ٤٧٧٧۔

[2] ترمذی، المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب والحسین بن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہما: ٣٧٦٩، حسن۔

آپ ﷺ نے ان دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب بنا لے اور ہر اس شخص کو محبوب بنا لے جو ان دونوں سے محبت کرے۔''

⑦ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے:

فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضي الله عنهما، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُوْمَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ ﴿اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (٦٤/التغابن: ١٥)، رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ)) ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ.[1]

اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے ادھر آ نکلے اس وقت وہ سرخ دھاری والا کرتہ پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ ان کو دیکھ کر منبر سے اترے اور ان کو گود میں اٹھا لیا اور پھر منبر پر چڑھ گئے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

⑦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ عشا پڑھ رہے تھے:

فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيْقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، أَقْعَدَهُمَا عَلَى فَخِذَيْهِ، قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ

---

[1] ابوداود، الجمعة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث: ١١٠٩، صحيح۔

لَهُمَا الْحَقَا بِأُمِّكُمَا قَالَ فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتَّى دَخَلَا. ❶

''نبی کریم ﷺ جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کود کر نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے، جب نبی کریم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پر اتار دیا اور ساری نماز میں نبی کریم ﷺ جب بھی سجدے میں جاتے تو یہ دونوں ایسا ہی کرتے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے اور انہیں اپنی ران پر بٹھا لیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں ان دونوں کو چھوڑ آؤں؟ اسی لمحے ایک روشنی کوندی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اپنی امی کے پاس چلے جاؤ اور وہ روشنی اس وقت تک رہی جب تک وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہو گئے۔''

⑧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش سیاہ بالوں سے بنے ہوئے تھے:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾﴾ ❷

''اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی اس چادر کے اندر کر لیا پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر کے اندر کر لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾﴾'' ❸

---

❶ مسند احمد: ١٠٦٥٩، حسن۔ ❷ ٣٣/الأحزاب: ٣٣۔

❸ مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ: ٢٤٢٤۔

⑨ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹوں میں کپڑے تقسیم کیے ان میں ایسے کپڑے نہ تھے جو سیدین حسنین شریفین کے لائق ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن قاصد بھیجا وہاں سے کپڑے منگوائے گئے اور سیدین کو پہنائے گئے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

الآنَ طَابَتْ نَفْسِي. ❶

''اب میرا دل خوش ہوا ہے۔''

⑩ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْحَسَنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ. ❷

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک نبی ﷺ کے مشابہ ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نچلے حصے میں نبی ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔''

⑪ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا نہ تو آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آ گئے، پھر آپ ﷺ واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟)) يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى، حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ)) ❸

''کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ، تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی

---

❶ سیر اعلام النبلاء:: ٤/ ٣٥١؛ تاریخ دمشق: ١٤/ ١٧٧۔

❷ مسند احمد: ٧٧٤، حسن۔

❸ مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب فضائل الحسن والحسين رضی اللہ عنہما: ٢٤٢١۔

ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبوں کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ ﷺ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔''

⑫ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ اسامہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر فرماتے: ''اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

((اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)) [1]

''اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔''

⑬ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک گندم گوں طویل قد کا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ. [2]

میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ ''جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ اس سے بھی محبت کرے اور حاضرین ان تک یہ پیغام پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں۔'' اور اگر نبی کریم ﷺ نے تاکید کے ساتھ یہ بات نہ فرمائی

---

[1] صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبی علی الفخذ: ٦٠٠٣۔

[2] مسند احمد: ٢٣١٠٦، صحیح۔

ہوتی تو میں تم سے کبھی بیان نہ کرتا۔

⑭ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو قینقاع کے بازار میں میرے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے نکلے وہاں کا چکر لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس آئے تو جائے نماز پر بیٹھ گئے اور پوچھا:

((أَيْنَ لَكَاعُ؟ ادْعُوا لِي لَكَاعًا)) فَجَاءَ الْحَسَنُ، فَاشْتَدَّ حَتَّى وَثَبَ فِي حَبْوَتِهِ، فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)). ثَلَاثًا.

''بچہ کدھر ہے اسے میرے پاس بلاؤ۔'' تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ کو بوسہ دیا پھر فرمایا: ''اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس کو بھی اپنا محبوب بنا لے جو اس سے محبت رکھے۔'' تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنِي. [1]

''جب بھی میں حسن کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔''

⑮ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانب اور فرما رہے تھے:

((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)) [2]

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو

---

[1] مسند احمد: ١٠٨٩١، حسن۔

[2] صحیح بخاری، المناقب باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما: ٣٧٤٦۔

فریقوں کے درمیان صلح کرادے۔‘‘

⑯ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ)) [1]

’’جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔‘‘

⑰ حضرت سعید بن راشد سے مروی ہے کہ یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت طعام کے لیے نکلے۔ حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (حضرت حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنساتے رہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر کے اوپر رکھا، بوسہ لیا اور فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)) [2]

’’حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔‘‘ (یعنی حسین رضی اللہ عنہ میری اولاد سے ہیں اور میں ان کے آبا سے ہوں۔)

⑱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو ابن زیاد (ان کی آنکھ اور ناک میں) مارنے لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خوبصورتی میں اعتراض کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ. [3]

---

[1] السلسلة الصحيحة: ٤٠٠٣۔

[2] ابن ماجة، افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فضل الحسن والحسين ابنى على بن أبى طالب رضی اللہ عنہم: ١٤٤، حسن۔

[3] بخارى، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما: ٣٧٤٨۔

''آپ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور ڈاڑھی میں وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔''

⑲ حضرت عمارہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر رحبہ کی مسجد میں رکھے گئے تو میں بھی وہاں گیا۔ جب وہاں پہنچا تو لوگ کہنے لگے:

قَدْجَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ. ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ، قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.[1]

''وہ آ گیا، وہ آ گیا، دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا جو آیا سروں میں ہوتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد نکلا اور چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے وہ آ گیا وہ آ گیا، اس نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔''

㉑ عبد اللہ بن نجی کے والد ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، ان کے ذمے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضو کی خدمت تھی، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی کے قریب پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر فرمایا: ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے پر رک جاؤ، میں نے پوچھا خیریت ہے؟ فرمایا میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ ﷺ کو پریشان کیا؟ خیر تو ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے،

((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قَالَ فَقَالَ هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ

---

[1] ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸۰، صحیح۔

أَمْلِكُ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا)) ❶

''بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سے جبرئیل اٹھ کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو میں آپ کو وہاں کی مٹی سونگھا سکتا ہوں؟ میں نے انہیں اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر کر مٹی اٹھائی اور مجھے دے دی، بس اس وقت سے اپنے آنسوؤں پر مجھے قابو نہیں ہے۔''

㉒ شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین شہید ہو گئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔ ❷

㉓ حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ (عمران بن ملحان تیمی بصری) بیان کرتے ہیں کہ:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَلَا اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ.

''حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت میں سے کسی کو بھی برا نہ کہو۔''

کیونکہ ہمارا ایک ہمسایہ ''بلہجیم قبیلہ'' کا آدمی تھا اس نے کہا کیا نعوذ باللہ تم نے حسین بن علی فاسق کو نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو مارا ہے، ابو رجاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں پر دو ستارے پھینکے اور اسے اندھا کر دیا۔ ❸

❶ مسند احمد: ٦٤٨، الصحيحة: ١١٧١۔ ❷ تاریخ دمشق: ١٤/ ٢٢٩، حسن۔
❸ مجمع الزوائد: ٩/ ١٩٦، الطبرانی فی الکبیر: ٣/ ١١٢، اسنادہ صحیح، اسد الغابہ: ٢/ ٢٤، الثقات: ٣/ ٦٧، الاصابہ، ت: ١٧٢٩۔

دُرُوسُ المسَاجِد
خُطبا اور مُبلّغین کے لئے نادر تحفہ